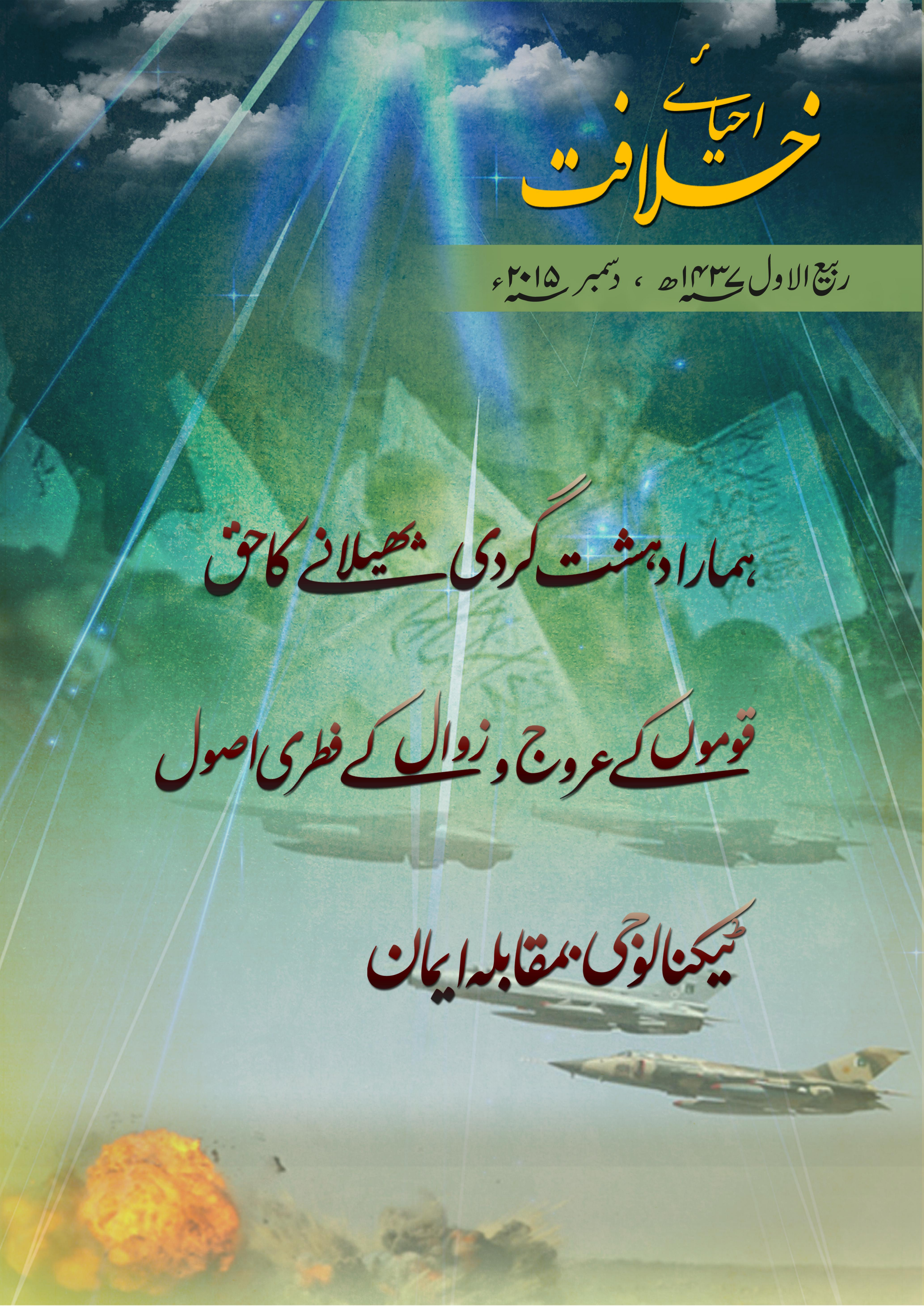

احیائے خلافت
ربیع الاول ۱۴۳۷ھ ، دسمبر ۲۰۱۵ء
ہمارا دہشت گردی پھیلانے کا حق
قوموں کے عروج و زوال کے فطری اصول
ٹیکنالوجی بمقابلہ ایمان

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

(علامہ محمد اقبالؒ)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس عرش الٰہی کے سایہ میں یاقوت کے منبروں پر ہوں گے یہ منبر مشک کے ٹیلوں پر بچھے ہوئے ہوں گے اس دن سوائے عرش کے کہیں سایہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تم سے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا شہداء کہیں گے اے رب تو نے وعدہ وفا کر دیا۔

(الہدایۃ السنیہ فی الاحادیث القدسیہ)

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار کا علمی، عسکری اور سیاسی ترجمان



ربیع الاول ۱۴۳۷ھ ، دسمبر ۲۰۱۵ء

سر پرستِ اعلیٰ

عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ

نگران اعلیٰ

مولانا قاضی عمر مراد صاحب حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا قاضی حماد صاحب حفظہ اللہ

ہمارا برقی پتہ ہے:

IHYAE KHILAFAT@GMAIL.COM

رسالے کو انٹرنیٹ پر پڑھئے:

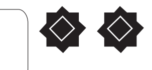
WWW.IHYAEKHILAFAT.COM
IHYAEKHILAFAT.BLOGSPOT.COM

زیرِ انتظام



احیائے خلافت
اعلامی کمیشن

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار



القرآن والسنہ

قال تبارک و تعالیٰ فی قرآنہ المجید

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ(الانفال)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مومن اور مخلص بندوں کی رہنمائی اور ہمیشہ کامیابی کی تمام ذرائع سے بروقت آگاہی فرمائی ہے کیونکہ شیطان روز اول سے اس مومن بندہ کو راہ راست سے دربدر کرنے اور گمراہی کی وادیوں میں گم کرنے کے درپے ہے ان مہلک ترین نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان مسلمانوں کی باہمی اختلافات ہیں کیونکہ رب کائنات جو کہ خالق و مالک ہے اور کسی چیز کی فوائد اور نقصانات سے بخوبی واقف ہے ہمیں باہمی اختلافات سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ بندگان خدا دنیا میں کفار کے مقابلے میں شکست خوردہ اور شرمندگی سے محفوظ ہو کر سرخرو ہو سکے چنانچہ فرمایا کہ آپس میں اختلاف سے بچو کیونکہ اس باہمی اختلاف کی وجہ سے تمہاری کمزوری یقینی ہے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو محبوب رکھتا ہے اس وجہ سے قدم بقدم مومنوں کیلئے ہدایات بیان فرماتا ہے تاکہ یہ بندہ راندہ درگاہ ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قریب اور شیطانی لغزشوں سے دور عزت واحترام کی زندگی گزار سکے سابقہ تاریخ موجودہ نسل انسانی کیلئے سبق آموز ہوتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے سابقہ ادوار میں لوگوں کی حالات زندگی ہم پر واضح فرمائی:

وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ(آل عمران)

ترجمہ: اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔

وہ لوگ علم ودانائی کے باوجود مختلف وجوہات کی بناء پر فرقہ بندی کا شکار ہو کر نیست ونابوت ہوتے چلے گئے کہیں دنیاوی حرص ولالچ تو کہیں جاہ وجاہت کا طلبگار اور کہیں ایک دوسرے سے حسد وکینہ نے انسانی دل ودماغ پر قبضہ جمائے رکھا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کیلئے میدان صاف ہو گیا اور کفار نے تالاب میں اپنی پسند کی مچھلیاں پکڑنا شروع کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو مزید خرابی سے بچانے کیلئے فرمایا:

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ(آل عمران)

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

جب بندوں نے حبل اللہ المتین یعنی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھامے رکھا تو سمجھو کہ مشکل آسان ہو گیا اور مسلمانوں کو بیرونی لاحق خطرات کا اندیشہ نہ رہا آج اگر دنیا کی اردگرد حالات کا جائزہ لیا جائے تو بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے کہ مسلمانوں کیلئے درپیش خطرات کے عوامل اتحاد واتفاق کا فقدان اور اندرونی اختلافات ہیں جبکہ مسلمانوں کے پاس موجودہ وسائل مسلمانوں کی کامیابی کیلئے کافی ہے کیونکہ اسلامی تاریخ میں حضرت آدمؑ سے لیکر اب تک کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ مسلمان قوم وسائل کی کمی کے باعث شکست سے دوچار ہو چکی ہوں بلکہ مسلمانوں نے تو تہی دستی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد سے دشمن کو شکست فاش دیا ہے اب اس کے برخلاف حالت یہ ہے کہ ایک خطے کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جارہے ہیں وہاں کے مدارس ومساجد کو منہدم، علماء ومجاہدین کو شہید اور قید وبند میں ڈالا جارہا ہے لیکن دوسرے خطے کے مسلمان خواب خرگوش جیسے غفلت کے نیند سور ہے ہوتے ہیں، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ اس قسم کے مسلمانوں کی نگہبانی یا پشت پناہی نہیں کررہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت وپشت پناہی کے حقدار صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو آپس میں متحد ومتفق اور ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے ہوں جیسے کہ فرمان الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ (الصف)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

اسی بے اتفاقی اور فرقہ بندی کے کشمکش میں مبتلا مسلمانوں پر لڑائی جھگڑے قتل وقتال کی نوبت آئی اور قتل مسلم کی حرمت پر حکم خداوندی کے پرواہ کئے بغیر مسلمانوں کی خونریزی کو مختلف بہانوں سے جائز قرار دے دیا گیا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ ہر کس وناکس پر ظاہر ہے کہ بیشک یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا المیہ ہے جس سے مسلمان ملت دست وگریباں ہے اور کفار یہی چاہتے ہیں کہ چونکہ مسلمانوں کی افرادی اور عقیدوی قوت ناقابل تسخیر ہے اس ناقابل تسخیر طاقت کو صرف اختلاف ہی کے ذریعے سے پارہ پارہ کیا جاسکتا

ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِينُ(المائدہ)

ترجمہ: اور اللہ کی فرمانبرداری اور رسول (اللہ ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو اور ڈرتے رہو پس اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے۔

اسی خطرات کے پیش نظر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں اس شیطان منحوس کی منصوبہ بندی سے بار بار مطلع فرمایا ہے کہ میرے بندے کو اس بات پر علم ہو کہ شیطان مختلف شکلوں میں نمودار ہو کر مسلمانوں کے دلوں میں اختلافات کی بیج بوتے ہیں اس سے ہوشیار رہنا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُواْ الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلإِنْسَانِ عَدُوّاً مُّبِيناً(بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ(الاعراف)

ترجمہ: اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان کی چھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے بیشک وہی سننے اور جاننے والا ہے۔

وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ(الانعام)

ترجمہ: اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن علی بن حسین قال قال رسول اللہ ﷺ ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم (رواہ البخاری فی باب صفة ابلیس و جنودہ)

علی بن حسینؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک شیطان انسانی جسم کے اندر داخل ہو کر اس طرح وسوسہ ڈالتا ہے کہ جسطرح اس کے بدن میں خون گردش کرتا ہے۔

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی ﷺ پر عمل نہ کرنا یقیناً مسلمانوں کیلئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے اور دنیا کے مختلف کونوں میں مسلمان ایک دوسرے سے بیزار ہو رہے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ جب انسانی جسم کے اندر شیطان حلول کر کے وسوسہ ڈالنے پر قادر ہے تو ایسے میں وہ شیطان اس مسلمان بندے سے اپنا وہ انتقام لینا چاہتا ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم ادا نہ کرنے کی پاداش میں صف ملائکہ میں سے نکال کر ملعون پھینکا گیا تھا اب اس محنت میں مصروف ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے دشمن اور کفار کے دوست بن جائے چنانچہ اس ابلیسی منصوبے پر عمل کرتے ہوئے ایک مسیحی پادری گیسٹ سیمون اپنی کتاب کیف ھدمة الخلافه میں لکھتا ہے کہ بیشک اتفاق واتحاد مسلمانوں کی تمام ضروری اہداف کو پورا کر سکتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے باہمی اتحاد واتفاق کی رشتوں کو ختم کیا جائے۔ ہمیں اس کفری عزائم سے باخبر ہو کر سبق سیکھنا چاہئے، اور آپس میں جسد واحد کی طرح ایک دوسرے کے معاون ومددگار رہنا چاہئے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطیوں کی سرزد ہونے کے باوجود معاف کرے اور محبت وبھائی چارے کا ثبوت دے تو اللہ تعالیٰ بھی روز قیامت اس بندے کی لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:

جو آدمی کسی مسلمان کی لغزش سے درگذر کرتا ہے خدا قیامت کے دن اس کی خطاؤں سے درگذر کرے گا۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ولا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولاتقاطعوا وكونوا عباداللہ اخواناً (رواہ البخاری)

ترجمہ: تم لوگ ایک دوسرے سے بغض وکینہ اور دشمنی نہ رکھا کرو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کیا کرو، ایک دوسرے کے پیچھے اسے ہلاک کرنے کی سازش نہ کیا کرو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کیا کرو اور اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی کی طرح رہا کرو۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: کسی مسلمان کیلئے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک کلام کئے رہے۔

☆☆☆☆☆☆



اداریہ

ابھی یا پھر کبھی بھی نہیں

ہر انسان کام، سوچ، فکر اور نظریے کے مخالفین ضرور ہوتے ہیں ہر مخالفت کے اسباب ہوتے ہیں کیونکہ بغیر سبب کے مخالفت کرنے والوں کو معاشرہ حماقت کی نظر سے دیکھتا ہے دلیل پر مبنی مخالفت کو حق سمجھا جاتا ہے۔ عموماً ہوتا یہی ہے کہ ہر دلیل دینے والا خود کو حق کہتا ہے لیکن دنیا میں اپنے آپ کو حق ثابت کرنے کے لئے دنیاوی لحاظ سے آپ کے پاس ٹھوس شواہد اور ثبوت ہونی چاہئے یا کسی دنیاوی عدالت نے آپ کے حق میں فیصلہ دیا ہو لیکن معاملہ مذہبی نظریات اور عقائد کا ہو تو پھر اس کا تعلق براہ راست رب کائنات کے ساتھ بن جاتا ہے ایسے معاملے میں کسی انسان کی طرف سے بنائے گئے ضابطوں قوانین یا سرحدات کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ براہ راست احکام الٰہی پر عمل کرنا ہوتا ہے خواہ دنیا میں یا حالات کے اعتبار سے ان کی کتنی مخالفت ہی کیوں نہ ہو یہی کشمکش دور حاضر میں عالم کفر اور امت مسلمہ کے درمیان جاری ہے باوجود اس کے کہ عالم کفر تمام تر مادی وسائل کے ساتھ ہر میدان میں خواہ وہ فکری ہو سیاسی ہو یا عسکری برسر پیکار ہیں وہ ہر حالت میں ہر لحاظ سے مسلمانوں کو زیر کرنا چاہتے ہیں اس مشن کی تکمیل کیلئے وہ دوسرے تکنیکس کے علاوہ اس نکتے کو بھی بھرپور استعمال کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر موجود چند ذاتی مفاد پرستوں کو اپنے ساتھ ملالیں جو شکل وصورت کے اعتبار سے تو مسلمان حکمران، ڈاکٹر، انجینیر، صحافی، دانشور، عالم دین، مذہبی و سیاسی رہنما وغیرہ نظر آئیں مگر وہ عالم کفر کے وفادار غلام بن کر انہی کے مفادات کی تکمیل کرتے ہیں ان کا ہر حکم، آپریشن، قلم سے لکھے الفاظ، تجزیے، ان کے جلسے، جلوس اور مجالس وتقاریر کفار ہی کے لئے ہوتی ہیں مگر ان تمام کفریا کوششوں کے باوجود امت مسلمہ کے اندر ایسے نوجوان اب بھی موجود ہے جو کفر کو مسلمانوں کی حقیقی شان وشوکت کا احساس دلاتے رہتے ہیں یہ نوجوان وزیرستان تا فلسطین تمام محاذوں کو گرم کئے ہوئے ہیں خواہ وہ امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی اور پاکستان کے مرتد حکمران ہو یا افغانستان میں غاصب امریکہ و نیٹو فورسز ، کشمیر پر قابض مشرکین ہو یمن شام عراق سومالیہ، الجزائر کے شیعہ مرتد اور کافر حکومتیں ہو، ان تمام کفار کو ببانگ دہل بتاتے ہیں کہ وہ اسلام کی حرمت پر کوئی بھی آنچ نہیں آنے دیں گے، اس کے لئے انہیں جتنی بھی قیمت ادا کرنے پڑے وہ اس کی ادائیگی سے گریز نہیں کریں گے اور نہ وہ کفار سے ملے ہوئے کسی کٹ پتلی یا درباری کی ملامت کی کوئی پرواہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہے۔ جس کی تازہ مثالیں یمن اور شام کے محاذ پر مجاہدین کے حالیہ فتوحات ہیں ،جس سے وہاں کے مجاہدین کو ایک بڑے علاقے سمیت بہت سے غنائم ہاتھ آئے ہیں، جو کہ ایک خوشکن اور راحت افزا خبر ہے مگر اس پورے صورت حال میں ایک کمی جو کہ واضح طور پر دیکھائی دیتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے ہمیشہ نقصان بھی اٹھایا ہے وہ مجاہدین کے صفوف میں موجود دراڑے اور اختلافات ہے جو کہ ماضی کی طرح کسی بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے، ایسے حالات میں جہادی قائدین سے ایک واضح کردار کی توقع رکھی جاتی کہ وہ اپنے تمام تر شکایتیں، مخالفتیں، عداوتیں اور تنظیمی جنگیں بھلا کر صورت حال کا صحیح اندازہ کر کے مجاہدین کے صفوف میں وحدت پیدا کریں اور دشمن کو بتائیں کہ امت مسلمہ ایک وجود کے مانند ہے اور اگر ہم دشمن کیلئے ننگی تلوار ہے تو مسلم کیلئے رحماء بینھم کے مانند ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کا نام بھی امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے والوں کے اس فہرست میں لکھا جائے گا جس میں کوئی بھی مسلمان اپنے آپ کو کھڑا ہوا پسند نہیں کرتا یہی وہ وقت ہے جو کچھ کیا جاسکتا ہے نہیں تو بعد میں کچھ کرنے کی خواہش کے باوجود بھی موقع ہاتھ سے نکل گیا ہوگا۔ اس لئے ایک ایسے عالم گیر اتحادی کی ضرورت ہے جو پستی میں گری اس اُمت کو پھر سے وہ دن دیکھائے جب اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام ہو اُمت کی بیٹیاں کفار کی قید سے بازیاب ہوں، توحید کے پرچم وائیٹ ہاؤس پر لہرائیں، ہر وہ ہاتھ کاٹ دیا جائے جس نے کسی ایک مسلم کی عزت وآبرو کو چھوا ہو، نکال دی جائے وہ آنکھ جس سے مسلم قوم کی کسی ایک بیٹی پر بھی بری نگاہ ڈالی ہو، شریعت اسلامیہ ہر اُس علاقے پر پھر سے قائم ہو جائے ہمارا حرم اور جزیرۃ العرب کی وہ سرزمین جہاں پیارے محمد رسول ﷺ پر وحی اترا کرتی تھی اُس کو مشرکین اور مرتدین کے نجس وجود سے پاک کر دیا، وہاں پھر سے اُندلس واقصیٰ کے فتح حین کے قافلے نکلیں، پھر وہاں سے سندھ وہند اور اُس پار آمو کی فتح کے منصوبے تیار ہوں، پھر ایک مجاہد کندھے پر ہتھیار سجا کر بیت اللہ میں اللہ کی کبریائی بیان کرے، جہاں ایک دن بھی مسلمانوں کی حکومت رہی، یہ وہ ٹائم ہے کہ اب اُمت ایک ہو کر یہ سب کچھ حاصل کر سکتی ہے نہیں تو شاید پھر ایسا موقع کبھی نہ آئے یعنی ابھی یا پھر کبھی بھی نہیں۔



ہمارا دہشت پھیلانے کا حق

عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ

وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ (سورہ الانفال ٦٠)

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمیعت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد ہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں کو دہشت زدہ کیا جائے۔

اور جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئی تھی۔

١) ایک مہینے کی مسافت سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔

٢) میرے لئے تمام زمین میں نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے میری امت جس آدمی کی نماز کا وقت جہاں بھی آجائے اسے وہی نماز پڑھ لینے چاہئے۔

٣) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

٤) پہلے انبیاء خاص اپنی قوموں کی ہدایت کیلئے بھیجے جاتے تھے، لیکن مجھے دنیا کی تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا ہے۔

٥) مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

ہم اکثر ذرائع ابلاغ پر سنتے ہیں کہ ''دہشت گردی'' کی اصطلاح جہاد فی سبیل اللہ کو بیان کرنے کیلئے استعمال کی جاتی ہے، اور اسی طرح اللہ کے محبوب ترین بندوں یعنی مجاہدین فی سبیل اللہ کو بھی ''دہشت گرد'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ کے جادوگر کفار دہشت گردی اور دہشت گرد جیسے الفاظ کو ایک منفی معنیٰ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں کفاران چالوں کے بارے میں پہلے سے ہی آگاہ کر رکھا ہے کہ یہ الفاظ کو ان کے معنی سے پھیر دیتے ہیں (سورۃ المائدہ:١٣)

لیکن ہم مجاہدین دہشت گردی کا مطلب اللہ کے دشمنوں کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کو سمجھتے ہیں۔ اوپر بیان کی گئی قرآن کی آیت اور حدیث سے واضح ہے کہ خوف اور دہشت وہ ذرائع ہیں جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے سپاہیوں کی مدد کرتا ہے۔ ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ رحمت للعالمین تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک عظیم جنگجو بھی تھے۔ نبی ﷺ کا ایک لقب نبی الملاحم بھی تھا جس کا مطلب ہے خوف ریز جنگوں والا نبی ﷺ۔ حتیٰ کہ وہ جنگیں مثلاً احد اور حنین جن میں دشمن کے حملے کی شدد سے صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے تھے مگر نبی ﷺ نے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے تھے۔ علی بن ابی طالب ؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنگ شدت پکڑ جاتی تھی تو ہم نبی ﷺ کے پیچھے پناہ لیا کرتے تھے۔ ہمارے نبی ﷺ ایمان والوں اور عام لوگوں پر انتہائی مہربان تھے لیکن جب اللہ کے دین کے دشمنوں سے نمٹنے کا معاملہ آتا تھا تو وہ ان کفار اور منافقین کے دلوں میں دہشت پیدا کیا کرتے تھے، ذرا ملاحضہ کیا کیجئے کہ نبی ﷺ نے کس طرح یہودی قبائل بنو قینقاع اور بنو نضیر کا معاہدہ تھوڑنے کی بناء پر محاصرہ کیا اور کیسے دونوں قبائل نے بغیر کسی مضاہمت کے آپ ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈال دئے گو کہ ان کے پاس پناہ کیلئے مضبوط قلعے بھی تھے اس طرح کچھ برس بعد یہودیوں کے تیسرے قبیلے بنو قریضا نے بھی آپ ﷺ کے سامنے بغیر کسی لڑائی کے ہتھیار ڈال دئے۔ نبی ﷺ نے بنو قریضا کا محاصرہ اس لئے کیا تھا کیوں کہ ان یہودیوں نے معاہدہ ہونے کے باوجود غزوہ خندق میں مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دیا تھا۔ تقریباً چھ سو بالغ یہودی نبی ﷺ کے حکم پر تہہ تیغ کر دئے گئے، اور وہ احتجاج میں ایک انگلی بھی نہیں ہلا سکیں۔ خوف دہشت اور رعب کے عناصر نبی ﷺ کی حکمت علمی میں فتح مکہ کے وقت بھی نمایا تھے جو کہ عرب کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ مکہ کے کافروں نے معلومی مذاہمت کے بعد شکست تسلیم کر لی، اور شہر بغیر کسی نمایا لڑائی کے فتح ہو گیا، نبی ﷺ کے بعد صحابہ کرام ؓ نے بھی دشمنوں کے دلوں دہشت پلانے کی حکمت علمی کو جاری رکھا۔ عمر بن الخطاب ؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے یروشلم کا شہر فتح کیا اور وہاں کے کفار نے شہر کی چابیاں بغیر کسی لڑائی کے امیر المؤمنین کے حوالے کر دی، یہ سب اللہ کی مدد اور کفار کے ذہنوں میں صحابہ ؓ کی نفسیاتی برتری کی بدولت تھا جو کہ مسلمانوں نے روم اور فارس کی عالمی طاقتوں پر فتح کی وجہ سے حاصل کی تھی۔

ہم مجاہدین دہشت گردی کا مطلب اللہ کے دشمنوں کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کو سمجھتے ہیں۔ اوپر بیان کی گئی قرآن کی آیت اور حدیث سے واضح ہے کہ خوف اور دہشت وہ ذرائع ہیں جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے سپاہیوں کی مدد کرتا ہے۔

اگر ہم موجودہ دنیا کی حالات پر نظر دھوڑائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں دہشت کا عنصر بروئے کار لاتے ہیں۔ کفار کا بیشتر عالمی نظام دہشت کی بنیادوں پر ہی کھڑا ہے اور دنیا میں دہشت پھیلانے کیلئے کفار نے دونوں جنگیں عظیم میں ایٹمی اور دوسرے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا تھا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد بھی کفار نے دنیا کے عوام کو دہشت زدہ کرنے کا سلسلہ ختم نہیں کیا۔ کفار اور ان کے اتحادیوں نے کوریا، ویت

نام ،مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کشمیر ،افغانستان ،عراق ،شام اور فلسطین میں لاکھوں انسانوں کو قتل کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ۲۰۰۳ء میں جب کفار نے عراق پر بمباری کا آغاز کیا تو انہوں نے ابتدائی مہم کا نام ہی shock and awe (صدمہ اور خوف) رکھا۔ کفار یہ خیال تھا کہ وہ عراقی مسلمانوں کو دہشت زدہ کر کے اپنا موتی بنالیں گے۔ کفار اپنے قید خانوں میں مسلمانوں کی تذلیل کرتے ہیں اور ان پر بے پناہ تشدد کرتے ہیں۔ دور حاضر میں اس کی مثالیں ہمیں بگرام ، ابوغریب اور گوانتا موبے جیسے بدنام زمانہ عقوبت خانوں میں ملتی ہے جہاں کفار نے تشدد کے بعد مسلمانوں کو ذہنی دباؤ میں لانے کیلئے اپنے قبیح اعمال کی تصویریں اور ویڈیوز بھی جاری کیں۔ پاکستانی فوج جو کہ کفار کی صف اول اتحادی ہے وہ بھی مسلمان قیدیوں کو دہشت زدہ کرنے اور ان کو ماورائے عدالت قتل کرنے کے سلسلے میں بہت بدنام ہے۔ کفار کی دہشت گردی کا ایک اور مظہر وہ معاشی پابندیاں ہیں جو یہ لوگ کسی ملک یا گروہ پر لگاتے ہیں۔ ماضی قریب میں ہی کفار نے عراق اور افغانستان پر معاشی پابندیاں لگائی جن کی نتیجے میں ننھے بچوں سمیت لاکھوں لوگ مر گئے۔ کفار وسیع پیمانے پر دہشت اور تباہی پھیلانے والے ہتھیار بنانے کا سلسلہ کبھی نہیں رکھتے بلکہ بڑے فخر سے اپنے مہلک ہتھیاروں کی نمائش ذرائع ابلاغ اور فلموں کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں ملکوں پر مسلط کئی کمزور دل حکمران محظ ہالی ووڈ کی فلمیں دیکھ کر ہی کفار سے دہشت زدہ ہوجاتے ہیں اور لڑائی شروع ہونے سے پہلے ہی حوصلہ ہار جاتے ہیں۔ گیارہ سمبر ۲۰۰۱ء کی مبارک حملوں کے بعد امریکہ اور اس کے کفار اتحادیوں نے اپنی پوری عسکری قوت سمیت افغانستا پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ کوئی شک نہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک عظیم قوت تیار کی تھی، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے،

اور ان کا منصوبہ ایسا تھا کہ گویا پہاڑوں اپنی جگہ سے ہلا دیں گے۔ (سورہ ابراہیم: ۴۶)

پاکستانی فوج جو اپنے آپ کو بڑے فخر سے اسلام کے قلعے پاکستان کا محافظ کہلواتی ہے ،کفار کی اس طاقت سے اتنی دہشت زدہ ہوگئی کہ مقابلہ کرنے کی بجائے انہوں نے کفار کی افغانستان پر حملے کیلئے کفار کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ان کے بزدل سربراہ پرویز مشرف نے ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا،

''اگر طوفان چل رہا ہو تو سر نیچے کرلینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ سر ہی اڑ جائے۔''

یہ تھا اس دہشت گردی کا اثر جو کفار نے منافق حکمرانوں کے دلوں میں ہلا رکھی تھی۔

لہٰذا دہشت گردی درحقیقت نفسیاتی جنگ کا ایک اہم ستون ہے۔ کفار مسلمانوں کو زیر کرنے کیلئے دہشت گردی کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں تاہم جب انہیں اسلامی دہشت گردی کا مزہ چکھنے کو ملتا ہے تو ان کے ہوش و ہواس اڑھ جاتے ہیں۔ پھر ان کے ذرائع ابلاغ کے ادارے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ شروع کرتے ہیں کہ گویا مسلمان ہی ہیں جو جنگ میں دہشت گردی کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ جہاں تک ہم مجاہدین کا تعلق ہے تو ہم دہشت گردی پھیلانے کو اپنا حق سمجھتے ہیں قرآن اور سنت میں ہمیں دشمن کو دہشت زدہ کرنے کے بڑے واضح شواہد ملتے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارا دشمن بھی ہمارے خلاف دہشت پھیلا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ اس لئے جب ہم مجاہدین کو دشمنوں کی طرف سے دہشت گرد کا لقب ملتا ہے تو ہم اس کو اپنے سینوں پر لگا ہوا ایک تمغہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم کامیابی سے کفار اور منافقین کو دہشت زدہ کرنے کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

او اللہ کے دشمنوں! خبردار ہو جاؤ کہ ہم اس وقت تک چھین سے نہیں بھیٹیں گے جب تک پوری دنیا میں شریعت کو نافذ اور خلافت کو قائم نہ کر دے۔ تم ہمارے اندر اپنے لئے غلظ (سختی، تندہی۔) پاؤ گے۔ ان شاءاللہ

وطن کی مٹی گواہ رہنا۔۔۔

ہمارے ہاں ایک ادارہ ہے۔ نام ہے اس کا پاکستان آرمی۔ ایک انوکھا لاڈلہ ،جس کے بہلانے کو محض چاند کافی نہیں۔ پسندیدہ غذا امریکی ڈالر ہیں جبکہ مشروب میں خونِ مسلم پینا پسند کرتے ہیں۔ ان کی خونخواری اور ڈھٹائی تو مشہور ہے مگر پاکدامنی جتانے کے لیے وطنیت کی چادر اوڑھے رہتے ہیں۔ دھرتی کو ماں کا درجہ دیتے ہیں لیکن ڈالر ملیں تو اسی دھرتی کی مائیں بہنیں بیچ بھی ڈالتے ہیں۔ پچھلے ہی مہینے ہمسایہ بھارتی مشرکین نے وطن کی مٹی پر گولے برسائے، وطن کے کئی مکینوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ دوسری جانب سے ایرانی شیعہ کفار کی فوج نوکنڈی تک اندر گھس آئی اور چھ گھنٹے تک وطن کی مٹی پر دندناتی رہی۔ مگر دھرتی ماں کے بیٹے تھے کہ ماتھے پر شکن تک نہ آئی۔ لیکن ایک جانب وزیرستان ہے۔ اسی وطن کی مٹی ہے۔ وہاں دھرتی ماں کے بیٹوں کے جہاز اڑتے ہیں، توپیں گرجتی ہیں اور وطن کی مٹی اسی کے رکھوالوں کے ہاتھوں خون سے سرخ ہوتی ہے۔ بیٹوں کی دھرتی ماں سے محبت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ غلط ہے کہ ایہہ پتر ہٹاں تے نہیں وکدے۔ ہم نے تو اس دھرتی ماں کے بیٹوں کو بارہا بکتے دیکھا ہے۔ جس وطن میں، جس دھرتی پر اللہ کا نظام نافذ نہ ہو، وہاں ایسے بیٹے پیدا ہوا ہی جایا کرتے ہیں۔

معرکہ حق و باطل اور علماء سوء

احسان اللہ احسانؔ

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جنہوں نے اس کائنات اور اس میں تمام موجودات کو پیدا فرمایا ہے جو ہم سب کا رب ہے اور جس نے نبی کریم ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اور کروڑ وں درود وسلام ہو آقائی مدنی ﷺ پر۔

نبی کریم ﷺ کی دور نبوت سے لے کر آج تک کفر واسلام کے درمیان یعنی حق و باطل کے درمیان جنگ ہمیشہ جاری رہتی ہے۔اس جنگ کی تکنیک میں وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔فریقین چاہتے ہیں کہ وہ اس جنگ کے نتیجے کو اپنے حق میں کرلیں۔اسلامی نقطہ نظر سے علماء کا اس جنگ میں بہت اہم اور واضح کردار ہے۔کیونکہ علماء کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا واضح ارشاد ہے ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں۔نبی کے وارث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی اُمت کی رہنمائی کر کے صحیح سمت میں جانے کا راستہ دیکھاتے رہیں۔اس اہم مشن کی تکمیل کے لئے علماء اسلام نے ہمیشہ قربانیاں دے کر تکالیف ومصائب برداشت کر کے گلشن اسلام کی آبیاری کی مگر بدقسمتی سے کچھ ایسے علماء حضرات بھی ہیں جو کہ مسلمانوں کے اجتماعی فائدے کو بالائے طاق رکھ کر چند حقیر ذاتی مفادات کی تکمیل کرتے ہیں، تاریخ اسلامی میں ایسے بدکردار ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں۔جس کی تازہ مثال پاکستان اور افغانستان کے عالم سوء (سرکاری درباری علماء) کے علاوہ اب برائے نام امام کعبہ الشیخ الخالد الغامدی صاحب ہے موصوف نے حالیہ دورہ پاکستان کے موقع پر مجاہدین اسلام کو خوارج قرار دے کر اپنے مرتد اور کفریہ آقاؤں سے آشیرباد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ایسے علماء کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے'

حضرت انس رضی اللہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا علماء اکرام، اللہ کے بندوں پر رسولوں کے امین (حفاظت دین کے ذمے دار) ہیں۔بشرطیکہ وہ ارباب اقتدار سے گھل مل نہ جائیں اور (دینی تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے) دنیا میں نہ گھس پڑیں، لیکن جب وہ حکمرانوں سے شیر وشکر ہو گئے اور دنیا میں گھس گئے تو انھوں نے رسولوں سے خیانت کی، پھر ان سے بچو! اور ان سے الگ رہو (کنزل العمال، ج۔۱۰)

یہ لوگ دراصل کفار کے آلہ کار اور حقائق کو چھپانے والے مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے''

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ (ال عمران ۱۸۷)

ترجمہ جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی ہے کہ تم اسے لوگوں کے سامنے بیان کروگے اسے چھپاؤ گے نہیں مگر انہوں نے اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے میں قیمت لے لی کہ بہت بری چیز ہے جو انہوں نے خریدی۔

یہ لوگ ذلیل ہیں اور اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت ۱۵۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ (سورہ البقرہ ۱۵۹)

ترجمہ: جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلائل اور ہدایت نازل کی ہے بعد اس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے وہ بیان کر دیئے تھے کتاب میں ان لوگوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

اللہ نے قرآن میں ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب کا وعدہ فرمایا ہے سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورہ البقرہ ۱۷۴)

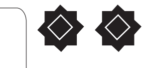
ترجمہ: جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے ان پر کتاب میں نازل کیا ہے اور اس پر کم قیمت لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اللہ قیامت میں ان سے نہ بات کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن وحدیث میں موجود ان احکامات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ دراصل شہرت عزت، عہدوں اور اپنے پیٹ کے پجاری ہیں۔اسلام اور مسلمانوں سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں اہل حق وہ ہیں جنھوں نے دین اسلام کی سربلندی اور مظلوم اُمت کی دادرسی کی خاطر اپنے گھر بار اہل وعیال اور پُرتعیش زندگی کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے تکالیف ومصائب ،مشکلات جھیل رہے ہیں۔حق کے ان راہیوں کو کچلنے کے لئے پورا عالم کفر اپنے غلام مرتدین حکمرانوں کو ساتھ ملا کر پوری قوت سے حملہ آور ہے۔یہ مرد مجاہد دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مصداق ہیں جس میں فرمایا گیا تھا

''اگر حق کو پہچانے میں دشواری ہو تو باطل کے تیروں کی طرف دیکھو''

میں اسلام کی سربلندی کی جنگ لڑنے والے مجاہدین کو تسلی دیتا ہوں کہ تم ہی دراصل اس

بقیہ صفحہ ۱۰ پر



ٹیکنالوجی بل مقابلہ ایمان

معاذ فاروقی

2 دسمبر 2014 کی ایک بغیر چاند کے کالی رات میں جب لوگ لحافوں میں دبکے سو رہے تھے، اس ہی یخ بستہ سردی کے عالم میں اُمت کے بہترین نوجوان میں سے کچھ نوجوان ارض رباط میں موجود چند مجاہدین جو دینِ اسلام کی سربلندی اور ہر قسم کے کفر و طاغوت سے بے زار تھے، رب کے دین کی نصرت کی خاطر نکلنے والے غرباء اپنی جان ہتھیلی پر لئے چاروں جانب سے ٹوٹنے والے صلیبی صہیونی لشکر کے ایک حملے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اگر اس معرکے کا موازنہ دنیاوی پیمانے سے کیا جائے تو یہ معرکہ کسی صورت بھی ہم پلہ معرکہ نہیں تھا۔

پہاڑی علاقوں میں عموماً اس قسم کے حملے نصف شب کو بنا چاند کی راتوں میں کیئے جاتے ہیں۔ جب اندھیرے کے باعث ہاتھ کو ہاتھ دیکھائی نہیں دیتا۔ حملے سے قبل صلیبی صہیونی فوج کے ماہر نشانہ بازوں پر مشتمل ٹیم کا دس دس افراد پر مشتمل سنائپر گروپ حملے سے چند گھنٹے پہلے ہدف سے ایک یا دو کلومیٹر کے فاصلے پر اتارا جاتا ہے۔ جن کا کام علاقے کی ناکہ بندی کرنا، ہدف پر ہونے والی معمولی سے بھی نقل حمل کی روپوٹ آپریشن کنٹرول یونٹ تک پہنچانا اور دوران حملہ ہونے والی ممکنہ طور پر مزاحمت کو دور سے نشانہ بنانا ہوتا ہے۔ یہ ٹیم نائٹ ویژن دوربینوں سے لیس ہوتی ہے جس کی مدد سے رات کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے، جبکہ دوران حملہ پیش قدمی کرنے والی ٹیم کو چینوک ہیلی کاپڑ کے ذریعے ہدف کے اطراف میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں اتارا جاتا ہے۔ پیش قدمی کرنے والا گروپ دو مختلف ٹولیوں کی صورت میں مزید بٹ جاتا ہے۔ ایک گروپ مشین گنوں کے مدد سے اندھا دھند فائرنگ کرتا ہے، جبکہ دوسرا گروپ اس فائرنگ کی آڑ لے کر پیش قدمی کرتے ہوئے ہدف کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، اس ہی طرح یہ دونوں گروپ ایک دوسرے کو راستہ دیتے ہوئے اندھا دھند گولیوں کی بچھاڑ کرتے ہوئے ہدف کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زمینی پیش قدمی کے لیے ان کے ہمراہ مخصوص قسم کے چار ٹائروں والے موٹر سائیکل بھی ہوتے ہیں۔ جن کی خاصیت یہ ہے کہ وہ پہاڑی اور ناہموار راستے پر باآسانی چل سکتے ہیں۔ یہ دونوں ٹیمیں بھی ٹیم نائٹ ویژن دوربینوں سے لیس ہوتی ہیں۔ زمینی پیش قدمی اور سنائپر ٹیم کی حفاظت کے لیے فضاء میں گشت کرتے، گن شپ ہیلی کاپٹر، جیٹ طیارے اور ڈرون طیارے جن کا کام ہدف سے ہونے والی مزاحمت کی جگہ کو تباہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نگرانی کے لیے فضاء میں ڈرون طیارے اور سٹلائٹ طیارے پل پل کی صورتحال اور ہدف کی براہ راست منظر کشی آپریشن کنٹرول یونٹ تک پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ صلیبی صہیونی فوج کا ہر سپاہی گولیوں سے محفوظ رکھنے والی بلٹ پروف جیکٹ اور سر پر فولادی ٹوپی پہنے ہوتا ہے۔ فولادی ٹوپی یا بلٹ پروف ہیلمٹ ایک تو گولیوں سے محفظ رکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے دوسرا اس میں نصب کمیونیکیشن سسٹم فوجیوں کے باہم رابطے کا کام دیتا ہے اور یہ ہیلمٹ آپریشن کنٹرول یونٹ سے منسلک بھی ہوتا ہے۔

ایک جانب دنیاوسائل سے مالا مال نام نہاد سوپر پاور اور اس کے اتحادی ممالک کے فوجی جن میں ایساف، نیٹو اور مرتد افغان کمانڈوز جو کہ دنیا کی بہترین عسکری تربیت یافتہ اور بہترین عسکری و حربی ساز و سامان کے حامل جن کی تعداد کم از کم تین سو تھی۔ جبکہ ان کی معاونت کے لیے فضاء میں گشت کرتے گن شپ ہیلی کاپٹر، لڑا کا جیٹ اور ڈرون طیارے ان کی ایک پکار پر فضاء سے بموں کی بارش کرنے کے لیے تیار تھے، جبکہ معرکہ کارزار کی لمحہ بہ لمحہ صورتحال جاننے اور نگرانی کرنے کے لیے فضاء میں ڈرون اور سٹلائٹ طیارے بھی اپنے اپنے مداروں میں چکر لگا رہے تھے۔

دوسری جانب صلیبی فوج کے اس لشکر جرار کا ہدف مجاہدین کا میڈیا مرکز تھا، جس کا اصل کام ابلاغ کی ذمہ داریاں انجام دینا تھا۔ یہاں صرف چار کلاشنکوف رائفلیں اور انکی تین سو سے بھی کم گولیاں، ایک راکٹ لانچر اور چار گولے، چھ آٹھ گرنیڈ تھے۔ دیگر بے سروسامانی کا یہ عالم کے پہنے کے لیے گرم کپڑے بھی کسی کسی کے پاس ہی موجود ہیں، سوائے چند ایک کے علاوہ باقی عسکری تربیت سے بھی محروم غرباء ہیں۔

رات ٹھیک بارہ بجے جب ہاتھ کو ہاتھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا، صلیبی صہیونی اپنی طاقت اور عسکری قوت کی نشے میں چور درندے گولوں، گولیوں اور بموں کی گھن گرج کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ اس سارے لاؤ لشکر اور زمینی و فضائی قوت کا مقابلہ چند بے سروسامان اللہ کے بندوں نے اللہ کریم کی کبریائی بیان کرتے ہوئے تکبیر کے نعرے کی للکار بلند کرتے دشمن پر ٹوٹ پڑے ان غرباء نے یہ مقابلہ صرف اللہ کریم کی توفیق و مدد سے کیا۔ ان غرباء کو یقین تھا کہ تعداد اور سامان کی بے سروسامانی کچھ نہیں رہتی اگر اللہ پر ایمان اور اخلاص اپنے اعلیٰ درجات میں ہو۔ یکے بعد دیگرے ایک ایک کرتے شمعِ شریعت کے پروانے دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے، دشمن کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ڈٹ گئے۔ اس دوران اللہ کی مدد و نصرت کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے اس طرح کیا گیا کہ اس اہل صلیب و ارتداد پر اس طرف سے فائرنگ ہونے لگی جہاں کوئی ساتھی موجود ہی نہ تھا، یقیناً زمین و آسمان اللہ کے لشکر ہیں اور اس کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کتنے عجیب لوگ ہیں، جیتے ہیں تو الگ ہی شان سے، عزت و عظمت والے میدانوں

میں، سربلندی والے راستے پر، سرفروشی کے طریقے پر، دشمن کی آنکھ میں کانٹا بن کر، اسلام کی عظمت کا نشان بن کر مشکلات پر ہنستے ہیں اور مصائب پر مسکراتے ہیں، دیوانوں کی طرح در بدر، مقصد کے حصول کی سعی میں سر بسر اور مرتے ہیں، تو اپنی مرضی کی موت منتخب کر کے، کوئی اکیلا سینکڑوں دشمنوں کے بیچ گھس جاتا ہے اور جب تک توفیق ملے خوب دل بھر کے اللہ کے دشمنوں کا شکار کر کے جان، جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور حیاتِ ابدی کو پا لیتا ہے

اس معرکے کی قیادت امیرِ محترم عمر خالد خراسانی حفظ اللہ کر رہے تھے، جو اتفاق سے حملے کے وقت میڈیا مرکز کے سامنے واقع ایک گھر میں موجود تھے، بزدل دشمن اپنی تمام تر قوت اور عسکری ساز و سامان کے باوجود میڈیا مرکز تک پہنچانے میں ناکام رہا چھ گھنٹے جاری رہنے والے ایک معرکے نے دشمن کی کمر توڑ کر رکھ دی، صبح چھ بجے کے قریب دشمن مکمل طور پر اپنے مرداروں اور زخمیوں کو ساتھ لے فرار ہو گیا۔

غاصب افواج اپنی شکست چھپانے اور حفت مٹانے کے لیے ایک مقامی شہری کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گئے جس کو بعد ازیں رہا کرنا پڑا، دشمن کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے (افغان وزارت دفاع) مطابق کے ان کے 27 فوجی اس ناکام ترین چھاپے میں مردار ہوئے، جبکہ گرفتار مقامی شہری کو دوران تفتیش انہی رذیل فوجیوں نے اپنے 90 فوجی مردار ہونے کا بتایا۔ اللہ اکبر

اس معرکے میں مجاہدین کی جانب سے 11 ساتھی شہید ہوئے، جن میں میڈیا مرکز کے مسؤل مولانا صالح قسام رحمہ اللہ بھی شامل تھے، مولانا صالح قسام رحمہ اللہ صلیبیوں کی یلغار اور اندھا دھند برسائی جانے والی گولیوں کی زد میں آ کر زخمی ہوئے ان کے قریب ڈاکٹر طارق علی رحمہ اللہ موجود تھے، جنھوں نے مولانا صالح قسام رحمہ اللہ کو دشمن کی گولیوں سے محفوظ مقام کی طرف منتقل کرنے کے بعد مولانا صالح قسام رحمہ اللہ کا سر اپنی گود میں لیے زخموں سے بہنے والا خون روکنے کی کوشش میں ہی تھے کہ مولانا صالح قسام رحمہ اللہ کا وقتِ جدائی آن پہنچا، مولانا صاحب نے ڈاکٹر طارق علی رحمہ اللہ کو مخاطب کیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ اللہ نے میرے ساتھ فضل والا معاملہ کیا ہے کلمہ شہادت پڑھ کر آپؒ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے، آپؒ کی مقبول شہادت کی گواہی اہلِ علاقہ نے اپنی کانوں سے مرغوں کی مسلسل بلند ہوتی اذان کی صورت میں سنی جس کے تمام اہلِ علاقہ گواہ ہیں۔ انہی شہداء میں نوعمر 16 سالہ کمپیوٹر ماہر اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے حراح الھندی رحمہ اللہ اور اسلام آباد سے ہی تعلق رکھنے والے صالح اور پاک باز نوجوان عمر مجاہد خراسانی رحمہ اللہ جو ابلاغ کے شہسوار بھی تھے۔ ان شہداء کے زیر استعمال چیزیوں سے تادم تحریر مسلسل خشبو آ رہی ہے۔

دشمن حسبِ عادت اپنی ناکامی چھپانے کے لیے اگلے دو دن مسلسل ڈرون کے ذریعے میزائل کی برسات کرتا رہا۔ جس میں 16 شہادتیں ہوئی ہیں۔

قارئین گرامی!

واقعہ آپ نے پڑھ لیا...... یہ واقعہ محض ایک واقعہ نہیں...... بلکہ مسلمانوں کے حسین اور درخشاں حال اور نصرتِ الٰہی کی ایک جھلک ہے اور ساتھ ساتھ روشن مستقبل کے حصول کی شاہراہ بھی...... ماضی میں جب تک اہلِ اسلام کے عوام و خواص، مرد و زن اور بوڑھوں و بچوں میں جذبۂ جہاد جوان رہا اور اسلام کی خاطر تن من دھن قربان کرنے کے جنون نے دلوں کو بے قرار کیے رکھا، اس وقت دنیا پہ اسلام کا سکہ جما دیا۔ کسی کو بری نگاہ سے اسلام اور اہلِ اسلام کی طرف دیکھنے کی جرأت تک نہ ہوتی تھی، لیکن جوں جوں مسلمان اس جذبے سے عاری ہوتے گئے، قربانی سے دور ہوتے گئے اور غلبۂ اسلام کی لگن، فکر اور تڑپ دلوں سے نکل گئی تو اسلام کمزور ہو گیا، اہلِ اسلام مغلوب و مقہور ہو گئے اور آج ہر طرف وہ کافروں کے لیے تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے حال کو ماضی سے جوڑنے کے لیے پوری قوت اور شدت سے جذبۂ جہاد کو صرف اجاگر ہی نہیں بلکہ دلوں میں پیوست کیا جائے، امت کا ہر طبقہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے، جوان بھی سمجھیں اور بوڑھے بھی، بچے بھی سمجھیں اور عورتیں بھی اور ہر ایک اپنے دائرے میں رہتے ہوئے جہاد کی لو کو اونچا کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

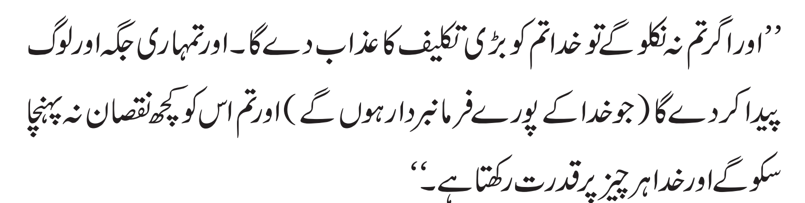
اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا زمانہ ''احیائے جہاد'' کا زمانہ ہے، جہاد کے موجودہ زمزموں کا کچھ عرصہ قبل تک تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن شہیدوں اور مظلوموں کے خون نے اپنا رنگ دکھایا اور آج مشرق و مغرب سے ''حی علی الجھاد'' اور ''سبیلنا، سبیلنا الجھاد الجھاد'' کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ خوش قسمت اور پاکیزہ روحیں اپنا سب کچھ لٹا کر اور اپنی جانوں کے ٹکڑے کروا کر قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کر رہی ہیں۔ الحمد للہ

آخر کیسے بھلایا جا سکتا ہے فدائیان اسلام کو......؟ کیسے صرف نظر کیا جا سکتا ہے، فدائیان اور شہداء کو جنھوں نے آج پورے عالم کفر کو اپنے قدموں میں جھکا کر بزبان حال یہ پیغام دیا ہے:

''وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین'' (الآیۃ)

یاد رکھیں! اگر ہم نے اس نعمت خداوندی کی قدر نہ کی۔ اس موسم بہار سے صحیح طور پر لطف اندوز نہ ہوئے اور شہدائے کے مبارک و معطر لہو سے غداری کی تو پھر شاید ہم سے بڑھ کر کوئی ظالم نہ ہو گا اور پھر ہم اس ضابطۂ خداوندی کے مستحق ٹھریں گے۔

''اِلَّا تَنفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر''


''اور اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

اس لیے اٹھو...... مسلمانو...... اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ...... !سستی کی چادر اتار پھینکو اور نعرۂ مستانہ لگا کر میدانوں میں کود پڑو۔ وہ دیکھو! حسین جنت، اس کے حسین نظارے اور پاکیزہ حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ وہ دیکھو! حضرت حمزہ وحضرت حنظلہؓ سے لے کر شیخ اُسامہ بن لادن ومولانا صالح قسام اور مجاہد عمر خان خراسانی واحمر الھندی رحمہ اللہ تک سب شہداء تمہارے استقبال کو کھڑے ہیں تو پھر دیر کیسی......؟؟

بقیہ از: تم کس کے منتظر ہو

سسکیاں اور آہیں تو بھرتا اگر نہیں دیتا تو اپنا گرم گرم خون اللہ کی راہ میں نہیں دیتا، قرآن میں اللہ کا واضح حکم ہے اے نبی ﷺ کہ دیجئے ان سے کہ بیٹھے رہو گھروں میں بیٹھے رہنے والیوں کے ساتھ، اللہ نے ان کا شمار عورتوں میں کر دیا ہے'' آئیں اور میدان جہاد میں اللہ کی مدد نصرت کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ نکل آئیں نفس کے تماد ھوکوں سے، دیکھیں آپ کے بھائی جن کے بارے میں آپ صرف سنتے ہیں اُس کا مشاہدہ خود کریں یہ جہاد کے میدان آپ ہی کے منتظر ہیں آپ ہی قاسم اور طارق کے وارث ہیں آپ ہی اس اُمت کے وہ درخشاں ستارے ہیں جو پھر سے کفار کو ذلت و پستی کا راستہ دیکھائیں گے محاذوں پر موجود آپ کے بھائی جو اسی اُمت کی ٹھنڈی چھاؤں کے لئے اپنے گھروں کو خیر باد کہہ چکے ہیں'' آخر تم کس کے منتظر ہو''؟

جو بھائی نیت پر کام کر رہے ہیں اُن کو غلط کہنا مقصود نہیں بلکہ اُن کی حوصلہ افزائی کر کے اُن کو میدان میں لانا مقصود ہے تاکہ وہ منظم طریقے سے دشمن پر کاری ضرب لگائیں، اور آرٹیکل مجاہدوں کے چکروں سے نکلیں جو بڑے بڑے نام اور القابات اپنے نام سے لگا کر گھروں میں بیٹھنے کو جہاد پر فوقیت دے چکے ہیں، ہم اُن کے لئے بھی دُعا گو ہیں کہ اللہ پاک اُن کو اپنے راستے کا راہی بنائیں۔ (آمین)

ہم تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار بلا کسی فقہی تعصب وقومیت ہر اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں جہاد پر آنے والوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم پوری دنیا میں اور بلخصوص پاکستان میں شریعت اسلامیہ کا پرچم لہرانا چاہتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کا جو جھنڈا کابل وقندھار میں لہرائے گا وہی جھنڈا ان شاء اللہ اسلام آباد و دہلی پر بھی لہرائے گا۔ (باذن اللہ)

بقیہ از: معرکہ حق وباطل اور علماء سوء

وقت اُمت کے محسن ہو تم بہترین ہو اور اللہ تمھارے ساتھ ہے تم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

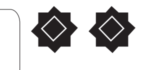
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (المائدہ ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہ ڈریں یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔''

امام کعبہ سمیت تمام علماء سو پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجاہدین اسلام ایک دن ضرور فتح یاب ہونگے (ان شاء اللہ) پھر تمھیں زمین پر چھپنے کے لئے جگہ نہیں ملے گی اور تم دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل رسوا ہوں گے اور یا آپ کو بھی سابقہ امام کعبہ کی طرح ایک دن ضرور اپنی غلطی کا احساس ہوگا یعنی حق تم پر عیاں ہوگا اور تم امت مسلمہ سے معافی کے طلبگار ہوں گے۔

دوسری بات جس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں وہ بزرگ عالم دین اور مرتدین کی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے حضرت مولانا صوفی محمد صاحب دامت وبرکتہ کا حالیہ بیان ہے جو کہ کفر کے آلہ کار مغرب زدہ سیکولر اور فحاش میڈیا کی زینت بنا ہوا ہے جو دراصل دشمنان اسلام (مرتدین) کے میڈیا وار (پروپیگنڈے) کا حصہ ہے بیان کی بنیاد پاکستان کے سیکورٹی اداروں کے وہ مرتد اہلکار ہیں جو کفر واسلام کی اس جنگ میں کفر کے لشکر کا حصہ ہیں۔ اس بات کی تصدیق نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس جھوٹے میڈیا نے اس کی کوشش کی ہوگی کہ یہ بیان حضرت مولانا صوفی محمد صاحب کا ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہم مفروضہ قائم کر کے اس کو صوفی محمد صاحب کا بیان مان بھی لیں تو کسی قیدی سے ایسا کہلوانا کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے۔ صوفی محمد صاحب نے عین اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے جان بخشی کی خاطر ایسی بات کی ہوگی جس کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ اسلامی نظام کی تنفیذ کی خاطر ہم صوفی محمد صاحب کی قربانیوں کا اعتراف کر کے احترام کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہمارا اسلامی رشتہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک اسلام ہمیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کر دیتا۔

ومن اللہ توفیق



قوموں کی عروج وزوال اور فطری اصول

مولانا قاضی محمد ثاقب صاحب

ارض کی کوئی قوم ہو یا زمین کا کوقطعہ ہو۔جس وقت سے یہ تاریخ کی روشنی میں آئی ہے۔تو ہم دیکھتے ہیں اور مشاہدہ ہے کہ میں وارث اور میراث کی مسلسل داستان چل رہی ہے۔یعنی ایک قوم اس پر قابض ہوتی ہے۔تو کچھ وقت مٹ جاتی ہے۔اور دوسری قوم وارث ہوجاتی ہے پھراور زمان سے وہ بھی مٹ جاتا ہے اور تیسری قوم وارث بن جاتا ہے اب سوچنا یہ چاہیے کہ جو ورثہ چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔تو یہ کیوں ہوتے ہیں۔اور جو وارث ہوتے ہیں کیوں وراثت کے حقدار ہوجاتے ہیں ۔یہ اس لئے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ایک قانون کام کرتا ہے کہ

’إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

زمین تو اللہ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے۔

یعنی جماعتوں اور قوموں کیلئے یہاں بھی یہ قانون کام کررہا ہے۔کہ اپنے لوگوں کے حصہ میں ملک کی بھاگ دوڑ آتی ہے ۔جو نیک اور صالح ہوتے ہیں صلح کے معنی سنوارنے کیلئے اور فساد کے معنی بگڑنے اور بگاڑنے کے ہوتے ہیں صالح انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو سنوار لیتا ہے اور دوسرے کو سنوارنے کا استعداد پیدا کرتا ہے اور یہی حقیقت بہ عملی ہے پس قانون یہ ہوا کہ زمین کی وراثت سنورنے اور سنوارنے والوں کی حصہ میں آئی ہے۔تورات،انجیل اور قرآن مجید تینوں نے وراثت ارض کی ترکیب جا بجا استعمال کی ہے اور یہ صورت حال کی کتنی سچی تعبیر ہے دنیا کے ھر گوشے میں ہم دیکھتے ہیں ایک طرح کی بدلتی ہوئی میراث کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے یعنی ایک فرد یا گروہ طاقت واقتدار حاصل کرتا ہے پھر وہ چلا جاتا ہے اور دوسرا فرد یا گروہ اس کی ساری چیزوں کا وارث ہوجاتا ہے حکومتیں کیا ہے محض ایک ورثہ ہے کہ گروہ سے نکلتا ہے اور دوسرے گروہ کے حصہ میں آجاتا ہے تو قرآن مجید نے کہا کہ یہ کیوں ہے اس لئے کہ وراثت ارض کی شرط اصلاح اور صلاحیت ہے جو لوگ صالح نہ رہے ان سے نکل جائے گی اور جو صالح ہوگی ان کے ورثہ میں آئے گی أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (الاعراف) ترجمہ: کیا ان لوگوں کو جو اہلِ زمین کے (مرجانے کے) بعد زمین کے مالک ہوتے ہیں یہ امر موجب ہدایت نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے سبب ان پر مصیبت ڈال دیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیں کہ کچھ سن ہی نہ سکیں۔ یہاں ایک قانون ہے جسکو بقاء انفع کہا جاتا ہے جو کبھی اصلح استعمال ہوجاتا ہے دو لفظوں کا ایک معنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا ہے کہ یہاں وہ چیز باقی رہ سکتی ہے جس میں نفع ہو جس میں نفع نہ ہو وہ نہیں ٹھیر سکتی اسے نابود ہوجانا ہے کیوں کہ کائنات ہستی کا یہ بناؤ اور حُسن قائم نہیں رہ سکتا۔اگر اس میں خوبی کی بقاء اور خرابی کے ازالے کیلئے اکی اٹل قوت سرگرم کار نہ رہتی ۔یہ قوت فطرت کا انتخاب ہے وہ ہر گوشہ میں صرف خوبی اور برتری ہی باقی رکھتی ہے فساد اور نقص محو کردیتی ہے جسطرح مادیات میں ہم دیکھتے ہے جو چیز نافع ہوتی ہے وہ باقی رہ جاتی ہے اور جو نقصان دہ اور مضر ہوتی ہے محو اور مٹ جاتا ہے اس طرح عمل معنویات میں بھی جاری ہے جو عمل حق ہوگا قائم رہے گا اور جو باطل ہوگا مٹ جائے گا اور جب حق اور باطل کا مقابلہ ہوگا تو بقاء حق کیلئے ہوگی۔اللہ تعالیٰ اسی کو قضاء بالحق سے تعبیر کرتا ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورۃ الاسراء)

ترجمہ: اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہوگیا بیشک باطل نابود ہونے والا ہے

یعنی جب فیصلہ کا وقت آ گیا تو فیصلہ حق نافذ کیا گیا اور باطل پرست تباہ و برباد کئے گئے وہ ذات کہتا ہے کہ اس قانون سے تم کیوں انکار کرسکتے ہو جب کہ زمین وآسمان کا تمام کارخانہ اسی کی کارفرمائیوں پر قائم ہے اگر بقاء اور قیام صرف اچھائی اور خوبی کیلئے نہ ہوتا تو تمام کارخانہ ہستی درہم برہم ہوجاتا۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (الانبیاء)

ترجمہ: اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان درہم برہم ہوجاتے جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں اللہ مالکِ عرش ان سے پاک ہے

یعنی قانون حق کے بجائے اپنی خواھشات کی پیروی کرنے لگے تو یقین کرو کہ یہ زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب درہم برہم ہوکر رہ جائے وہ ذات کہتا ہے اور جماعات کا اقبال واد بار ہدایت وشقاوت کا معاملہ بھی اسی قانون سے وابستہ ہے وہ اس سے مستثنیٰ نہیں۔کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ قانون کارخانہ ہستی کے یہ گوشہ اور یہ ذرہ میں اپنا عمل کررہا ہے وہ یہاں آکر بے کار ہوجائے۔

وہ ذات کہتا ہے کہ قوموں اور جماعتوں کے گذشتہ اعمال یہ ہیں ان سے انکا حال بنتا ہے اور حال کے اعمال ہی پس انکا مستقبل بتاتے ہیں

پھر اسکی مذید تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالے یعنی اس بارے میں خود انسان کا عمل ہے وہ جیسی حالت چاہیے اپنے عمل اور صلاحیت عمل سے حاصل کرلیں اگر ایک قوم بدحال ہے اور وہ اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرلیتی ہے جس سے خوشحالی پیدا ہوسکتی ہے تو خدا کا قانون یہ

ہے کہ یہ تبدیلی فوراً اس کی حالت بدل دے گی۔ اور بدحالی کی جگہ خوشحالی آ جائے گی۔ اس طرح خوشحالی کی بجائے بدحالی کا تعبیر سمجھ لو۔ فرمایا جب ایک قوم نے اپنی عملی صلاحیت کھودی تبدل حالت کے مستحق ہوگی تو ضروری ہے کہ اسے برائی پہنچے۔ یہ برائی کبھی ٹل نہیں سکتی کیوں کہ انسان یہ برائی خود اختیار کر دیتا ہے ۔ یعنی اسکے ٹھہرے ہوئے قانون کا نفاذ ہوتا ہے اور خدا کے قانون کا نفاذ کون ہے جو روک سکے۔ اور کون ہے جو اس کے زد سے بچا سکے۔ اس کو قرآن استبدال اقوام سے تعبیر کرتا ہے اور جا بجا مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر تم نے صلاحیت کھودی تو وہ تمھاری جگہ کسی دوسری قوم کو اقبال وارتقاء کی نعمت عظمیٰ سے نوازیں گے اور کوئی نہیں جو اسکو ایسا کرنے سے روک سکے اور پھر وہ دوسری قوم تمھاری طرح صلاحیت واصلاح سے محروم نہ ہوگی بلکہ نیکوں کے ساتھ نرم اور بروں کے ساتھ سخت ہوں گے وہ کہتا ہے کہ ھم یوں ہی قوموں کے دن بدلتے رہتے ہیں اور ایک کے ہاتھوں دوسرے کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتے ہیں کیوں اگر ھم ایسا نہ کرتے اور ایک قوم کے دست تظلم سے دوسری مظلوم قوم کو نجات نہ دلاتے اگر ھم ضعیف کو نصرت نہ بخشتے تا کہ وہ قوی کے طغیان وفساد سے محفوظ ہو جائے تو دنیا کا چین اور سکھ ہمیشہ کے لئے غارت ہو جاتا اور قوموں کی راحت ھمیشہ کے لئے ان سے روٹھ اور اللہ کی زمین پر وہ تمام منارے گرائے جاتے جو اس کے گھر کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا ڈھیر ہو جاتیں جنکے اندر اس کی پرستش اور اس کے ذکر پاک صدائیں بلند ہوتی ہے۔ یہ حسین وجمیل دنیا ایک ایسی ناقابل تصور ھلاکت وبربادی کا منظر ہو جاتی۔ جس کی سطح پر مردہ انسانوں کی پوشیدہ ہڈیوں اور منہدم عمارتوں کی اُڑتی ہوئی خاک کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ یہ انقلاب جو قوموں اور ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں یہ جو پرانی قومیں مرتی اور نئی قومیں ان کی جگہ لے لیتی ہیں۔ یہ جو قومیں کمزور ہو جاتی ہیں اور کمزوروں اور ضعیفوں کو باوجود ضعف کے غلبہ کے سامان مومیسر آ جاتے ہیں یہ تمام حوادث اسی حکمت اور قانون الٰہی کا نتیجہ ہے جو تمام کائنات ہستی میں کارفرماں ہے اور جس کا نام بقاء اصلح یا بقاء انفع کا قانونی فطرت ہے یہ سب کچھ اس کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اس لیے جو قوم حق پر ہے وہی انفع ہے ان کے لئے عروج اور ترقی ہے اور جو قوم حق سے منحرف ہے وہی باطل پر ہے اور غیر نافع ہے اور اس کیلئے فنا ہے بربادی اور زوال ہے اور صفحہ ہستی سے مٹنا ہے اس طرح جب سونا یا چاندی آگ پر تپاتے ہو تو کھوٹ الگ ہو جاتا ہے خالص دھات الگ نکل آتی ہے کھوٹ کیلئے نابود ہو جانا ہے اور خالص دھات کیلئے باقی رہنا یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا میں بقاء انفع کا قانون کام کر رہا ہے نافع کیلئے باقی رہنا ہے جو نافع نہیں وہ چھانٹ دیا جائے گا یہی حقیقت حق اور باطل کی ہے حق وہ بات ہے جس میں نفع ہو وہ کبھی مٹنے والی نہیں اور باقی رہنا اس کا خاصا ہے اور حق کی معنیٰ ہی قیام اور سبات ہے لیکن باطل وہ ہے جو نافع نہیں اس لئے اس کا قدرتی خاصہ یہ ہوا کہ مٹ جائے اور محو ہو جائے۔ ان الباطل کان زھوقا۔ قرآن مجید نے نافع کو حق سے اور غیر نافع کو باطل سے تعبیر کیا ہے اور اس تعبیر سے ہی اس نے حقیقت کی نوعیت واضح کر دی کیونکہ حق اسی چیز کو کہتے ہیں جو ثابت اور قائم رہے اور اس کیلئے فنا اور نابود ہونا ممکن نہ ہو اور باطل کے معنیٰ یہی ہے کہ مٹ جانا۔ پس وہ ذات جب کسی بات کیلئے کہتا ہے کہ یہ حق ہے تو یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ دعویٰ کے ساتھ اس کے جانچ کا معیار بھی پیش کیا جاتا ہے کہ یہ بات حق ہے اس لئے نہ مٹنے والی بات ہے اس کے ثبوت وجود اور قیام وبقاء کیلئے صرف اس کا حق ہونا کافی ہے اور جب کہا جائے کہ یہ باطل ہے تو اس کے عدم وزوال پذیری کیلئے اس کا باطل ہونا ہی کافی ہے مزید دلیل کی حاجت نہیں یہ دونوں اصلا ہیں قرآن کی مہمات و معارف سے ہے لیکن افسوس کسی نے غور نہیں کیا اور اگر یہ ایک حقیقت سمجھ لی جائے تو ہماری پستی اور زوال کیلئے ان وہمی اسباب تنزل کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے رہنماؤں نے غور وفکر سے کام نہ لیا کس نے باعث تنزل کسی وہمی بات کو بنا لیا کسی نے تقلید یورپ کو اور کسی نے تملق اور خوشامد غلامانہ کو تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

لیکن اتنی بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن ن ہماری ظہور کی علت نمائی جو فرمائی ہے وہی ہماری عروج کی بھی علت نمائی قرار دی ہے۔ کنتم خیرامتہ اخرجت للناس۔ یعنی ہمارے ظہور کا مقصد نفع خلائق قرار دیا ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (آل عمران)

ترجمہ: (مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کیلئے بہت اچھا ہوتا۔ اُن میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔

اس آیت میں بھی ہمارے عروج کی علت نمائی بھی یہی قرار دیا گیا ہے کہ اقامت الصلاۃ، نظام زکواۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر یہ تینوں باتیں نفع رسانی خلائق کیلئے ہیں تو گویا ہماری ظہور وعروج دونوں نفع رسانی ناس کیلئے تھے۔ یعنی اللہ کی سلطنت قائم کرنا اور عدل الٰہی کو دنیا میں غلبہ دینا جس سے بڑھ کر کوئی نفع نہیں۔

ہم نے جب تک اپنے ظہور وعروج کے مقاصد کو سنبھالے رکھا تو دنیا کیلئے نافع رہے اس لئے ہمیں تکمیل فی الارض حاصل رہا اور جب سے ہم نے اپنے ظہور وعروج کا مقصد بھلا دیا تو پھر ہمیں اس منصب سے بھی محروم ہونا پڑا اور قومی زندگی کی بجائے قومی موت کا سامنا ہوا تو پھر بتلاؤ کہ ہمارے کیا حق ہے کہ قومی زندگی اور اجتماعی ترقی کا دعویٰ کرے آج نہ ایمان کی دولت ساتھ ہے اور نہ طاعات اور حسنات کے زندگی یکسر غفلت اور معصیت میں برباد ہیں اور عمریں نافرمانی میں تاراج اعراض نفسیاتی پرستش

پھر نہ ندامت وملامت اور نہ توبہ وانابت تو بتلاؤں کہ کس منہ سے ہم اپنے زندگی و بقاء کی مدعی بن سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ نظام عالم کے قوانین اساس کی بنیادصرف قیام عدل کی ناقدانہ قوت پر ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء علیہ السلام کو اس لئے بھیجا رہے کہ دنیا میں اللہ کے عدل کو قائم کرے لیکن چونکہ اس کے لئے اکثر اوقات قہر وغلبہ کی قوت قاہرہ بھی دیتا رہا اور استیلاء واستقلاء کی نعمت سے نوازا تا کہ دنیا سے ظلم وبرائی کا خاتمہ ہوجائے اور عدل الٰہی کا دور دورہ ہو اور س طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا فرض منصبی بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر قرار دے کر ان کو قیام عدل کیلئے منتخب فرمایا اور میزان عدل کا قانون اجتماعی دیکر دنیا والوں کے لئے ان کو گواہی دینے والا بنایا بس مسلمانوں کے ظہور کی اصل علت صرف یہ ہے کہ شہادۃ علی الناس کا فریضہ احسن طریقہ سے پورا کریں یہی وجہ ہے کہ بار بار قرآن میں اس کی نشاندہی کی ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں۔

یعنی اس طرح ہم نے تم کو امت درمیانی بنایا تا کہ اور لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور تمہارے رسول ﷺ اپکے مقابلے میں گواہ ہوں گے

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران)

تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو دنیا کو نیکی کی دعوت دے بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکے وہی فلاح یافتہ ہے۔

اور فرمایا تمام امتوں میں سے بہتر امت ہو کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

ان تینوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا اصل مقصد تخلیق اور قومی امتیاز او شرف خصوصی اس چیز کو قرار دیا ہے کہ دنیا میں اعلان حق ان کا سرمایہ زندگی ہے اور وہ دنیا میں اس لئے کھڑے کی گئی ہے کہ خیر کی طرف داعی ہوں اور نیکی کا حکم دے اور برائی کو جہاں دیکھیں اس کو روکے تمدن کے تمام اصولوں اور قوانین کا متن قرآن کا ہی اصل اصول ہے اسی اصول کی ہمہ گیری ہے کہ امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک دور عروج ہمارے سامنے آتا ہے اور دوسرا زمانہ انحطاط اور تنزل کا ان دونوں میں مابہ الامتیاز اور فاصل اگر کوئی چیز ہوسکتی ہے تو وہ قیام عدل اور نفاذ جور جفا ہے جب تک قوم میں قیام عدل میں ساعی اور جدوجہد کرنے والے ہوتی ہے تو فتح وکامرانی نصرت الٰہی وکامیابی ان کے قدم چومتی ہے لیکن جب تک قیام عدل کے بجائے افشاء ظلم اور ترویج جور وستم ان کا شعار بن جاتا ہے تو پھر قانونی فطرت حرکت میں آتا ہے اور بیک جنبش ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے اور پھر ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا دور جاتی کی ضرورت نہیں جب ہم اپنی تاریخ کو اٹھا کر دیکھوں جب تک مسلمان دنیا میں حق اور انصاف کے حامی رہے تو خدا تعالیٰ بھی مسلمانوں کا مددگار رہا اور دنیا کی کوئی طاقت بھی مسلمانوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔لیکن جوں ہی تاریخ اسلامی کا عہد تاریک شروع ہوا اور اعلان حق اور دفع باطل نہ رہا بلکہ مسلمان عموما اور حکمران ان اسلام خصوصا حصول عزہ وجاہ اور حکومت وتسلط کے لئے آلہ کا بن گیا اس طرح علم ومذہب حصول قوت حکمرانی اور دولت جاہ دنیوی کا ذریعہ بن گیا۔تو اجتماعی فسادات اور امراض کے چشمے پھوٹ پڑے۔حکام عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے لگی اور علماء فقہاء اور مشائخ انکے درباروں کی زینت بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی استبدال اقوام اور انتخاب ملل کے فطری قانون کو حرکت دی اور عمل بالمحاذات کے دستور اٹل کو عمل میں لای،تو پھر مسلمانوں کی شقاوت کو نہ حکومت وقت نے روک سکی۔اور نہ عسکری قوتوں نے رسوائی اور ذلت کے اس بحر متلاطم کے تھپڑوں سے نہ علماء ومشائخ بچ سکے اور نہ عمال اور زہدا۔

آج سیاسی لحاظ سے جتنی رسواء ہیں۔مسلمان قوم ہے شاید ہی کوئی قوم اس درجہ مغضوب ومقہور ہوئی ہو۔

وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ

ترجمہ:اور یہ دن ہیں کہ ہم اُن کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ گردش ایام قوموں ملتوں جماعتوں تنظیموں اور لوگوں کے درمیان ہمیشہ جاری وساری رہا کرتی ہے اس کی گرفت سے دنیا کا کوئی شاہ نہیں بچ سکتا یہ اٹل اور لازوال حقیقت ہے۔

مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا کافروں کی مدد کرنا ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں کافر ں کے ساتھ دوستی کرنا یا ان کی مدد کرنے سے بہت سخت وعید فرمائی ہے۔جس نے کفاروں کے ساتھ دوستی کی یا مسلمانوں کے راز کافروں کو منتقل کیا تو اس کا حکم بھی ان کافروں جیسا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ) ترجمہ:اور جو شخص تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اور نواقص ایمان میں سے آٹھواں (۸) ناقص ایمان کافروں کے ساتھ مدد کرنا اور مسلمانوں کا خفیہ معلومات کفار کو دینا ہے۔

(شرح نواقص الایمان ص ۲۰)



قافلۂ سخت جان

تاریخ اسلامی اس بات کا شاہد ہے کہ ہر دور میں موجود طاغوت نے اسلام اور مسلمانوں سے ان کے حقیقی اقدار چھیننے کی کوشش کی ہے اس مقصد کی حصول کیلئے مختلف حربے استعمال کئے جاتے ہیں عسکری وسائل کے استعمال کے ساتھ ساتھ دشمن نے کبھی مسلمانوں کے تہذیب ، روایات اور ثقافت کو پامال کیا تو کبھی امت مسلمہ کے نوجوانوں کے اخلاقی اقدار اور طرز زندگی کو مسخ کرنے کی کوشش کی جس میں کسی حد تک دشمن کو کامیابی ضرور ملی مگر دوسری طرف امت مسلمہ کے کچھ سپوت ابھی بھی میدان عمل میں چٹان کی طرح ڈٹ کر عالم کفر کے عسکری ، فکری اور نظریاتی یلغار کا مقابلہ بے جگری سے کررہے ہیں یہی وہ نوجوان ہے جو امت مسلمہ کے حقیقی محسن کہلانے کی حقدار ہیں کیونکہ امت کے یہ حقیقی بچے اپنی زندگی کی پرواہ کئے بغیر اس گلشن کی آبیاری اپنے خون کی جوان بوندوں سے کررہے ہیں یہی وہ لوگ ہے جو امت کے کل کے خاطر اپنا آج قربان کررہے ہیں جو کم وسائل کے ساتھ لڑ کر دشمن کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے ان کے حقیقی بندے ہیں اور اقبال کے اس شعر کے صحیح مصداق بنتے ہیں ۔

؎ کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار سے تعلق رکھنے والے اسی قافلے کے درجنوں شاہسواروں نے پچھلے چار ماہ کے دوران اپنے خون کی سرخ اور رنگین سیاہی سے اپنے نام رب کے حضور لکھوادیئے ان میں ہمارے محسن بھائی ، یک از بانیان جہاد پاکستان اور اہم جہادی قائد محترم مولانا شکیل احمد حقانی شہید رحمہ اللہ اور جماعت الاحرار کے اعلامی (نشریاتی) شعبے کے مسؤل اور مجلّہ احیائے خلافت کے نگران اعلیٰ برادر محترم قاری شکیل احمد حقانیؒ حضرت مولانا صالح قسام صاحبؒ ، شہید کمانڈر زرقاوی اور ان کے چوٹے بھائی شہید عبدالرحمٰن کے علاوہ شعبہ نشر واشاعت سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ابوعبیدہ الاسلام آبادیؒ صاحب ، جوانمرد مجاہد شہید مولانا خالد سیف اللہ صاحب ، کمپیوٹر انجنیئر جراح اور ابلاغ کے شہسوار شہید عمر رحمہم اللہ سمیت کئی اہم ساتھی شامل ہیں ان قیمتی ساتھیوں کی شہادت امت مسلمہ کیلئے کسی بڑے نقصان سے کم نہیں مگر امت کے درد کو کم کرنے اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کی خاطر اگر ہم نے اپنے سینوں پر زخم سجائے تو یہ ہمارا اپنے رب سے کئے جانے والا بہترین سودا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّهِ فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبہ ۱۱۱)

ترجمہ : اللہ نے جنت کے بدلے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں ، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں ، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں ۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ تورات ، انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے ؟ سوتم اس سے اپنی بیع (تجارت) پر جو تم نے کی ہے ، خوش ہوجاؤ ، یہ بڑی کامیابی ہے ۔

﴿ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبيلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ)

ترجمہ : اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے ۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو آخرت میں بے پناہ نعمتوں سے نوازا ہے اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں بیان فرمایا ہے ۔

﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۔ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (آل عمران)

ترجمہ : جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے ۔ ۱۶۹ ۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہوکر) اُن میں شامل نہیں ہوسکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے ۔

اس لئے ان ساتھیوں کی شہادت پر ہم امت مسلمہ کو مبارکباد دیتے ہیں اور مجلّہ احیائے خلافت کے قارئین سے ساتھیوں کی شہادتوں اور کچھ انتظامی مشکلات کی وجہ سے مجلّہ کی تاخیری اشاعت پر معذرت کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ حسب سابق ہمارے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں گے اور ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے ۔

ادارہ احیائے خلافت برائے نشر واشاعت تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار

عصر حاضر اور میڈیا کا منفی کردار

مولانا قاضی حماد صاحب

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا(الاحزاب)

ترجمہ: اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو (مدینے کے شہر میں) بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں تو ہم تمہیں اُن کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

کامیاب انسان وہ ہوتا ہے جس کے خواص خمسہ صحیح سالم اور ہر قسم کے امراض سے پاک ہو پھر عام طور پر معمول اور عادت یہ ہوتا ہے کہ جب انسان بیمار پڑ جاتا ہے تو علاج کی فکر میں لگ جاتا ہے اگر چہ وہ علاج اس بیمار انسان کیلئے کتنا ہی مہنگا پڑے وہ قیمتی دوائیوں کا استعمال ہو یا پھر انسانی قیمتی اعضاء میں سے کسی عضو کو کاٹنا پڑا ہو کاٹ دیتا ہے۔ جس طرح کہ صحت وتندرستی محبوب چیز ہے اسی طرح اپنا مذہب اسلام بھی اپنے پیروکاروں کو محبوب ہوتا ہے اور جو بھی اس مذہب اسلام کا مخالف ہو اسے اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور اس کی مخالفت بھی کرتا ہے، اس مخالفت میں جو بھی وسائل درکار ہوا سے استعمال کرتا ہے کبھی تو مسلحانہ جدو جہد کی صورت میں اور کبھی قلم اور دیگر ذرائع نشرواشاعت سے کام لینا پڑتا ہے اس لحاظ سے چاہتے ہیں کہ ہم اپنی گفتگو کا باقاعدہ آغاز اپنے ایسے دشمن سے شروع کرے جو کہ انتہائی مکار اور خفیہ نقصان دینے والی صفات قبیحہ کا حامل ہے جسے غیر اسلامی کردار یا عصر حاضر کا برائے نام آزاد میڈیا کا نام دیا جاتا ہے اس بحث کو ذیل میں ہم چند اقسام پر تقسیم کرتے ہیں۔

۱) میڈیا کے جھوٹے دعوے

۲) دور حاضر کے میڈیا کے نقصانات اور اس سے بچنے کی تدابیر

۳) میڈیا کی اہمیت

۴) میڈیا مسلمانوں کو کس طرح مغالطے میں ڈالتا ہے

میڈیا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہر قسم خبر کو دنیا کے لوگوں تک رسائی کو مختلف وسائل کے ذریعے ممکن بنانا تاکہ کوئی بھی واقعہ کسی سے پوشیدہ نہ رہے۔

آیئے ذرا اس دعوے کی قرآن وحدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جانچ پڑتال کر کے اس کی حیثیت کو معلوم کرتے ہیں، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی وجوہات کی بناء پر ہمارا مذہب اسلام ہم کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہے کہ ہر سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق نشر کریں گناہ ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ(الحجرات)

ترجمہ: مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع (الحدیث)

ترجمہ آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کریں اس طرح ہمارا مذہب اسلام ہمیں یہ حکم بھی دیتا ہے کہ ہر وہ خبر جو مسلمانوں کو ہراساں اور خوف زدہ کرنے والی ہو پھیلانا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ(النساء)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں۔

دوئم یہ کہ عام وبیشتر بلا تحقیق خبر کی وجہ سے میڈیا والوں کی غلط بیانی اور جھوٹ کسی سے پوشیدہ نہیں بالخصوص مجاہدین کے بارے میں سراسر جھوٹ بولتے ہیں جھوٹی خبر کو سچ اور سچ خبر کو جھوٹ ظاہر کرتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کہ ہم حقائق اور سچ خبر کو نشر کرتے ہیں کیونکہ حقائق کا بیان جھوٹ کے مقابلے میں درجہ صفر کا ہوتا ہے، کیونکہ جن ذرائع سے یہ ادارے خبر وصول کرتے ہیں وہ ذرائع بذات خود غیر شرعی اور بے دینی کا منبع ہوتے ہیں جو خبر دینے کے شرعی اصولوں سے ناواقف اور شیطانی اصولوں پر قائم ہوتا ہے، حالانکہ شریعت نے ہمارے اس مشکل کو حل کرنے کا طریقہ یہ بتایا ہے:

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا(النساء)

ترجمہ: اور اگر اُس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اُس کی تحقیق کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے۔

سوئم یہ کہ مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ جس خبر میں مسلمانوں کا فائدہ اور کفار کا نقصان ہو تو اس کو نشر نہیں کرتے اور جس خبر میں مسلمانوں کا نقصان اور کفار کا فائدہ ہو تو اس کو بار بار نشر کیا جاتا ہے اور اکثر اوقات میں تو خبروں کو مشکوک بنانے کی غرض سے غیر مصدقہ، مبینہ، بظاہر جیسے الفاظ کے مرکبات کا ملغوبہ پیش کرتے ہیں میڈیا والے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ صحافت ایک غیر جانبدارانہ پیشہ ہے اور صحافی ایک غیر جانبدار شخص ہوتا ہے شرعی نقطہ نگاہ سے یہ غیر شرعی نظریہ ہے اس لئے کہ حق بات میں

غیر جانبدار رہنا نیکیوں میں شمار نہیں ہوتا اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

الساکت عن الحق شیطان اخرس (الحدیث)

یعنی حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا شخص گونگا شیطان ہے۔

بلکہ اگر ہم یہ دیکھے کہ ایک جانب اللہ تعالیٰ کا دین اور اسلامی نظام ہے اور دوسری جانب خودساختہ غیر شرعی قانون ہے تو ایسے وقت میں جبکہ دونوں کا مقابلہ جاری ہے کسی مسلمان کو غیر جانبدار اور حق کی طرفداری نہ کرنا بالکل ایسا کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا مقابلہ کرنے والے کافر کا کفر ہے اور اس کا شمار کفر کی حمایت کرنے والوں میں ہوتا ہے، اسلامی عقائد کی کتابوں میں مشہور قاعدہ ہے کہ من لم یکفر الکافر فھو کافر یعنی جو شخص کسی کافر کو کافر نہ کہے تو وہ خود بھی کافر ہے اور اسی طرح فقہی قاعدہ ہے کہ ینسب الی ساکت قول ولکن ا لسکوت فی معرض الحاجۃ بیان یعنی جواب طلبی کے وقت سکوت سے مراد اقرار ہوگا یعنی جب کفر کی مخالفت کرنے کا وقت آیا اور اس دوران کسی نے خاموشی اختیار کی تو ایسے میں صورت میں خاموشی کفر پر راضی ہونا متعین ہو جائیگا اور بنی اسرائیل کی ہلاکتوں کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ اسلئے ہلاک ہوئے کہ برے اعمال سے کسی کو منع نہیں کرتے تھے۔

كَانُواْ لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (المائدہ)

ترجمہ: (اور) بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے بلاشبہ وہ بُرا کرتے تھے۔

حق بات یہ ہے کہ ایک طرف عیسائیت، یہودیت، ہندومت، سیکولرزم وغیرہ کفری مذاہب ہیں اور دوسری طرف اسلام ہے تو اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمیں اسلام کی طرفداری اختیار کرنا ہے لیکن درحقیقت میڈیا والوں کو غیر جانبدار سمجھنا ایک بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ میڈیا ہرگز غیر جانبدار نہیں بلکہ میڈیا ہمیشہ کفری مذاہب کی طرفداری کرتا ہے جب بھی اسلام کا مقابلہ دوسرے ادیان باطلہ جیسے ہندومت، یہودیت ،عیسائیت اور انفرادی اسلام کے ساتھ شروع ہوتا ہے تو میڈیا بلا تأمل کفری مذاہب کی طرفداری کا ثبوت دیتا ہے مگر سادہ لوح مسلمان میڈیا کی اس کرتوتوں کو نہیں جانتے کیونکہ بہت سے مسلمان توحید، اسلامی حاکمیت، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی نظام سے کافی حد تک بے خبر ہیں یہاں تک کہ مسلمانوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ یورپ اور امریکہ کے رہنے والے لوگ نصاریٰ ہیں حالانکہ انہوں نے عرصہ دراز سے نصرانیت سے چھوڑ کر سیکولر مذہب اختیار کر چکے ہیں۔

میڈیا کی طرفداری کی چند مثالیں

یہ بات تو صاف طور پر معلوم ہوئی کہ میڈیا کی غیر جانبداری کا دعویٰ جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ جہاں اور کہیں بھی اگر کوئی شخص اسلامی قانون پر عمل پیرا اور اس کا داعی ہو اور سیکولر وغیرہ طاغوتی نظاموں کا مخالف ہو تو تمام ذرائع ابلاغ اس مسلمان شخص کو قانون کے مخالف کے زمرے میں شمار کرتا ہے اور جو شخص اسلامی نظام کا مخالف اور طاغوتی نظام کا داعی ہو تو اس کو قانون کا مخالف نہیں ٹھہراتا بلکہ اس کو قانون کا رکھوالا سمجھتے ہیں۔

اسلامی شوریٰ کے مطابق مقرر شدہ حکمران کو ظالم سے تعبیر کرتے ہیں اور جمہوری طریقہ کار سے مقرر کردہ حکمران کو جائز حکمران تصور کرتے ہیں۔

مروجہ بین الاقوامی کفری سرمایہ دارانہ معاشیات کو قانونی اور اسلامی معاشیات کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح سیکولر معاشرے کو اعتدال پسندی، جدت پسندی جبکہ اسلامی معاشرہ تہذیب وتمدن کو فرسودہ سمجھتے ہیں۔ ان ساری باتوں میں میڈیا کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ دن رات اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ جہاں سیکولر والوں کا کوئی کام اسلام سے توڑا بہت مماثلت رکھتا ہو تو اس موقع پر درباری علماء کے ذریعے بڑے زور وشور سے قرآن وحدیث کی نشر واشاعت کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ سیکولر نظام عین اسلام ہے اور جہاں سیکولر نظام شریعت سے متصادم ہو تو اسلامی نظام کے مخالف اسلامی حکم کو چھپائے رکھتے ہیں تاکہ عالم اسلام کو جہالت میں مبتلاء رکھا جا سکے اور اگر کوئی مسلمان سیکولر نظام کی کسی شق پر اعتراض کرے تو اس کی روک تھام کیلئے ایسے بہانوں کو تلاش کیا جاتا ہے جن کی حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

بسا اوقات میڈیا والوں کا طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی مسئلے کے بارے میں دو قسم کے برائے نام علماء کو مدعو کیا جاتا ہے، ایک قسم وہ جو عقیدوی طور پر مغرب زدہ اور جدید اسلام کا داعی ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنے دین اسلام کے بارے میں بالکل جاہل اور بے خبر ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ دوران مباحثہ بے خبر اور جاہل لاجواب ہو کر فریق مخالف کی طرف سے بالادستی کا ڈنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے جس سے عوام الناس کی نظروں میں اسلام ایک فرسودہ اور جدید مسائل کے حل کرنے سے قاصر متعارف کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف مغرب زدہ علماء جن کے ناموں کیساتھ بڑے بڑے القابات لگا کر میڈیا میں مدعو کیا جاتا ہے تاکہ ان القابات کی وجہ سے مسلمانوں کو متاثر کر کے ایسے مسائل میں اپنی شرعی نقطہ نگاہ کو بیان کر کے لوگوں کو سیکولر نظام کی حقانیت پر قائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان علماء کی بہت تعریفیں کی جاتی ہیں اور ان کو روشن خیال اعتدال پسند اصلاح پسند وغیرہ جیسے خوبصورت نظریات کا حامل ثابت کئے جاتے ہیں اور ان کو ترجیح دینے کی تلقین کی جاتی ہے اور جب کبھی کسی حق پرست علماء کی رائے غالب ہو تو پھر اس کو مختلف فیہ بنانے کے درپے ہوتے ہیں اور حق پرستوں کو بنیاد پرست اور دہشت پسند قرار دیتے ہیں۔

میڈیا میں بعض اوقات اسلام مسلمان اور علماء کیلئے ایسے الفاظ وضع کرتے ہیں جو معنیٰ کے اعتبار سے تو صحیح ہوتے ہیں لیکن اس کو بدنیتی اور مذمت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

جاری ہے

امت مسلمہ کا درد

ابوخذیفہ

امت مسلمہ یہ وہ امت تھی کہ دنیا والے زندگی کے تمام شعبوں میں اگر کسی معیار کو حتمی تسلیم کرتے تھے تو وہ معیار امت مسلمہ کے قائم کئے ہوئے معیار ہی تھے۔عروج اور بلندی اس امت کا مقدر تھی، محمد ﷺ کی جماعت اور آپ ﷺ کے پیروکار جس جگہ جاتے وہاں کے باشندے جب ان لوگوں سے ملتے ان لوگوں سے میل جول کرتے تو بے ساختہ یہ پکار اٹھتے کہ یہی افراد ہی انسانیت کی معراج ہیں اور اگر نسل انسانی نے انسانیت کے معیار اور انسانیت کی معراج کو لینا ہے تو یہ اس وقت تک ہی ممکن نہیں کہ جب تک انسانیت کی معراج محمد ﷺ کی زندگی کا مکمل نمونہ تھیں کہ یہ افرادُ امت محمدی ﷺ اس کیلئے بڑے بڑے لشکر تشکیل دیتی جن کی بغل میں ایک کتب خانہ ہوتا اور اپنی ذاتوں کی بجائے یہ کتب خانہ لوگوں کو دکھاتے کہ ہماری ذاتیں تو اس قابل نہیں ہیں لیکن ہمارے کتب خانے بڑے اچھے ہیں ان کتب خانوں سے تم کو بہت فائدہ ہوگا ہماری ذات کو ہونہ ہو۔

لیکن افسوس کہ آج اس امت سے یہ بلندی اور عروج چھن چکا ہے اور امت مسلمہ کی بلندی اور عروج کی داستانیں پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی پرستان کی یا چکر ایک ایسی دنیا کی کہانیاں ہیں کہ جن کا تصور بھی ممکن نہیں۔جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ پستی کسی وجہ سے امت مسلمہ کا مقدر بنی تو اس کی مختلف وجوہات سامنے آتی ہیں، پہلی اور سب سے بڑی وجہ کہ تمام انسانیت اور خصوصاً امت مسلمہ کو اس چیز کا شعور ہو کہ ہمارا خالق کون ہے اور کس نے ہمیں تخلیق کیا ہے ہمارے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ عقل انسانی نے اس چیز کا فہم تو حاصل کرلیا کہ انسانوں کی بنائی ہوئی چیزوں پر جو کہ ایک انسان نے تخلیق کی نہ اس نے اس بات کا کسی دوسرے کو اختیار دیا اور نہ ہی دوسرے تمام لوگوں نے کہ تخلیق کا مالک ہی اس کیلئے تمام ضابطے بنائے گا کہ کس طرح اس کی تخلیق کو استعمال کیا جائے کون سی چیز اس کی تخلیق کیلئے مضر ہے یعنی نقصان دہ اور کون سی چیز اس کی تخلیق کیلئے فائدہ مند،لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے ہم انسان اور حصوصاً امت مسلمہ اس چیز سے بے خبر ہے کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا اور اللہ کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ ان کیلئے تمام ضابطے بنائے ،اور جو اللہ کے اس حق پر قابض ہوگا وہ سب سے بڑا ظالم اور کافر ہے اور یہ اس سے زیادہ تکلیف دہ بات ہے کہ خالق کے یہ اختیارات پر ابلیس کے ایجنڈ قابض ہیں اور ابلیس کے غلاموں کو یہ احساس تک نہیں ہے اور اس سے بڑا ظلم یہ ہے کہ علمائے سو جو کہ ابلیس کے سب سے بڑے ایجنڈ ہیں وہ یہ تحریک برپا کئے ہوئے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ ابلیس کی اور اس کی حواریوں کی اطاعت کرو اور جو یہ اطاعت نہیں کرے گا وہ سب سے بڑا باغی ،دہشت گرد اور ظالم ہے اور ابلیس کی اطاعت نہ کرنیوالوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور امت مسلمہ کی طرف اپنی نسبت کریں۔

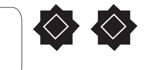
اس کے علاوہ امت کو اس مشعور سے عاری کردیا گیا کہ جس ملت کو ہم اسلامی ملت کہتے ہیں کیا وہ اسلامی ملت ہے یا کفر،سادہ لوح مسلمانوں سے اسلام کے نام پر دھوکہ ہے کیا جس ملت شیطان کا دین نافذ ہو کیا وہ اسلامی ملت ہوسکتی ہے۔وہ دین اسلام جو ہمارے لئے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے اس دین اسلام کو مسجد اور مدرسے کی زینت بنا کر عملی زندگی میں دین ابلیس نافذ کردیا گیا اور علمائے سو یعنی کہ ابلیس کے ایجنڈوں نے امت پر یہ فرض کردیا کہ امت اس کو من وعن تسلیم کرلے جیسے علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

ملا کو ہے جو ہند میں سجدے کی اجازت
نادان یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

عرض کہ آج جو تصویر عالمی افق پر دکھائی جاتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر زمین کے اوپر جو کرپٹ ترین،عادات وفکار سے خالی اور مسخ شدہ جو چہرہ ہے وہ امت مسلمہ کا ہے اگر آپ دین اسلام کو لے لوگے تو آپ کو پتھر کے دور میں جانا پڑیگا،اگر کوئی عورت اسلام کو بطور دین لے گی تو اس کو غلاموں جیسی زندگی گزارنی پڑے گی،اور اسلام میں عورت کے زرہ برابر بھی حقوق نہیں ہیں گھر کے چاردیواری کو جیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ایک مسلمان مرد جو کہ شریعت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے اس کو ظالم،جابر اور حقوق نسواں کا قاتل بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس سے یہود ونصاریٰ تو دور کی بات اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے بھی لوگ متفق نظر آتے ہیں اور اس نقطہ نظر کی تشہیر میں پیش پیش نظر آتے ہیں،اور اپنے آپ کو امت مسلمہ کا حقیقی خیر خواہ اور رہبر سمجھتے ہیں۔

کاش امت مسلمہ ان فتنوں کو سمجھتے اور ان فتنوں کے مقابلے کیلئے متحد ہو کر کا کرے اور وہ افراد جن کو ان تمام باتوں کا فہم ہے اور اپنے خالق کی پہچان ہے ان کو چاہئے کہ یہ فکر دوسروں تک پہنچائے اور امت کے زخموں پر مرہم رکھے،اور اس امت کو دوست اور دشمن کی پہچان کرائے اور اللہ کے دشمنوں کو بے نقاب کرے۔

> مغرب کو ہمیں یہ سکھلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ "انسانیت" کیا ہے؟ہمارے پاس اسلام کی تعلیمات موجود ہیں جو کہ ہمیں سب کچھ سکھلاتی ہیں (شیخ ابو محمد الفاتح الجولانی)



آئین پاکستان ۱۹۷۳ء یا مملکت خداداد کیلئے دی گئی قربانیوں کی منزل مقصود یا ان قربانیوں پر؟؟؟؟؟

مفتی ابو ہریرہ صاحب

سب سے پہلے جاننا ضروری ہے کہ کسی ملک کے دارالاسلام اور دارالکفر ہونے میں قانون آئین یا دستور شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے جس ملک میں بادشاہ مسلمان اور اسلامی قانون نافذ ہو تو اسے دارالاسلام کہا جاتا ہے اور جس ملک کا قانون غیر اسلامی یعنی جمہوری ہو تو اس ملک دارالکفر کہا جائے گا اگرچہ اس میں رہنے والے مسلمان ہو۔

پس اگر کوئی قوم حکومت' یا معاشرہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور اسلامی احکامات کے پابند ہے تو ضروری ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق قانون بنائے اور قانون سازی کا حق بھی اللہ کا تسلیم کرے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر ان میں سے کوئی یہ کہے کہ وہ مسلمان ہے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حق تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے اور اپنے معاملات اور خصومات کے حل کرنے میں شریعت کی طرف رجوع نہیں کرتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں صاف ارشاد فرمایا کہ وہ قطعاً مومن نہیں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء)

ترجمہ: تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن ہرگز نہیں ہوسکتے جب تک اے نبی تمہیں اپنے باہمی تنازعات میں منصف نہ بنالیں اور جو فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دل میں تنگی بھی محسوس نہ کرے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کردیں۔

پھر قانون بنانا دو قسم پر ہے۔

اداری قانون۔ وضعی قانون۔

اداری قانون اس قانون کو کہا جاتا ہے جو شرعی احکامات کو صحیح طریقے پر ادا کرنے کیلئے اپنایا جائے اس طور پر کہ شریعت کے مخالف نہ ہو جیسا نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے وقت مقرر کرنا مجاہدین کے حاضری اور غیر حاضری کیلئے رجسٹر میں نام لکھنا خط پہنچانے کیلئے ڈاکخانے بنانا وغیرہ۔

تو ایسا قانون بالاتفاق جائز ہے۔

وضعی قانون اس قانون کو کہتے جو اللہ تعالیٰ کے شرعی قانون کے مخالف ہو جیسا مرد وزن کے میراث اور دوسرے احکامات میں مساوات قائم کرنا ایک نکاح میں ایک سے زیادہ بیویاں نہ رکھنا زانی مرد اور عورت کو رجم (پتھروں سے مار کر قتل کرنا) اور چور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کو وحشی اعمال کہنا وغیرہ

تو ایسا قانون بنانا بلا شک وشبہ کفر ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحیم مسلم دوست اپنی کتاب ملاک الامجاد صفحہ ۱۱۰ پر رقم طراز ہیں: اعلم انه يجب التفصيل بين النظام الوضعي ا لذی یقتضی تحکیمه الکفر بخالق السموات والارض وبين ان النظام الذی یراد به ضبط الامور واتقانها علی وجه غير مخالف للشرع فهذا لامانع منه ولا مخالف فيه من الصحابة فمن بعدهم وقد عمل عمرؓ من ذلك اشياء كثيرة ما كانت في زمن النبي ﷺ ككتبه اسماء الجند فی ديوانه لاجل الضبط ومعرفة من حضر ومن غاب وكاشتراء عمرؓ دار صفوان بن احية وجعله سجناً فی مكة المكرمة مع انه ﷺ لم يتخذ سجناً هو ولا ابوبكرؓ فمثل هذا من الامور الاداريه التي تفعل لاتقان الامور مما لا يخالف الشرع لابأس به كتنظيم شئون المؤظفين وتنظيم ادارة الاعمال علی وجهه لا يخالف الشرع --- واما النظام الوضعي المخالف لتشريع خالق السموات والارض فتحكيمه كفر بخالق السموات والارض كدعوىٰ ان فضيلة الذكر علی الانثیٰ فی الميراث ليس بانصاف وانها يلزم استوائهما فی الميراث وكدعوىٰ ان تعدد الزوجات ظلم وان الطلاق للمرأة ظلم وان الرجم والقطع ونحوهما وحشية لايسوغ فعلها بالانسان ونحوذلك فتحكيم هذا النوع من النظام فی انفس المجتمع واموالهم واعرضهم انسابهم وعقولهم واديانهم كفر بخالق السموات والارض وتمرد علی نظام السماء الذی وضعه من خلق الخلق كلها وهو اعلم بمصالحها سبحانه وتعالیٰ ان يكون معه مشرع آخر علوا كبيرا

(ملاك الامجاد ص ۱۱۰)

اور جس نے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مقابلے میں دوسرا قانون بنایا وہ شخص کافر اور اس کا بنایا ہوا قانون اور نظام کفر کا قانون اور نظام ہے، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم يأذن به الله (الشوریٰ)

اس کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں ومن بدل شرع الانبياءؑ وابتدع شرعا فشرعه باطل لايجوز اتباعه ولهذا كفر اليهود والنصاریٰ لانهم تمسكوا بشرع مبدل منسوخ (مجموع الفتاویٰ ص ۳۶۵ ج ۳۵)

ترجمہ: جس نے انبیاء علیہم السلام کی شریعت کو بدل ڈالا اور کوئی دوسرا قانون بنایا تو اس کا قانون بنانا باطل ہے جس کی اتباع جائز نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہود ونصاریٰ کافر ہوئے کہ انہوں نے تورات وانجیل کے قوانین کے بجائے دوسرے منسوخ قوانین کو اختیار کیا اور حق تعالیٰ شانہ کا فرمان ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

علامہ ابن حزم الظاهری لکھتے ھیں فمن احدث حکماً او قانونا مخالفا للاسلام فھو کافر لان الاحداث فی الحکم والقانون تبدیل لدین اللہ تعالیٰ وتبدیل دین اللہ کفر(الاحکام فی اصول الاحکام ص ۱۷٤ ج ٥)

جس نے اسلام کے قانون کے خلاف کوئی قانون یا حکم بنایا تو وہ کافر ہے کیونکہ اللہ کے قانون اور حکم میں نیا ایجاد کرنا اللہ کے دین کو بدل ڈالنا ہے اور اللہ کے دین کو بدلنا کفر ہے اسی طرح شیخ الحدیث مولانا نورالھدیٰ صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ''کیا ہمارا آئین اسلامی ہے'' کے صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں تمام علماء اسلام کے نزدیک یہ بات ایک ثابت شدہ حکم شریعت ہے کہ کسی ایسے کام کو حلال قرار دینا جس کی حرمت پر اجماع ہو یا کسی ایسے کام کو حرام قرار دینا جس کی حلت پر اجماع ہو کسی اجماعی حکم کو تبدیل کر ڈالنا کفر ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شراب، زنا، چوری یا لوگوں کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرنا حلال ہے تو اس نے کفر کیا چاہے وہ خود نہ تو شراب پیتا ہو نہ زنا کرتا ہو نہ چوری کرتا ہو اور نہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ دیتا ہو۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نماز پڑھنا یا زکواۃ دینا حرام ہے اور فرائض اسلام میں سے نہیں ہے تو وہ بھی کافر ہے اگر چہ خود پانچ وقت نماز پڑھتا ہو اور پابندی سے زکوات بھی ادا کرتا ہو اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ قانون سازی کا حق صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے خاص نہیں بلکہ یہ حق پارلمان دوتہائی اکثریت کو یا کسی اور کو بھی حاصل ہے تو اس نے بھی کفر کیا اگر چہ اس نے عملاً کبھی بھی شریعت کے مخالف قانون سازی نہ کی ہو اسی طرح جو شخص ایسے قوانین بنائے جو شریعت سے متصادم ہوں یا جو شریعت سے بالا فیصلے کرنے کا اختیار دیں یا شرعی احکام رد کرنے یا ان پر نظر ثانی کرنے کا حق تفویض کریں تو یہ شخص بھی کافر ہے۔

یہاں تک صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قانون اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے حکم کو جانا جائے تا کہ آسانی سے پاکستان بننے کا مقصد پہچانا جائے۔

جب سے مسلمانان ہند نے برطانیہ کی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کیلئے کوشش شروع کی تو مجموعی طور پر مسلمانان ہند کے دو نعرے تھے دو قومی نظریہ یعنی ہندو اور مسلمان اکٹھے نہیں رہ سکتے، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یعنی جب انگریز سے آزادی حاصل ہو جائے اور مسلمانان ہند کو ایک الگ ملک پاکستان مل جائے تو اس میں خالص اسلامی نظام ہوگا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز اور جائے پناہ بنے گی آخر کار مسلمانان ہند کی قربانیوں نے رنگ لانا شروع کیا اور سترہ جولائی ۱۹۴۷ء کو انگریز نے مشترکہ ہندستان سے اپنا بستر گول کرنے کا اور مشترکہ ہندستان کو دو ملتی مملکت پاکستان اور بھارت میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت کو صرف انگریز برطانیہ سے نہ صرف آزادی ملی بلکہ ہر ایک (مسلمان اور ہندو) کو علیحدہ علیحدہ دیس کی صورت میں مملکت بھی مل گئے اور آ کر کار پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ مقصود تک پہنچ گیا پاکستان ایک اسلامی ملک کے حیثیت سے معرض وجود میں آیا تو یہ پہلا اسلامی ملک نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے کئی نام نہاد اسلامی ممالک موجود تھے، جیسا سعودی عرب، مصر، لیبیا، افغانستان وغیرہ ان سے حکومتی طریقہ کار کا کو لیتے، یا کم از کم خلافت عثمانیہ (ترکی) سے اسلامی قوانین سیکھ لیتے اگر اس سے بھی اچھا نظام قانون چاہئے تھا تو بنی عباس بادشاہوں کے طور طریقوں پر حکم کرتے ان سے بہتر طریقے سے حکومت چلانا ہوتی تو بنی امیہ کے بادشاہوں کے بنائے ہوئے شرعی قانون کے مطابق اپنی سیاست کو چمکا لیتے اگر چہ ان مذکورہ بادشاہوں کے قوانین بھی ظلم اور ناانصافی سے خالی نہیں تھے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر خلفاء راشدین کے سنہری دور کے قرآن وحدیث سے لئے گئے قوانین کے مطابق مملکت خداداد کی بنیادوں کو مضبوط کرتے، ایسا نہیں کیا کیوں؟ اسلئے کہ پاکستان بنانے کیلئے جس شخص کو لیڈر بنایا وہ ان ہی کا پالا ہوا تھا اور اپنے اعراض و مقاصد کیلئے اسی کو چن لیا اور لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا لیکن مسلمان نہیں سمجھے ابھی تک اس خوش فہمی کا شکار ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اگر اپنے مستقبل کے سنبھلنے کیلئے نہیں سوچا تو معلوم نہیں کہ کب تک یہ سادہ قوم ان انسان نما بھیڑیوں کیلئے میدان سیاست ذریعہ معاش یعنی حصول ڈالر اور عسکری تجربات بھاری اسلحہ بنے رہیں گے کیونکہ ہم پر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ ہم اپنے قانون کا بغور مطالعہ کرے اور اسے سمجھے تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم پر کس قانون کے تحت حکومت کی جاتی ہے ہماری حکومت اور قومی وصوبائی اسلمبلیاں کیسی بنتی اور کیسی قانون سازی کرتی ہے صدر اور وزیر اعظم کا دائرہ اختیار کیا ہے؟ عدلیہ کی قانونی حیثیت اور اختیارات کیا ہیں اور وہ کس قانون کے تحت ہمارے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں، صوبائی خودمختاری کی حدود کیا ہے؟ وغیرہ

ان تمہیدی کلمات کے بعد آتے ہیں اصل موضوع کی طرف کہ مسلمانان ہند نے ایک اسلامی ریاست کے قیام کیلئے قربانیاں دیتی یا ایک جمہوری سیکولر، لبرل ملک کیلئے بعد کے سطروں میں واضح ہو جائے گا کہ پاکستان بنانے کا مقصد ایک جمہوری سیکولر لبرل اور اسلامی اقدار اور قوانین سے آزاد ملک تھا اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرہ کے حیثیت اس مقولہ سے زیادہ نہیں تھی۔

(ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور)

جاری ہے

عالم اسلام نظریاتی جنگ کے حصار میں

مولانا قاضی عمر مراد صاحب

امت مسلمہ کو اجتماعی نقصان دینے کیلئے کفار تو آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کوشاں رہیں مگر آپ ﷺ اور اپکے جانثار صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں کفار کو ہمیشہ ناکامی کا سامنا پڑ رہا تھا۔ جیسے کہ ۸ھ ابو عامر نامی شخص کے اشارے پر مدینہ منورہ میں مسجد ضرار والا منصوبہ جس کے مضموم مقاصد وحی الٰہی کے ذریعہ سے آپ ﷺ پر منکشف ہوئے اور آپ ﷺ نے وہ منصوبہ ناکام بنا دیا۔

بر سر اقتدار نواز حکومت کا بیس نکاتی ایکشن پلان زمانہ لینن اور سٹالن جیسے ہولناک منظر پیش کر رہا ہے

اسی طرح ۹ھ میں یمامہ کا رہنے والا مسیلمۃ الکذاب نے جھوٹے نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد متعدد کذابوں نے نبوت کے دعویں کئے جیسے کہ اسود عنسی نامی شخص ابو طیب متنبّی طلیحہ بن خویلد اسدی اور سجاح بنت سوید نامی عورت نے بھی جھوٹے نبوت کا دعویٰ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی اسی فہرست میں شامل ہے بلآخر اُن سب کو دنیا وآخرت میں رسوائی نصیب ہوئی اُن تمام منصوبوں کی اغراض و مقاصد واضح تھی اور وہ یہ کہ امت مسلمہ کی اجتماعی حیثیت کو مختلف عقائد و افکار کی حامل فرقوں میں تبدیل کیا جائے۔ ۱۸۰۰ء میں اسی فتنے کا از سر نو آغاز ہوا اور مسلمانوں کو مغرب زدہ کرنے کے لئے وہ پلان جو پہلے سے تیار کیا گیا تھا نئی عزم کے ساتھ عملی طور پر دوبارہ شروع ہوا اس سے مراد یہ تھا کہ مسلمانوں کی عقائد صحیحہ کو ہدف بنا کر متاثر کیا جا سکے مسلم تہذیب وتمدن کو مغربی سانچے میں ڈالنے کیساتھ ساتھ سیاسی ،اقتصادی، معاشرتی تعلیمی اور نظام قانون وغیرہ کو مغربی طرز زندگی میں تبدیل کیا جائے اس مقصد میں کامیابی کیلئے سب سے پہلے مسلمان حکمرانوں کا انتخاب کیا گیا مغرب نے بہت سے اسلامی ممالک میں عیاش حکمرانوں کو طمع و لالچ دیکر اپنے مضموم مقاصد کیلئے استعمال کیا کسی زمانے تک جزیرۃ العرب اس ناپاک مغربی تہذیب سے قدرے پاک رہا مگر بعض مورخین کے بقول جزیرۃ العرب اور مغرب کا یہ تعلق اور رشتہ ۱۹۳۲ء میں قائم ہوا یہ ماحول مغرب کیساتھ جزیرۃ العرب میں پائی جانی والی قدرتی تیل کی وافر مقدار میں پیداوار اور تجارت کے ذریعہ سے ہوئی، مغربی تہذیب نے جزیرۃ العرب کی ریتیلی دیوار کو بآسانی عبور کیا، جدید مصنوعات کی حیرت انگیزی دیکھ کر عربوں کی رال ٹپکنے لگی وسائل راحت اور سامان تعیش کی فراوانی نے اچانک معیار زندگی کو بلند کیا زندگی کی وہ سادگی جفاکشی، بلند ہمتی اور حوصلہ مندی جو کسی زمانے میں عربوں کی خصوصیات تھی یکسر ختم ہوئی چنانچہ ایک امریکی مصنف ڈان پٹریس اپنی کتاب (دی میڈل ایسٹ ٹو ڈے) میں لکھتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سے روایتی اثرات (دینی عقائد) تیل سے حاصل ہونے والی دولت کیوجہ سے ضعیف ہو گئے اسلئے کہ عربوں کے شیوخ اور اعلیٰ خاندانوں کے افراد تیل کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے انکو مغربی مصنوعات انوکھی اور دلکش چیزوں نے متاثر کیا غریب طبقے نے شاہی خاندانوں کے شہزادوں کی یہ حالت دیکھ کر اپنی سابقہ محنت کشی اور سادگی چھوڑ کر شہروں کے ارد گرد چکر لگانا شروع کیا اور صحرا میں خشک زندگی بسر کرنے والوں کو بدوی وغیرہ جیسے حقیر ناموں سے یاد کئے جانے لگے اب سعودی عرب میں پہلے زمانے کی طرح صحرا میں حکومت کرنے والے وہابی مکتبہ فکر کے شیوخ کی وہ حیثیت باقی نہیں رہی بلکہ وہ مشرقی شان وشوکت کیساتھ ہر قسم کے سامان راحت وعیش کیساتھ زندگی گزارتے رہتے ہیں انتہائی مہنگے داموں والی گاڑیاں اور دیو ہیکل عالی شان محلات میں خرگوش جیسے نیند سو رہے ہیں اگر اھل عرب اپنے آپ کو دنیا میں خود کفیل بنانے کیلئے سنجیدہ کوشش کرتے اور مکمل منصوبہ بندی کیساتھ ملک کو تعمیری لائنوں پر ترقی دینے اور مستحکم کرنے کیلئے محنت کرتے تو یہ ملک آج مغرب کا دست نگر نہ ہوتا اس سے عربوں کے حالات مزید بگڑ کر خراب ہوئی وہ عرب جو دنیائے عجم کے مسلمانوں کی نظر میں حرمین شریفین کی وجہ سے معزز ترین مسلمان تصور کئے جاتے تھے اب ان کی دینی عقائد میں پختگی نہ رہی بلکہ امام کعبہ قاری سدیس نے متعدد بار یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر مجاہدین اسلام کے مخالفت کیساتھ ساتھ پرویز مشرف جیسے ظالم اور چنگیز صفت حکمرانوں کے حق میں دعائیہ کلمات بھی پیش کئے اور اس پر بس نہیں کیا بلکہ مجاھدین کے بعض کاروائیوں کی خبروں کے متعلق مذمتی بیانوں میں وحدت ادیان کا قائل رہا۔ رہی سہی کسر سعودی مفتی اعظم نے پوری کر دی اس نے بلعم ابن باعور کی مثال قائم کی اور فدایان اسلام کے متعلق ایک نامعقول اور غیر شرعی موقف اپنایا جس سے مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا۔ سعودی فرمان روا شاہ سلمان نے مجاہدین کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ دقیانوس ہے اور دقیانوسی اسلام پر عمل کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اہل عرب سے متعلق یہ مختصر سی بات مشت نمونہ خروار سے زیادہ نہیں درحقیقت عربوں کی آج کل کے حالات کا بغور جائزہ لیا جائے تو خون کے آنسوؤں رونا پڑتا ہے اسکے علاوہ اسلامی ممالک میں اس جاہلی اور طاغوتی تہذیب و تمدن کو بے دین حکمرانوں، سیکولر مسلمانوں، شاعروں اور ادیبوں کے ذریعے سے عام کیا گیا نتیجتاً مسلمان ظاہر کے اعتبار سے تو مسلمان مگر باطن کے اعتبار سے کفار کیساتھ ہم فکر و ہم نواز ہے یہاں تک کہ ان ملکوں کے حکمران مغربی دنیا میں رہتے ہیں بعض مشرق میں رہتے ہوئے بھی مغرب میں رہتے ہیں وہ جسم کے اعتبار سے تو مشرق میں رہتے ہیں مگر دل و دماغ کے اعتبار سے مغرب میں رہتے ہیں اس وقت صورت حال یہ

ہے کہ ہم زندگی کا معیار مغرب سے لیتے ہیں اور اس صورت حال سے کوئی بھی ملک مستثنیٰ نہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ حقیقی آزادی کا فائدہ اٹھانے کا ان ممالک کو ابھی تک موقعہ نہیں ملا ان کے دماغ پر مغرب کی تفوق، مغرب کی نظریات اور زندگی کے نکتہ نظر کا اتنا بڑا بوجھ رکھا ہوا ہے کہ اس بوجھ تلے یہ قومیں دبی جا رہی ہے اس میں بعض ملک ایسے بھی ہیں کہ جہاں کی کل آبادی مسلمانوں کی ہیں اور ان کے پاس دولت، وسائل وغیرہ تمام اسباب کافی مقدار میں موجود ہے پھر بھی مسلمانوں کی اصل اور حقیقی قیادت سنبھالنے میں ناکام رہے ہیں بلکہ مزید انتشار پراگندگی اور بے چینی میں مبتلاء ہیں بس مغرب نے کسی طرف اشارہ کیا تو مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے اسی طرف دوڑنا شروع کیا آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے نبی الملاحم ﷺ نے پیشنگوئی کرتے ہوئے فرمایا: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول ﷺ نے کہ تم لوگ پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے جیسے کہ بالشت بالشت کیساتھ اور ہاتھ ہاتھ کیساتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہونگے تو تم ان کی پیروی کرو گے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون!

مندرجہ بالا حدیث نبوی ﷺ کو مدنظر رکھ کر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے بارے میں سوچ کر اس بات کا اندازہ لگائے کہ میں نے اہل مغرب کی تقلید سے کس حد تک پرہیز کر رکھی ہے تو یقیناً ہم پر واضح ہو جائے گا کہ ہمارے اندر برائے نام اسلام کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اس وقت پاکستان بھی بدترین صورت حال سے گزر رہا ہے۔ لادینیت اور مغرب پسندی عروج پر ہے کیونکہ برسراقتدار نواز حکومت کا بیس نکاتی ایکشن پلان زمانہ لیلن اور سٹالن جیسے ہولناک منظر پیش کر رہا ہے جب ۱۸۸۰ء میں روس کا سرخ انقلاب آیا تو لیلن اور سٹالن نے کارل مارکس کا نظریہ کیمونیزم کو استحکام بخشا تو کیمونیزم کے اس سیاہ دور میں گیارہ لاکھ سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا گیا بیس ہزار سے زائد مساجد کو یا تو مسمار کیا گیا یا پھر کنسرٹ ہالوں میں تبدیل کیا گیا دینی مدارس اور تلاوت قرآنی کو قانوناً جرم قرار دیا گیا پاکستان کی صورت حال بھی روسی سرخ انقلاب لیلن سے کم نہیں۔

الغرض اسلامی ممالک اس مہلک اور طاغوتی تہذیب اپنانے کا عادی بنتے چلے گئے ثقافت کے نام پر بے حیائی عریانی اور فحاشی کو عام کرنے کی غرض سے سینماؤں کو کھلی اجازت ملی مار، دھاڑ اور عاشقانہ فلموں کی اشاعت کیلئے ہر شہر میں لاتعداد سینما گھر بنا کر مسلم نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا تاکہ وقت اور پیسہ ضائع کرنے کیساتھ ساتھ مستقبل میں نوجوانوں کو اسلامی سوچ سے محروم رکھا جا سکے بالی ووڈ، ہالی ووڈ اور لالی ووڈ جیسے بدنام زمانہ فلمی سٹوڈیوز جس کا سارہ عملہ (دی فری میسن) یہودی تنظیم سے وابستہ ہے شب و روز بے حیائی پھیلانے میں مصروف ہیں قتل وغارت گری چوری ڈکیتی کی جدید طریقے ہمیں مغربی فلموں کے ذریعے سکھائے گئے۔

انٹرنیشنل سطح پر مغربی تہذیب عام کرنے میں فیشن ویک کا اہتمام کیا جاتا ہے عام اور بیشتر حالات میں لاہور کا انتخاب کیا جاتا ہے اس وجہ سے تو مکینان لاہور کو زندہ دلان لاہور کا خطاب دیا گیا ہے اور مزید ستم کی بات یہ کہ فیشن ٹی وی بھی گمراہی میں سرگرم اور سب سے پیش پیش ہے جس میں عریانی کی مختلف ڈیزائن متعارف کرائے جاتے ہے اس پر بھاری رقوم خرچ کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان قوم کو بھی عریانی پر امادہ کیا جائے، اسکے علاوہ مقابلہ حسن کا بھی بڑی زور و شور کیساتھ اہتمام کیا جاتا ہے ۲۰۰۰ء کے بعد بیرونی ممالک میں جتنے بھی حسن کے مقابلے ہو چکے ہیں اس میں زیادہ تر افغانستان سے آئی ہوئی لڑکیوں کو ملکہ حسن کا ڈال دیا جاتا ہے اگرچہ وہ لڑکی حسن کے اعتبار سے چنداں حسینہ نہ بھی ہو لیکن مکار کفار افغان عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ افغانستان کے دور حکومت میں ایک پسماندہ ملک تھا اور گلوبل ویلیج میں شامل نہیں تھا اب افغانستان کو گلوبل ویلیج میں شامل کر کے گویا افغانوں کا نام روشن کیا گیا اسی طرح فنون موسیقی کی جدید آلات کی کثرت نے مغربی تہذیب کو چار چاند لگا کر دنیائے عالم میں تہلکہ مچا دیا ماضی قریب میں برسراقتدار حکمرانوں کے خلاف احتجاجوں میں مظاہرین غم و غصے کا اظہار کرتے تھے لیکن دور حاضر میں مغربی تہذیب نے مزید ترقی کی اب احتجاج اور دھرنوں ناچ گانوں کا طریقہ اپنایا گیا دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ خوشی کا محفل ہے اس قسم کے طریقہ احتجاج سے فحاشی کے اڈے کھول دی گئے مذکورہ طریقہ کار پر بعض سیاستدانانوں نے بھی اعتراض کیا کہ سیاست کے آڑ میں ہمارے نوجوان نسل کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ عمران خان اور طاہر القادری نے پاکستان میں ایک نئی باب کا اضافہ کیا جسے لکھنا بھی باعث شرمندگی ہے اس نازیبا روش کو اتنی بڑی اہمیت دی گئی کہ سیاسی پارٹیوں کی لیڈرشپ نے بھی اپنے جلسے اور جلوسوں میں سٹیج ڈراموں جیسے کردار کا ماحول بنا کر ناچ گانوں کا خوب مظاہرہ کیا اور آپ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ جنون ناچ نے لوگوں کو یہاں تک مجبور کیا کہ جانوروں کو بھی ڈھول کے تھاپ پر نچایا گیا کفار نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ لوگوں کو مزید اخلاقی پستی میں ڈالنے کیلئے نائیٹ کلبوں کا انتظام کیا گیا جو بہت سے نوجوانوں کا پسندیدہ شغل شمار کیا جاتا ہے۔

جاری ہے

اسلام کی چوٹی جہاد!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کے کوہان کی بلندی یعنی (اسلام کی چوٹی) اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے

(رواہ احمد)

پاکستانی فوج کے خونی پنجے سے فرار

ایک قیدی کی کہانی جسے فوجی قاتل دستے نے قتل کرنے کیلئے قطار میں کھڑا کیا۔۔۔مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

میں چند قدم ہی دوڑا تھا کہ پیچھے سے ایک فوجی نے پنجابی زبان میں پکارا کہ نس گیا ہے (یعنی بھاگ گیا ہے)۔بس اللہ نے ہمت دی اور میں بیس پچیس قدم آگے نکل چکا تھا۔اس کے ساتھ ہی میں نے تیز بھاگنا شروع کر دیا تو اچانک پیچھے سے اس نے فائر شروع کر دیا۔اللہ کی شان تھی کہ میں ہر فائر کے ساتھ نیچے گرتا اور پھر دوبارہ اٹھتا۔آخر میں، میں نے سوچا کہ کھڑے ہو کر بھاگنا ضروری تو نہیں لیٹ کر (یعنی کرالنگ کرتے ہوئے چلے جاؤ۔بڑی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے میں کبھی پیٹ کے بل کبھی گھٹنوں کے بل ان جھاڑیوں میں گھسٹتا ہوا میں ان کی پہنچ سے دور نکل چکا تھا۔میرے پاس کوئی گھڑی وغیرہ تو نہیں تھی کہ وقت کا تعین کر سکتا لیکن اندازاً دس یا پندرہ منٹ کا سفر طے کیا ہو گا کہ فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔میں سمجھ گیا کہ ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور انہیں اسی جنگل میں چھوڑ دیا جائے گا۔پاکستانی فوجیوں نے اپنی گاڑی سٹارٹ کی اور چل پڑے۔میں نے سوچا کہ اگر میں یہاں سے دوبارہ اُن ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں تو یہ آئی ایس آئی والے بہت ظالم لوگ ہیں۔ان کی نظر میں تو میں شہید ہو چکا تھا۔اگر میں وہاں جاتا تو کیا پتہ کہ وہ وہیں بیٹھے ہوں اور مجھے بھی اس ویران جنگل میں شہید کر دیں اور میرے بیوی بچوں تک کو میرا علم نہ ہو۔اس لیے کہ میرے بچے ایک اجنبی شہر میں کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور اگر میں اس جنگل میں شہید ہو جاتا تو کسی کو میرا پتہ نہ چلتا۔لوگ یہی سمجھتے رہتے کہ میں ابھی تک جیل میں ہی ہوں۔

جیل میں جو لوگ مجاہدین کی خدمت کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے ان پر مجاہدین سے بھی زیادہ سختی کی جاتی تھی۔اب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ بھی میرے مسلمان بھائی ہیں۔ابھی اپنے نکلنے کا راستہ تلاش کرتا ہوں، پھر واپسی پر ان کو لینے آ جاؤں گا۔یہ سوچ کر میں نے وہاں سے آگے چلنا شروع کر دیا۔فوجیوں نے ہمیں پولیس والے کالے رنگ کے سویٹر دے رکھے تھے۔جیل سے چلتے وقت انہوں نے وہ سویٹر سارے ساتھیوں سے اتروا لیے۔میں اُن سب میں بہت کمزور تھا۔میں نے ان سے کہا کہ مجھے یہ سویٹر پہنے رہنے دو تو ان میں سے ایک جو تھوڑا نرم دل تھا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تم سویٹر پہنے رکھو۔اس کے علاوہ میں نے ایک کے اوپر دوسری شلوار پہن رکھی تھی۔اوپر والی شلوار کا رنگ سفید تھا اور نیچے والی اس چادر کے رنگ کی تھی۔میں نے اوپر والی شلوار کو اتار کر نیچے پہن لیا اور نیچے والی شلوار کو اس کے اوپر پہن لیا۔اس کے بعد میں نے اپنی قمیص کے دامن کو سویٹر کے اندر کر کے کرالنگ شروع کر دی۔تھوڑا آگے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک طرف سے بہت سے جانور آ رہے ہیں۔میں دوبارہ پریشان ہو گیا اور میں نے دل میں کہا کہ یا اللہ ان درندہ صفت پاکستانی فوجیوں سے تو میں بچ کر آ گیا ہوں، اب ان جنگلی درندوں سے بھی مجھے بچا لے۔پھر میں نے دل میں کہا کہ یہ بھی تو اللہ کی مخلوق ہیں اور تم بھی اللہ کی مخلوق ہو۔اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔میں یہی سوچ رہا تھا کہ جانور ذرا آگے نکل گئے۔میں نے سوچا کہ اب میں ان کے پیچھے سے نکل سکتا ہوں لیکن جیسے ہی میں نے نکلنے کی کوشش کی تو ایک خنزیر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔میں پھر پریشان ہو گیا کہ اب اس کے ساتھ کیا کروں لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔وہ بھی اللہ ہی کی مخلوق تھی۔میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یا اللہ میں جنگل سے پناہ نہیں چاہتا، مجھے تیری پناہ چاہیے۔اس دوران وہ جانور جو میری طرف بڑھ رہا تھا تو اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس جانور کو اشارے سے دوسرے جانوروں کے پیچھے جانے کو کہا تو اس نے ایسا ہی کیا۔جب وہ مجھ سے آگے چلا گیا تو میں بھی تھوڑے فاصلے پر ان کے پیچھے چل پڑا تا کہ کوئی اگر راستے میں گھات لگائے بیٹھا ہو تو وہ ان جانوروں کو دیکھ کر ڈر جائے گا اور میں اس جانوروں کے ریوڑ میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔بیس منٹ تک میں ان جانوروں کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ آگے ایک دریا آ گیا۔جانوروں کا ریوڑ دریا کی طرف بڑھا تو میں دوسری طرف نکل گیا۔میں جنگل سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ کتنا لمبا اور کتنا چوڑا ہے۔تقریباً صبح تین بجے کا وقت ہو گا اور میں جنگل میں پھر رہا تھا اور نکلنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔چلتے چلتے میں ایک ایسی جگہ پر پہنچا جہاں جھاڑیاں تھوڑی سی کم تھیں۔وہاں میں نے کھڑے ہو کر آگے کی طرف دیکھنا شروع کیا تو مجھے رات کے اندھیرے میں دور گاڑیوں کی مدھم روشنی اور آواز سنائی دی۔میں نے کہا کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور میں نے سڑک تک پہنچنے کی کوشش شروع کر دی۔آخر کار بہت دیر چلنے کے بعد میں سڑک تک پہنچ گیا۔رات کے وقت سڑک پر گاڑیاں بھی کم ہوتی ہیں اور میری کوشش یہی تھی کہ کوئی گاڑی والا میری طرف متوجہ نہ ہو۔جب دائیں طرف سے گاڑی آ رہی ہوتی تھی تو میں سڑک کے بائیں طرف چلا جاتا اور جب بائیں طرف سے آتی تو میں دائیں طرف ہو جاتا۔کبھی کبھی میں سڑک سے نیچے اتر کر چلنا شروع کر دیتا اور جب رستے میں کوئی رکاوٹ آ جاتی تو میں واپس سڑک پر چڑھ آتا۔اس دوران میں نے دیکھا کہ ایک سائیکل والا پیٹرول پمپ سے نکل رہا تھا۔جب وہ سڑک کے درمیان میں پہنچا تو میں دوڑ کر اس کی طرف بڑھا۔میرے ایک ہاتھ میں اس وقت بھی ہتھکڑی بندھی ہوئی تھی، پاؤں میں جوتیاں بھی نہیں تھیں اور کانٹے چُبھ چُبھ کر پاؤں شدید زخمی ہو چکے تھے۔میں نے اس سائیکل والے سے پوچھا کہ بھائی کیا ادھر پاس میں کوئی گھر

وغیرہ ہیں تو اس نے کہا کہ ہاں آگے دائیں طرف بھی گھر ہیں اور بائیں طرف بھی گھر ہیں۔میں نے اس سے کہا کہ کچھ لوگوں نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔مہربانی فرما کر تم اللہ کی رضا کے لیے مجھے اس سائیکل پر ان سامنے والے گھروں تک چھوڑ آؤ۔اس نے جلدی سے سائیکل کھڑی کی اور کہا کہ پمپ میں خان جی کھڑے ہیں، میں ان سے کہہ دیتا ہوں تو وہ تمہیں پہنچا دیں گے۔میں نے پوچھا کون سے خان جی؟ ساتھ ہی جب میں نے پٹرول پمپ کی طرف دیکھا تو وہاں پولیس کی ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔میں نے اس سے کہا کہ انہی ظالموں سے تو میں بھاگ کر آرہا ہوں۔پھر میں فوراً سڑک سے نیچے کود گیا اور دوبارہ سڑک پر نہیں آیا۔رات کا وقت تھا اور میں سڑک کے نیچے کنارے پر چلتا رہا۔آگے ایک چھوٹا سا قبرستان آیا۔اس وقت تک میں بہت تھک چکا تھا لہٰذا میں نے اس قبرستان میں تقریباً بیس منٹ آرام کیا اور پھر دوبارہ چلنا شروع کر دیا۔تھوڑا آگے چلا تو قریب ہی میں نے ایک سنگ مرمر بنانے والا کارخانہ دیکھا جس کا گندا پانی راستے میں کھڑا تھا۔تھکاوٹ کی وجہ سے میں کارخانے کے گندے پانی اور زمین میں فرق نہیں کر پایا۔زمین سمجھ کر جب میں نے اس گندے پانی میں قدم رکھا تو میرے پاؤں اور کپڑے اور بھی گندے ہو گئے۔اس گندے پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی پڑی تھیں جن کے چبھنے سے میرے ننگے پاؤں مزید زخمی ہو گئے۔ تھوڑا آگے جانے کے بعد ایک پُل آیا تو میں نے سوچا کہ اگر میں پُل کو اوپر سے پار کرتا ہوں تو وہ ظالم پیچھے کھڑے ہیں۔ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے دوبارہ گرفتار کر لیں۔اسی لیے میں نے پُل کو نیچے سے پار کیا اور سڑک کی دوسری طرف چلنا شروع کر دیا۔وہاں سڑک کے کنارے خواتین کی انتظار گاہ تھی اور مجھے چھوٹے پیشاب کی بہت حاجت ہو رہی تھی۔ وہیں سڑک کے کنارے پر میں نے پیشاب کی حاجت کو پورا کیا اور قریب ہی ایک چھوٹا سا راستہ سڑک سے نیچے اتر رہا تھا جس پر میں نے چلنا شروع کر دیا۔تھوڑا آگے جانے کے بعد ایک چھوٹی سی دیوار آئی جس کی دونوں جانب گھر تھے۔جب میں نے دیوار کو پھلانگنے کی کوشش کی تو دونوں اطراف سے کتے بھونکنے لگے۔میں نے سوچا کہ شاید ان لوگوں کی دشمنیاں ہوں جس کی وجہ سے انہوں نے کتے پال رکھے ہیں۔میں وہاں سے واپس لوٹ آیا۔سخت اندھیرا تھا اور کھیت کالے کالے نظر آرہے تھے۔میں نے ایک کھیت پر ہاتھ مارا تو معلوم ہوا کہ وہ شلغم کا کھیت تھا۔وہ کھیت بہت بڑا تھا اور اس میں کافی سفر طے ہوسکتا تھا لیکن میں نے اس لیے سفر نہ کیا کہ یہ فصل خراب ہو جائے گی اور ایسا نہ ہو کہ اس کا خراب ہونا اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔اب میرے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے درد بھی نہیں کر رہے تھے۔میں اسی جگہ بیٹھ گیا اور تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد صبح کی اذانیں شروع ہوئیں تو ہر جانب سے اذانوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ایک طرف سے اذان کی آوازیں زیادہ آرہی تھیں تو میں نے محسوس کیا کہ اس طرف بستی یا کوئی شہر ہے۔دوسری طرف ایک یا دو اذانیں ہوئیں تو میں نے دل میں کہا کہ اس جانب راستہ تھوڑا معلوم ہوتا ہے سو جہاں سے کم اذانوں کی آواز آرہی تھی اسی طرف جانا چاہیے۔وہاں لوگ بھی کم ہوں گے اور جہاں سے زیادہ اذانوں کی آوازیں آرہی ہیں تو وہاں لوگ بھی زیادہ ہوں گے۔شاید وہاں ظالم (isi) کے لوگ بھی ہوں اور وہ مجھے دوبارہ گرفتار کر لیں۔جب تھوڑی سی روشنی ہوئی اور راستہ نظر آنے لگا تو میں نے چلنا شروع کر دیا۔راستے میں ایک سفید ریش بزرگ ملے جو دیکھنے میں بہت اچھے معلوم ہوتے تھے۔میں نے کہا بابا السلام علیکم۔انہوں نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام اور پوچھا کہ بیٹا کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے مجھ سے اس انداز میں پوچھا کہ جیسے وہ مجھے پہلے سے جانتے ہوں۔میں نے کہا کہ بابا میں مسافر ہوں اور اسی طرح کچھ لوگوں نے میرے ساتھ بہت ظلم کیا ہے۔کیا آپ میری کچھ مدد کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ میرے حجرے میں اور بھی بہت سے مہمان موجود ہیں۔میں قضائے حاجت کے لیے جا رہا ہوں۔تم ادھر ہی رکو، میں تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں۔اللہ خیر کرے گا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کے حجرے میں اور بھی مہمان ہیں تو میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔کیوں کہ اگر وہ میری یہ حالت دیکھ لیں تو شاید ان میں سے کوئی آئی ایس آئی کا جاسوس ہو اور مجھے پھر ان ظالموں کے حوالے کر دے۔چونکہ ان لوگوں نے میرے ساتھ بہت ظلم کیا ہے اور مجھ میں دوبارہ ان کا ظلم برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے۔میں نے کہا کہ بابا کیا یہاں کسی زمیندار کا گھر ہے جہاں میں چلا جاؤں ؟انہوں نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس طرف ایک زمیندار کا گھر ہے جہاں اسکا حجرہ بھی ہے اور وہ بہت اچھا آدمی ہے۔میں نے بزرگ کا شکریہ ادا کیا اور اس طرف چلنا شروع کر دیا۔راستے میں تین منہ والے کانٹے تھے جو میرے پاؤں کو زخمی کر رہے تھے۔جب میں اس زمیندار کے گھر پہنچا تو اس کے گھر اور حجرے دونوں کو تالہ لگا ہوا تھا۔اس نے گھر میں دو کتے پالے ہوئے تھے، ایک چھوٹا تھا اور ایک بڑا۔چھوٹے کتے نے مجھے دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا تو میں وہاں سے بھی واپس لوٹ آیا۔مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔بس سامنے ایک پہاڑ کا دامن نظر آرہا تھا تو میں نے اسی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔کچھ آگے جانے کے بعد مجھے کافی سارے خیمے نظر آئے۔میں نے سوچا کہ شاید پھر کوئی پاکستانی فوج کا کیمپ آگیا ہے۔ابھی روشنی پوری طرح نہیں ہوئی تھی لہٰذا میں اسی جگہ بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ ایک عورت خیمے سے نکل کر دوسرے خیمے میں داخل ہو رہی ہے جس سے میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ خانہ بدوشوں کی بستی ہے۔یہ خانہ بدوش لوگ دل کے بھی نرم ہوتے ہیں اور مسافر کی خدمت بھی کرتے ہیں۔جب میں وہاں ان خیموں کے پاس پہنچا تو ایک چھوٹا سالڑکا نماز پڑھ رہا تھا۔جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹا گھر میں کوئی ہے؟ تو

اس نے کہا کہ جی میرے چچا گھر میں ہیں۔ میں نے کہا کہ ذرا بلاؤ ان کو؟ اس کا چچا باہر نکلا تو وہ ایک ٹانگ سے معذور افغانستان کا پرانا مجاہد تھا۔ وہ مجھ تک پہنچنے کے لیے اترائی میں اتر رہے تھے تو میں نے کہا کہ چچا جان آپ تکلیف نہ کریں، میں خود وہاں آجاتا ہوں۔ جب میں اس کے قریب گیا تو کھڑے کھڑے صرف اتنا کہا کہ مجھے مجاہد ہونے کے شک میں ان ظالم پاکستانی فوجیوں نے پکڑا تھا اور پھر میرے اوپر بہت ظلم کیا۔ میں ان کی قید سے بھاگ کر آرہا ہوں۔ یہ سن کر اس شخص نے میرا بہت اکرام کیا۔ جلدی سے پانی پلایا اور چائے اور کھانا بھی منگوایا۔ پھر گرم پانی لاکر میرے پاؤں کو بھی دھویا اور جو کانٹے میرے پاؤں میں چُبھے ہوئے تھے ان کو بھی باہر نکالا۔ اس نے میرے ساتھ بہت ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ اس کو دنیا و آخرت دونوں میں اجر سے نوازے (آمین)۔ اس نے مجھے کپڑے، ٹوپی، چادر اور پہننے کے لیے جوتیاں بھی دیں۔ اس نے کہا کہ میں بہت غریب ہوں اور میں نے ان عورتوں سے تھوڑا تھوڑا چندہ جمع کیا ہے۔ یہ ساڑھے تین سو (350) روپے ہیں، یہ اپنے پاس رکھ لو۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ چچا جان یہ کونسا علاقہ ہے؟ اس نے کہا کہ یہ نوشہرہ کا علاقہ ہے اور اس جگہ کو امان گڑھ کالونی کہتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کیا کروں تو اس نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ یہاں سے چلنا شروع کردو۔ وہاں آگے جاکر ویگن گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں، ان سے کہو کہ میں نے نوشہرہ جانا ہے۔ نوشہرہ پہنچ کر تم جہاں جانا چاہو، جاسکتے ہو۔ اگر کسی نے پوچھا کہ کون ہو تو کہنا کہ خانہ بدوش ہوں اور یہاں پر میری بھیڑ بکریاں ہیں جن کے لیے دوائی لینے جارہا ہوں۔ وہ واپس گھر چلے گئے اور میں نے اسی راستے پر چلنا شروع کردیا جس پر چل کر میں یہاں آیا تھا۔ لیکن اس بار میرا حلیہ بدل چکا تھا۔ اس شخص نے مجھے کپڑے تو پرانے دیے تھے لیکن اس وقت ان میں بہت مزا اور سکون محسوس ہو رہا تھا اور اس لباس نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ پھر میں اسی جگہ تک چل کر آیا جہاں ان ظالم فوجیوں نے گاڑی کو سڑک سے نیچے کچے میں اتارا تھا۔ اس خانہ بدوش نے مجھے ایک لاٹھی دی تھی جس کے سہارے میں چل رہا تھا کیوں کہ میرے پاؤں سوجھ چکے تھے۔ وہاں سے میں گاڑی میں بیٹھا جس نے دس روپے لے کر مجھے نوشہرہ پہنچادیا۔ نوشہرہ سے میں چارسدہ کی گاڑی میں سوار ہوا جہاں میری پھوپھی رہتی تھیں اور پھر چارسدہ اڈے سے ڈاٹسن میں بیٹھ کر آخر کار میں ان کے گھر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے آرام کیا اور وہیں رات بھی گزاری۔ پھر سب رشتے داروں کو بھی پتہ چل گیا کہ میں واپس آگیا ہوں۔ وہاں جیل میں وہ ظالم پاکستانی فوجی کہتے تھے کہ تمہاری ماں، بہن، بھائیوں سب کو گرفتار کرکے یہاں لائے ہیں۔ میں ان سے کہتا تھا یہ تم لوگ ٹھیک نہیں کر رہے ہو، اُن کو کیوں ستا رہے ہو؟ انہوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ وہ تو مظلوم ہیں! لیکن بات کرنے پر وہ گالیاں دیتے تھے۔ انہوں نے میرے اوپر بہت ظلم کیے لیکن اللہ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ مجھے ان ظالم پاکستانی فوجیوں کی قید سے رہائی دلائی۔ جتنے بھی ساتھی قید میں ہیں ان کے ساتھ ہر طرح کا ظلم ہو رہا ہے۔ ایسے ایسے مظالم ہو رہے ہیں کہ میری زبان ان مظالم کو بیان کرنے سے قاصر ہے اور اس وقت میں یہی سوچ رہا ہوتا تھا کہ بس اب ان پر اللہ کا عذاب آئے گا۔ ان فوجیوں نے ہمارے ساتھ اتنا ظلم کیا لیکن اس کے باوجود اللہ کے ہاں میری زندگی کا وقت ابھی باقی تھا اور ان خنزیروں اور بدبختوں کو اللہ نے ذلیل کرنا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے صحیح سلامت دوبارہ اپنے گھر پہنچادیا کیوں کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے رابطہ کیا جن کے شک میں مجھے گرفتار کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مان رہے تھے۔ پھر میں خود چل کر ان کے پاس آیا کیوں کہ وہ میرے علاقے کے لوگ تھے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا اور یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے خیریت سے پہنچادیا۔

سوال! اچھا آپ یہ بتائیں کہ پاکستانی فوجیوں کی جیل میں آپ لوگوں کا کھانا پینا کیسا ہوتا تھا؟ کس قسم کا کھانا وہ لوگ آپ کو دیتے تھے؟

جواب! کھانا پینا تو وہ لوگ دیتے تھے لیکن اتنا کھانا دیتے تھے کہ بس جینے کے لیے کافی ہو۔ پورے ہفتے میں ایک چھوٹا سا پھل کا ٹکڑا دیتے تھے اور اس کے علاوہ روزانہ ہمیں زیادہ تر دال دی جاتی تھی۔

سوال! اچھا جب وہ لوگ آپ سے مل رہے تھے تو انکا اخلاقی طرز عمل کیسا تھا؟ کس انداز میں وہ آپ سے بات کرتے تھے؟

جواب! میں نے چودہ ماہ میں ان کی شکلیں نہیں دیکھیں کیوں کہ انہوں نے کالے نقاب پہنے ہوتے تھے جس میں آنکھیں، ناک اور منہ کے لیے سوراخ ہوتا تھا۔ پاکستانی فوج والے ظالم لوگ ہیں اور عزتوں کے لٹیرے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ قانون ہے تو قانون میں تو ایسا نہیں ہوتا۔ قانون میں تو انسان کے حقوق بھی ہوتے ہیں۔ یہ کونسا قانون ہے کہ جس میں فوجی نے آتے ساتھ ہی چاقو سے میرے کپڑے کاٹ کر مجھے برہنہ کردیا۔ اس بداخلاقی کے عمل میں وہ کسی عورت یا کسی بزرگ کا لحاظ نہیں کرتے تھے اور ان کی درندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔ جس تہہ خانے میں مجھے رکھا گیا تھا اس سے اوپر والی منزل میں مسلمان خواتین کو رکھا گیا تھا۔ جب ان کی بے حرمتی یا ریمانڈ کرتے تو ان کے چیخنے چلانے کی آواز میں نیچے تہہ خانے میں سنتا تھا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو جس کمرے میں سزا دی جاتی وہ میرے ساتھ والا کمرہ تھا جن کی چیخیں سن کر میری نیند چلی جاتی تھی۔ ان کو ہمارے قریب اس لیے مارا جاتا تھا کہ ان ساتھیوں کے چیخنے چلانے کی وجہ سے ہمیں ذہنی اذیت پہنچے۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کو فوجیوں نے بغیر کسی قصور کے پکڑ رکھا تھا۔ یہ بھوکے فوجی صرف 75 ڈالر ماہانہ تنخواہ کے عوض مجھ جیسے کئی بے گناہوں کو پکڑ کر مارتے تھے اور اپنے امریکی خداؤں کو خوش کرنے کے لیے ہمیں

دہشت گرد کہتے اور ہر طرح کا ظلم وستم ہمارے ساتھ روا رکھتے تھے۔

سوال! اچھا جیل میں آپ لوگوں کو عبادت کی کوئی سہولت میسر تھی یعنی آپ اپنی مرضی سے عبادت کرسکتے تھے یا نہیں؟

جواب! نہیں بالکل نہیں۔ہم اپنی مرضی سے عبادت بالکل نہیں کرسکتے تھے کیوں کہ ایک دن جب میرا ریمانڈ ختم ہوا تو میں نے نماز کے لیے نیت باندھی۔اسی اثناء میں سنتری آ گیا اور کہا کہ نماز بعد میں پڑھنا، پہلے چلو میرے ساتھ تمہاری تفتیش ہے۔ مجھے نماز توڑ کر اس کے ساتھ جانا پڑا۔یعنی وہاں ہر کام میں ہماری مرضی اور اللہ کا قانون نہیں چل سکتا تھا،صرف انہی کا کالا قانون چلتا تھا۔جب ہم ان فوجیوں سے کہتے تھے کہ تھوڑا گزارا کیا کرو تو کہتے تھے کہ چپ کرو اور یہ بکواس بھی کیا کرتے تھے کہ تمہارا خدا تمہیں ہم سے چھڑا کر دکھائے۔

سوال! جتنا وقت آپ نے جیل میں گزارا، کیا اس عرصے میں آپ نے اپنے گھر والوں سے خود یا کسی اور ذریعے سے کسی قسم کا رابطہ کیا؟ یا کسی دوست، رشتہ دار نے آپ کی خیریت دریافت کی؟

جواب! نہیں ان چودہ ماہ میں کسی کو یہاں تک بھی پتہ نہ تھا کہ میں کدھر ہوں۔کوئی میرے گھر والوں کو کہتا تھا کہ میں فلاں جگہ پر مر چکا ہوں اور اخبار میں آیا ہے۔کوئی کہتا کہ فلاں جگہ پر نامعلوم افراد کی لاشیں پڑی ہیں جن کی پہچان نہیں ہو رہی تو گھر والے کہتے تھے کہ انہی میں یہ بھی ہوگا۔کسی اور جگہ پر کوئی لاش پڑی ہوتی اور اس کو دفنا دیا جاتا تو گھر والے یہی سمجھتے کہ شاید یہ میری لاش ہو۔مختصر یہ کہ میرا کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ میں کہاں ہوں۔

سوال: ان ساری سختیوں اور پریشانیوں کے بعد اب آزاد زندگی میں کیسا محسوس کر رہے ہیں اور مستقبل میں کیا کرنے کا ارادہ ہے؟

جواب: انشاء اللہ اب میرا اپنا بھی یہی ارادہ ہے اور میں اپنے بھائیوں، دوستوں ،اولاد اور گھر والوں کو بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ان ظالم پاکستانی فوجیوں کے ظلم کی وجہ سے ہر آدمی اس بات پر مجبور ہو گیا ہے کہ وہ اسلحہ اٹھائے۔لوگ بہت مجبوری کی وجہ سے یہ اسلحہ اٹھاتے ہیں۔ان ظالموں نے ہمیں بھی اسلحہ اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے اور اب اللہ کے دین کی خاطر میں بھی اسلحہ اٹھاؤں گا۔انشاء اللہ میری اولاد کے ہاتھ میں بھی تمہیں اسلحہ نظر آئے گا اور ہماری آنے والی نسلیں بھی ان کفار (مرتدین) اور یہودیوں کے ایجنٹوں کے خلاف آخری سانس تک لڑتی رہیں گی۔

سوال: اور وہ لوگ جن کے ساتھ ظلم ہوا ہے یا اس ظالمانہ نظام کے تحت ان پر مقدمات چل رہے ہیں، ان کو آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: میرا تو یہی پیغام ہے کہ جتنے مظالم وہاں عقوبت خانوں میں ہوتے ہیں، ان مظالم اور ان کفریہ قوانین کے سامنے کسی قسم کے انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔جیل سے باہر لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ وہاں اندر کیا ہو رہا ہے۔جیل سے باہر آنے کے بعد میں نے لوگوں کو اندر کے حالات سے باخبر کیا۔سب لوگ یہی سمجھتے تھے کہ جتنے بھی لاپتہ قیدی ہیں وہ سب جیلوں میں قید ہیں۔لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، یہ ظالم پاکستانی فوجی اسی طرح ان قیدیوں کو راتوں رات نکال کر شہید کر دیتے ہیں۔میرا یہ خیال ہے کہ جو بھی قیدی رہا ہو کر آئے ہیں یا جن سے ہماری باتیں ہوتی تھیں، ان سب کا یہی ارادہ تھا کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ہم کفر اور اس کے حواریوں کے خلاف لڑتے رہیں گے انشاء اللہ۔

سوال: اچھا پاکستان کی حکومت یہ کہتی رہی ہے کہ ان کی جیلوں میں کوئی عورت یا بچہ قید نہیں ہے۔کیا آپ نے کسی بچے یا عورت کو اُن کی جیلوں میں دیکھا ہے؟

جواب: جی بالکل میں نے فوجیوں کی قید میں عورتیں اور بچے دیکھے ہیں۔مجھے ابھی بھی وہ جگہیں یاد ہیں جہاں ان کو قید کر کے رکھا گیا ہے اور ان پر جو مظالم ہوتے ہیں، ان سب کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔میرے ساتھ والے کمرے میں جو ساتھی تھے ان کی عورتوں کو بھی گرفتار کیا تھا۔سوات کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا تھا، اسی طرح بلوچستان، وزیرستان اور عرب ساتھی بھی قید خانے میں موجود تھے۔ایک عرب ساتھی بتا رہے تھے کہ جب ان کی پیدائش متوقع تھی تو اس وقت ان کی والدہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھیں۔اس وقت میرے والد نے یہ بات کہی تھی کہ یا تو یہ بچہ بہت نیک سیرت ہوگا یا بہت گناہ گار ہوگا اور کہا کہ الحمدللہ میں آج اللہ کے کلمے کی سربلندی کی خاطر پاکستان کی جیل میں قید ہوں۔وہ کھلے الفاظ میں یہ کہتا تھا کہ اے پاکستان کی حکومت ہماری تم سے کوئی جنگ نہیں۔ہم دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے مجاہدین صرف افغانستان میں جہاد کرتے ہیں لیکن جب وہاں سے واپس لوٹتے ہیں تو پاکستان کی ایجنسیاں ہمیں گرفتار کر لیتی ہیں اور چند ڈالروں کے عوض دوسرے ممالک کے سفارتخانوں کو بیچ دیتی ہیں۔

سوال: اچھا آپ کا نام کیا ہے اور آپ کس علاقے کے رہنے والے ہیں؟

جواب: میں جس نام سے زیادہ جانا جاتا ہوں وہ بلال ہے۔سارے ساتھی میرا رنگ کالا ہونے کی وجہ سے مجھے بلال کہتے ہیں۔میرا اصل نام شیر عالم ہے اور مہمند ایجنسی کے علاقے انبار کا رہنے والا ہوں۔میں راولپنڈی میں مزدوری کرتا تھا اور میرے بچے اب اسی علاقے مہمند میں ہیں۔میں یہاں آیا ہوں تاکہ اپنے ساتھیوں کو اپنی واپسی کی خبر اور کارگزاری سنا سکوں یہاں سب لوگ میرے اپنے رشتے دار اور طالبان ہیں

بقیہ صفحہ ۴۰ پر

جمہوری نظام حکومت، اسلامی نظام حکومت کی ضد ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا نورالھدیٰ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

جمہوریت کہتی ہے کہ جمہوری نظام میں عوام ہی سب حاکم اور قانون ساز ہے اور تمام مقدمات میں عوام ہی فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں پس اس نظام کی حقیقت یہ ہے کہ عوام کی بات کو نہ کوئی رد کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی مؤخر کرسکتا ہے۔ عوام ہی کا فیصلہ قطعی اور عوام کی رائے محترم ہے، اور عوام کی طرف ہی رجوع ہوگا۔ عوام کی رائے مقدس ہے اور عوام کی اختیار کی ہوئی پالیسی ہی لازم ہے عوام کی رائے محترم ہے، اور عوام کا فیصلہ ہی انصاف ہے، جس چیز کو عوام منظور کرے وہ قانون ہے اور جس کو عوام مسترد کرے وہ مسترد ہوگا ۔جس چیز کو عوام حلال قرار دے وہ حلال ہوگا اور جس کو عوام حرام قرار دے وہ حرام ہوگا اور جس قانون، نظام اور شریعت پر عوام راضی ہو وہ ہی معتبر ہوگا اس کے علاوہ جو چیز ہے تو اس کی کوئی حیثیت، کوئی قیمت، کوئی وزن نہیں ہوگا اگر چہ وہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ قوی دین اور شرعی حکم ہی کیوں نہ ہو۔

اور یہ شعار (یعنی عوام کیلئے عوام کی حکومت) یہ جمہوری نظام کا مغز، اس کی حقیقت، اس کا محور اور چکی کا وہ مدار ہے جس پر جمہوریت کا ہر فیصلہ اور حکم چلتا ہے۔ اور اس کے بغیر جمہوریت کا کوئی وجود نہیں ہوسکتا۔ یہ وہ جمہوری دین ہے جس کی تعظیم علی الاعلان روزِ روشن کی جاتی ہے۔ اور یہ وہ دین ہے جس کے مفکرین اور داعی ساری مخلوق پر اس کا رنگ جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم فی الواقع اس کا مشاہدہ و معاینہ کرتے رہتے ہیں۔

پس جمہوریت (اپنی مختلف تفسیروں و تعبیروں کے ساتھ) کچھ بنیادوں پر قائم ہے جس کے کچھ اہم نقاط کو ہم ذیل میں مختصراً بیان کریں گے۔

(۱) جمہوریت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ عوام ہی اقتدار و اختیار کا منبع ہیں (عوام ہی حاکمِ اعلیٰ اور قانون ساز ہے)۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جمہوریت میں مقتدر اعلیٰ انسان ہی ہوتا ہے اللہ پاک کی ذات نہیں۔ یعنی قانون سازی اور حلال و حرام کرنے کی جہت عوام، انسان اور مخلوق ہی پوجنے والی ذات ،معبود ذات، معبود ذات اور اطاعت کے لائق ذات بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں ۔اور عین کفر و شرک اور گمراہی ہے کیونکہ یہ صورتِ اصول دین اور توحید کی ضد ہے اور کمزور، جاہل انسان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی خاص صفات میں شریک کرنے کو متضمین ہے اور وہ خاص صفت اقتدار اعلیٰ اور قانون سازی ہے (جو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے) فرمان الٰہی ہے: ﴿ان الحکم الا للہ أمر الا تعبدوا الا ایاہ ﴾ یعنی ''حکم خدا ہی کا ہے۔ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو''۔ (یوسف ۴۰) اور فرمایا: ﴿لا یشرك فی حکمه أحداً﴾ ''اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے'' (کہف ۲۶)۔ اور فرمایا: ﴿وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی اللہ ﴾ یعنی اگر تم کسی چیز میں مختلف ہوجاؤ تو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف لوٹاؤ۔ عوام، جمہور یا کثرت کی طرف نہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے: ﴿أفحکم الجاھلیة یبغون ومن أحسن من اللہ لقوم یوقنون ﴾ یعنی یہ لوگ کیا پھر زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک، المائدہ ۵۰) اور فرمایا: ﴿افغیر اللہ أبتغی حکما وھو الذی أنزل الیکم الکتاب مفصلا ﴾ تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے اس کی یہ حالت ہے کہ اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں، الانعام ۱۱۴)

اور فرمانِ باری ہے: ﴿ان لھم شرکاء شرعوا لھم من الذین مالم یأذن به اللہ ﴾ ''اور کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے ایسا دین مقرر کردیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی'' شوریٰ ۱۱۴)۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے امر کے بغیر فیصلہ کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے شرکاء اور اللہ تعالیٰ کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے ﴿وأن احکم بینھم بما أنزلله ولا تتبع أھوائھم واحذرھم أن یفتنوك عن بعض ماأنزل اللہ الیك ﴾ اور ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے اور ان سے یعنی ان کی اس بات سے احتیاط رکھئے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کی بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلا دیں۔ مائدہ ۴۹) اور فرمان خداوندی ہے ﴿اتخذأ أحبارھم ورھبانھم أربابامن دون اللہ ﴾ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے۔ التوبہ ۳۱)۔ حضرت عدی بن خاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے (اس وقت وہ نصرانی تھے) تو آپ ﷺ کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ﴿اتخذأ أحبارھم ..... الخ ﴾ یعنی ''انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے''

فرماتے ہیں کہ میں عرض کیا کہ ہم تو علماء و احبار کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کیا ایسی بات نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو جب علماء و احبار حرام قرار دیتے تھے تو تم اس کو حرام سمجھتے تھے اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو جب وہ حلال قرار دیتے تھے تو تم اس کو حلال سمجھتے تھے، میں نے عرض کیا ایسا تو ضرور ہوتا تھا۔ فرمایا یہی ان کی عبادت تھی ۔حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبادت کو صرف دعا، رکوع وغیرہ معانی و مطالب میں محصور جانا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو ان کی عبادت تھی۔

سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تحقیق تمام اراضی نظاموں میں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایک دوسرے کو خدا بنایا ہوا ہے، اور فرماتے ہیں الوہیت کی سب سے واضح خصوصیت بندوں کو تابعدار کرنا، ان کیلئے ضابط حیات بنانا اور ان کیلئے ایک میزان قائم کرنا۔ پس اگر کوئی اپنی ذات کیلئے ان خصوصیات میں سے کسی خصوصیت کا مدعی ہو (اور اپنی ذات کیلئے کسی خصوصیت کا دعویٰ کرے) تو اس نے اپنی ذات کیلئے الوہیت کی سب سے واضح خصوصیات میں سے کسی خصوصیت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے بجائے خود خدا بن بیٹھا ہے۔

مزید فرماتے ہیں یقیناً کسی چیز کو حلال اور حرام کرنے کا حق صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اور کسی فردِ بشر کو یہ حق حاصل نہیں۔ نہ کسی فرد کو، نہ کسی جماعت کو، نہ کسی گروہ کو اور نہ ہی تمام انسانوں کو الا یہ کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل و حجت ہو اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے موافق ہو"۔ (انتھی کلامہ)

(۲) جمہوریت کی بنیاد دین وعقیدہ کی آزادی پر ہے (اور مذہب وعقیدہ سے بیزاری پر ہے) پس جمہوری نظام میں ہر شخص کو آزادی حاصل رہے کہ وہ جو چاہے عقیدہ رکھے اور جو چاہے مذہب اختیار کرے، جب چاہے جس دین وملت کی طف لوٹ جائے، اگر چہ اس کا یہ لوٹنا اللہ تعالیٰ کے دین سے نکلنے اور الحاد اور غیر اللہ کی عبادت کی طرف ہی کیوں نہ ہو (وہ بالکل آزاد ومختار ہے جو چاہے کرے) اور یہ ایسی بات ہے کہ جس کے باطل اور فاسد ہونے اور بہت سی شرعی نصوص کے معارف ومخالف ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پس اگر کوئی مسلمان اپنے دین سے کفر کی طرف لوٹ جائے اور مرتد ہو جائے تو اسلام میں اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت کردہ حدیث میں ہے "جو مسلمان اپنے دین کو بدل ڈالے (مرتد ہو جائے) اس کو قتل کر ڈالو"۔ حدیث میں یہ نہیں کہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو بلکہ اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ پس مرتد کو نہ امان دینا صحیح ہے، نہ اس کیلئے کوئی عہد رہے اور نہ ہی اس کیلئے کوئی قربت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں اس کیلئے صرف وہ راستے ہیں یا توبہ کرے (اور اپنی دین کی طرف لوٹ آئے) یا اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۳) جمہوریت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ فیصلہ کرنا اور قانون سازی کرنا صرف عوام کا کام ہے، اپنے تمام خصوصیات نزاعات کا فیصلہ عوام ہی کرے گی۔ چنانچہ اگر حاکم ومحکوم کے درمیان کسی بھی طرح کا نزاع اور اختلاف ہو جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں فریق ایک دوسرے کو عوامی قانون کی طرف رجوع کرنے اور اس پر فیصلہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں تا کہ فریقین میں واقع ہونے والے اختلافات ونزاع کا جمہوری قانون کے ذریعے تصفیہ کیا جائے اور یہ بات بھی توحید کے ان اصولوں کے منافی ہے اور مباہن ہے جس میں یہ طے ہے کہ تمام نزاعات واختلافات اور جھگڑوں میں فیصلہ کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ فرمان خداوندی ہے ﴿وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله﴾ اور جس بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز اس کا فیصلہ ہے اللہ تعالیٰ کے حوالے۔ ہود ۱۰) اور جمہوریت کہتی ہے کہ اگر تمہارا کسی چیز میں کوئی اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ عوام کرے گی عوام کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔

فرمان خداوندی ہے ﴿یا أیها الذین آمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر﴾ ،اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کی رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔ النساء ۵۷)

ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانا منفی ہو جاتا ہے ضرورة انشفاء الملزم وم لا تنفاء الآخر انتھی اور یقیناً اپنے مقدمے کو عوام کے پاس یا اللہ کے ماسوا کسی اور طرف لیے جانے کا ارادہ کرنا شریعت کی نظر میں طاغوت کے پاس لے جانے کی طرح ہے جس کا انکار کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ألم تر الی الذین یزعمون أنهم آمنوا بما أنزل الیك وما أنزل من قبلك یریدون أن یتحاکموا الی الطاغوت وقد أمروا أن یکفروا به﴾ ، کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے اس پر جو اترا میری طرف اور اترا تجھ سے پہلے، چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں (النساء ۶۰)۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مقدمے کا فیصلہ کرنے کیلئے طاغوت اور طاغوتی قانون کی طرف جانے کا صرف ارادہ کرنے والے کے ایمان کو زعم اور صرف زبانی دعویٰ قرار دیا ہے جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے علاوہ ہر قانون، یا ہر وہ حکم جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ نہ ہو وہ طاغوت کے حکم میں ہے جس کا انکار کرنا واجب ہے۔

(۴) جمہوریت کی بنیاد آزادی رائے پر ہے۔ چاہے وہ اظہار رائے کیسی ہی کیوں نہ ہو، اگر چہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور دینی شعائر پر کیچڑ ہی کیوں نہ اچھالا جائے۔ جمہوریت میں کوئی چیز ایسی مقدس نہیں ہوتی جس پر تبصرہ وتنقید جائز نہ ہو یا اس پر کیچڑ نہ اچھالا جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿لا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم﴾ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو (النساء ۱۴۸) اور فرمان خداوندی ہے ﴿ولئن سألتهم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل أبالله وآیاته ورسوله کنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة﴾ اور اگر تم ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھ کرتے تھے، بہانے مت بناؤ تم تو کافر ہو گئے اظہار ایمان کے پیچھے اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو تو البتہ عذاب بھی دیں

گے بعضوں کو(التوبہ)

(۵) جمہوریت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ دین کو حکومت، سیاست اور زندگی سے الگ کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کیلئے صرف اتنی چیز ہے کہ کسی عبادت گاہ اور کسی کونے میں اس کی عبادت کی جائے، اس کے علاوہ ضروریات زندگی، سیاست، اقتصادیات، اجتماعی امور وغیرہ یہ عوامی خصوصیات ہیں (اس میں عوام جیسے چاہے وہ کریں، دین کا اس میں کوئی گزر نہیں) فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فقالوا هذالله بزعمهم وهذالشركافما كان لشركائهم فلا يصل الى الله وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ساء مايحكمون﴾۔ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کی شریکوں کی طرف کیا ہی برا انصاف کرتے ہیں (الانعام)۔ ان کے اس قول کا فساد اور بطلان اور اس کے قائل کا کفر بالکل واضح ہے کیونکہ یہ انکار کو متضمن ہے جیسا کہ بالکل معلوم بات ہے پس یہ دین کے ان نصوص کا صریح انکار ہے جس میں واضح طور پر بتلایا گیا ہے کہ اسلام حکومت و سیاست فیصلہ کرنے اور قانون سازی وغیرہ ہر جگہ ملحوظ رکھا جائے گا اور اسلام صرف چند عبادات یا چند عمارات میں محصور و محدود نہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ صریح کفر ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذلك الا خزى فى الحياة الدنيا ويوم القيامة يردون الى اشد العذاب﴾۔ تو کیا مانتے ہو بعض کتاب اور نہیں مانتے بعض کو سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں (البقرہ) اور فرمایا: ﴿ويقولون نؤمن ببعض ونكفرو ببعض ويريدون ان يتخذو ا بين ذلك سبيلا اولئك هم الكافرون حقا واعتد نا للكافرين عذابامهينا﴾۔ اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے ہیں بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کی بیچ میں راہ ایسے لوگ وہی ہے اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھا کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔ (النساء)

(۶) جمہوریت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ تمام گروہ اور سیاسی جماعتیں وغیرہ اپنی تشکیل میں آزاد ہے یہ جماعتیں جو عقیدہ خیالات اور اخلاقیات چاہیں رکھیں ان کو مکمل آزادی حاصل ہے اور یہ بنیاد شرعاً باطل ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں

الف: یہ اپنے رضامندی اور خوشی سے بغیر کسی زبردستی کے ان گروہوں اور جماعتوں کے کفریہ اور شرکیہ رجحانات کے شرعی ہونے کے اعتراف کو متضمن ہے اور ان جماعتوں اور پارٹیوں کا اپنے باطل فساد اور کفر کا لوگوں اور شہروں میں پھیلانے کو جائز سمجھنے کا اقرار ہے اور یہ بات ان بہت سے شرعی نصوص کے خلاف اور مباہن ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ کفر اور برائی سے انکار اور ان کو بدلنے کا معاملہ کیا جائے ان کے شرعی ہونے کا اقرار اور اعتراف نہ کیا جائے فرمان خداوندی ہے: ﴿وقاتلوا هم حتىٰ لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾۔ اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے باقی فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا (التوبہ)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں ہر وہ جماعت جو اسلام کے ظاہری متواتر ضوابط و قوانین کی پابندی سے احتراز کرے ان سے جہاد کرنا واجب ہے تاکہ دین تمام کے تمام ایک اللہ کیلئے ہو جائے۔

ب: اپنی رضامندی اور خوشی سے ان کافر جماعتوں کو شرعی سمجھنے کا اعتراف کرنا یہ رضا بالکفر کو متضمن ہے اگرچہ اپنے منہ سے اس کا اظہار نہ کرے اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے فرمان خداوندی ہے ﴿وقد نزل عليكم فى الكتاب ان اذا سمعتم ايت الله يكفربها ويستهزء بها فلا تقعدوا معهم حتىٰ يخضو افى حديث غيره انكم اذا مثلهم ان الله جامع المنافقين والكافرين فى جهنم جميعا﴾۔ اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ جب سنوں اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھوں ان کیساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی انہیں جیسے ہو گئے اللہ اکٹھا کریگا منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ (النساء)

جمہوریت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اکثریت کی موقف کا اعتبار کیا جائے اور جس بات پر اکثریت جمع ہو جائے اس کو اختیار کیا جائے اگرچہ اکثریت باطل گمراہی صریح کفر پر ہی کیوں جمع نہ ہو پھر بھی اسی کو اختیار کیا جائے گا پس جمہوریت کی نظر میں حق بات جس پر کسی طرح کی گرفت کرنا یا تنقید کرنا جائز ہی نہیں وہی ہے جس کو اکثریت طے کرے اور جس پر اکثریت جمع ہوں اس کے علاوہ نہیں اور یہ بنیاد ہی باطل اور قطعی طور پر غلط ہے اور وہ اس طرح کہ اسلام کی نظر میں حق وہ ہے جو کتاب اللہ اور سنت کے موافق ہو چاہے اسکے ماننے والے کم ہو یا زیادہ اور جو بات جو قانون کتاب و سنت کے مخالف ہو وہ باطل ہے اگرچہ روئی زمین کے تمام انسان اس کی حق میں کیوں نہ ہو فرمان خداوندی ہے۔ ﴿وان تطع اكثر من فى الارض يضلوك عن سبيل الله ان يتبعون الا الظن وان هم الا يظنون﴾۔ اور اگر تو کہنا مانے گا اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں (الانعام) پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے روئے زمین پر اکثریت کی اتباع و پیروی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے راستے گمراہ ہو جانا ہے کیونکہ اکثریت تو گمراہی پر جمع ہے اور تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے الا یہ کہ اس کے ساتھ دوسرے خداؤں کو شریک گردانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عمر بن میمون سے فرمایا لوگوں کی اکثریت نے ہی تو جماعت کو چھوڑا ہے اور جماعت اہل سنت تو وہی ہے جو حق کے موافق ہوا گر چہ کیلئے ایک شخص ہی اس کی پیروی و اتباع کرنے والا ہو۔

(ماخوذ از کتاب: اہل حق و باطل فرقوں کا معیار تکفیر)



میرا جہادی سفر

مجاہد خراسانی

مجھے بچپن سے جہاد پر جانے کا شوق تھا۔۔ میں ایک تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتا ہو اس لیے گھر کی طرف سے قتال پر جانے کی اجازت نہیں ہے۔۔ 2011 کو حافظ بلال شمالی وزیرستان میں ایک امریکی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔۔ بلال رحمہ اللہ کافی خوش اخلاق انسان تھے، آپ ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، بلال میرے بچپن کے دوست، مطلب مجھ سے عمر میں کچھ سال بڑے تھے پر میں جب چھوٹا تھا تب اکثر میں اسے تنگ کرتا تو وہ میرے پیچھے بھاگتا۔۔۔ ایسے خوبصورت واقعات میرے ذہن میں قید ہیں۔۔۔ جب آپ شہید ہوئے تو مجھے کچھ احساس نہیں ہوا کیونکہ آپ شمالی وزیرستان میں شہید ہوئے تھے۔ پہلے میں بھی باقی پاکستانیو کی طرح وزیرستانی مجاہدین اور وزیرستان میں بسنے والے مجاہدین کو نہیں مانتا تھا۔۔۔ ہم کہتے تھے کہ وہاں کونسے مجاہدین ہے وہاں تو دہشت گرد ہیں۔۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔۔۔ آپ کی شہادت کے چند دن بعد مجھے اپنے والد کے ساتھ گاؤں جانا ہوا۔۔ مجھے اپنے ایک کزن نے کہا کہ بلال شہید ہوا ہے، میں نے کہا کہ کیسا شہید۔ وزیرستان میں کونسے شہید ہے؟؟؟ وغیرہ۔۔۔ میں صرف افغان جہاد کو مانتا تھا۔۔۔ میں قوم پرستی کے جال میں ابھی تک پھنسا تھا۔۔۔ بلال رحمہ اللہ خود حقانی نیٹ ورک سے وابستہ تھے۔۔۔ آپ اپنے مجاہدین ساتھیو کے ساتھ افغانستان جارہے تھے کہ امریکی جاسوس طیاروں نے نشانہ بنایا اور آپ اپنے چند مجاہد ساتھیو کے ساتھ شہادت کے اعلی رتبے پر سرفراز ہوگئے۔۔ آپ کے ساتھ شہید ہونے والے باقی مجاہدین بھی آپکی طرح تعلیم یافتہ گھرانو سے تھے۔ آپ کے ساتھ شہید ہونے والے 6 یا 7 مجاہدین بھی کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔۔۔ ۔۔۔ امت مسلمہ پر طرف سے کفار، منافقین، مرتدین ٹوٹ پڑے ہیں ۔۔ میں جب بھی جہادی ویڈیوز دیکھتا،، ویڈیو میں مظلوم مسلمانوں کی آہیں سنتا۔۔ تو ایک طرف غصہ سے لال پیلا ہوتا تو دوسری جانب رو رو کر برا حال ہوتا۔۔ امت کا درد میرے سینے آگ کی طرح بڑک رہا تھا۔۔ بس وقت گزرتا گیا اور سال 2013 مجھے بھی اللہ نے جہاد پر جانے کی توفیق عطا فرمائی۔۔ میں نے کافی تحقیق کے بعد شمالی وزیرستان جانے کا فیصلہ کیا اور وہاں کسی افغانی مجاہدین سے ملنا تھا۔۔ 2013 کے ایک مہینے کہ ایک صبح میں گھر سے بیسہ، سامان پیک کرکے نکلا۔۔ سردی موسم کا آخری مہینہ تھا۔۔ ٹیکسی نہیں ملی تو پیدل کافی فیصلہ طے کیا۔۔ پھر وہاں آگے ایک بس ملی اس میں بیٹھ کر اڈے تک کا سفر طے کیا۔۔ اڈے پہنچا شمالی وزیرستان کی گاڑی نمبر پر کھڑی تھیں۔۔ گاڑی میں چند مسافروں میں بیٹھا۔۔ گاڑی مسافروں سے بھرگئی۔۔ اور روانہ ہوئی۔۔ راستے میں ایک پمپ پر گاڑی رکھی۔۔ میرے ساتھ ایک مولانا صاحب بیٹھے تھے۔۔ ان سے بات چیت ہوئی۔۔ میں نے پوچھا شمالی وزیرستان کا کتنا فاصلہ ہے۔۔ جواب ملا کے دوپہر دو یا تین بجے پہنچ جائیں گے۔۔۔ انہوں نے غور سے دیکھنے کے بعد پوچھا۔ کہاں جارہے ہو۔۔ میں نے کہا اپنے ماموں کے پاس ۔۔ وہ جان گیا تھا کے لڑکا وزیرستان کا نہیں ہے۔۔۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ چہرا تو مجاہدین والا ہے۔۔۔۔ میں بھی مسکرایا اور وہ سمجھ چکے تھے تو اس بارے میں نے انکو بتا دیا۔۔ مولانا صاحب کا نام مولانا عمیر تھا اور اپنے قبیلے کے ایک مسجد کے امام تھے۔ عمر تقریباً تیس سے لے کر چالیس تک لگتی تھیں۔۔ انہوں نے کہا کے آپ ہمارے گاؤں کی تنظیم میں آئیں۔۔ میں بھی کسی تنظیم کی تلاش میں تھا اور اس سلسلے میں بہت گھبرایا ہوا تھا۔۔ میں نے بھی خوشی مسکراتے ہاں کردی۔۔۔ بلکل اُسی طرح دوپہر دو یا تین بجے ہم میرانشاہ بازار پہنچے۔۔ وہاں ظہر کی نماز ادا کی۔۔۔ اور وہیں بازار کے ایک ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا۔۔ بازار میں ہر طرف طالبان دکھائی دے رہے تھے۔۔ بڑے بال، لمبے قد، خوبصورت نوجوان۔۔۔ میں نے ایسا منظر پوری زندگی میں نہ دیکھا تھا، اس لیے میں دیکھتے ہی دیکھتے رہ گیا۔۔۔۔۔ وہاں ایک گاڑی میں بیٹھ کر مولانا صاحب کے گاؤں روانہ ہوئے۔۔۔ بیس یا تیس منٹ پر مشتمل یہ راستہ طے کرلیا۔۔ مولانا عمیر صاحب کے حجرے میں گئے۔۔۔ کچھ دیر حجرے میں ٹھہرنے کے بعد میں مولانا صاحب کے بھائی جو 25 سالہ نوجوان تھا کے ساتھ گاؤں کی منڈی گیا ۔۔۔ وہ ایک بازار کی طرح تھا جس میں بس چند دکانیں تھیں۔۔ یہ شمالی وزیرستان کا سیدگی نامی علاقہ تھا۔۔۔ اس منڈی میں مولانا کے بھائی نے پکوڑے کھلائے۔۔۔ گاؤں کے لوگوں کے ساتھ ملا۔۔ بہت مہمان نواز لوگ تھے۔۔۔ عصر اور مغرب کی نماز مولانا صاحب کی ہی مسجد میں ادا کی جو مولانا کے گھر کے بلکل ساتھ ہی تھا۔۔۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک بزرگ بلند آواز میں پوچھا کہ فدائی حملے کے لیے آئے ہو ۔۔۔ مجھے کافی شرم آرہی تھی اور دیمی لہجے میں جواب دیا نہیں۔۔ باقی باتیں بچوں نے بتائی۔۔۔ رات کا کھانا حجرے میں کھایا بہت شاندار چکن بنایا گیا تھا۔۔۔ اللہ مولانا صاحب کو دنیا کی ہر نعمت و رحمت سے نواز (آمین)۔۔ انہوں نے مجھے بہت عزت دی ہیں۔۔ کھانا کھایا عشاء کی نماز پڑی۔۔ ترجمہ کے بعد دوبارہ حجرے میں بیٹھنا ہوا۔۔۔ گاؤں کے چند بچے اور ایک کچھ بڑے حجرے میں آئے۔۔۔ ان میں سے ایک نے کافی ہنسایا مجھے۔۔۔ کافی دیر گپ شپ لگائی۔۔۔ رات بہت ہوگئی تو سوگئے۔۔ نیند میں خلل ڈالنے کے گھر کی یاد اور ڈرون کی آوازیں کافی تھیں۔۔۔ بہر حال صبح فجر کی نماز کے لیے اُٹھے۔۔ نماز مسجد میں پڑی۔۔۔ حجرے واپس آکر ناشتہ

کیا۔۔ناشتے کے بعد میں نے مجاہدین کے پاس جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔۔میں نے کہا کہ اب مجھے ان سے ملوادیں۔۔۔مولانا صاحب نے کہا اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ایک اور دن یہاں گزار لیں۔۔۔میں نے کہا بہت شکریہ۔۔۔وہ مجھے مرکز کی طرف لے جانے لگے۔۔مرکز انکے گھر سے چند منٹ کے فاصلے پر تھا۔۔۔مرکز پہنچا تو مجھے عجیب لگا میں نے سوچا تھا کہ یہ بھی تبلیغی مراکز کی طرح بہت بڑے ہونگے۔۔۔مگر یہ تو بمشکل دس مرلے تھا۔۔ایک بڑا کمرہ ایک سٹور۔۔ایک ایک غسل خانہ اور لیٹرین ۔۔۔مرکز میں انٹر ہوتے ہی پہلی نظر عمر میدانی نامی ایک لڑکے پر پڑی۔۔صبح کا ٹائم تھا ۔۔شائید وہ چائے کے پیالے صاف کر رہا تھا۔۔۔کمرے میں داخل ہوا تو وہاں زمین تین، چار مجاہدین بیٹھے تھے۔۔۔جنکے نام یہ ہے۔خطاب، قیوم انتظار، اور باقی دو یاد نہیں کے کون تھے۔۔انکے ساتھ بیٹھنا ہوا۔۔انہوں نے امیر صاحب شاہ محمود فاروقی کو مخابرے کے زریعے بتایا کے مرکز آجائیں ۔۔ انکا گھر مرکز کے ساتھ ہی تھا ۔۔۔مرکز پہنچے سلام، دعاء کا بعد انہوں نے مجھے اپنی تنظیم میں لے لیا۔تنظیم السید کاروان کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔۔۔امیر صاحب واپس گھر گئے۔۔قیوم جو بعد میں میرا اچھا دوست بن گیا۔۔۔اس نے میرے لیے ایک تخلص پسند کیا۔۔۔میں اپنی دفاع کے لیے وہ نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ اکثر میں نے وہ نام استعمال کیا ہے جس سے مجھے آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔۔۔وہ تخلص مجھے پسند آیا۔۔۔اور پھر مجھے اسی نام کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔۔۔یہ تنظیم افغان جہاد سے وابستہ تھی۔۔اکثر پاکستانی مجاہدین کے ساتھ بھی انکی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔۔۔میرانشاہ بازار میں پنجابی مجاہدین سے بھی انکے اچھے تعلقات تھے۔۔۔اکثر ہمارے مرکز ازبک و پنجابی مجاہدین بھی آتے تھے۔۔۔ہماری امیر صاحب کے بڑے بھائی کا نام شہید نور محمد حقانی رحمہ اللہ ہیں۔۔۔کہا جاتا تھا کہ پہلی بار اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو پاکستان لانے والی بھی آپ ہی تھے ۔۔۔آپ پر تین ڈرون حملے ہوئے۔۔مگر آپ اپنی جنگی چالوں کو استعمال کر کے وہاں سے نکل جاتے۔۔۔چند دن گزرنے کے بعد میں نے وہاں پاؤں جما لیے۔۔۔تین، چار دن بعد میں نے اپنے گھر والوں کو فون کر کے بتا دیا۔۔۔وہاں دوپہر تین، چار بجے کرکٹ کھیلتے وہاں سے واپسی کے بعد مرکز میں چائے پیتے۔۔۔صبح کا ناشتہ کبھی۔۔ چائے پراٹھ۔۔اور کبھی سوکی روٹی اور چائے۔۔پر دونوں حالت میں اللہ کے شکر گزار تھے۔۔۔اسی درمیان میں نے ایک کاروائی میں بھی حصہ لیا۔۔۔یہ چھوٹی موٹی کاروائی ایک کیمپ پر کی گئی۔۔جسکا راستہ میر علی بازار سے ٹل کی طرف جانے والی ایک سڑک سے بنتا ہے۔۔۔وہاں کسی (سکرواٹہ) نامی رہبر نے ہمیں تعاروض کروایا میں نیا تھا تو مجھے دفاع میں بٹھایا گیا۔۔۔رات 12 سے 5 ہم اس پہاڑ پر بیٹھے تھے۔۔۔ٹھنڈ سے برا حال تھا۔۔تعاروض کے بعد واپس لوٹے وہاں نماز پڑھی۔۔۔صبح کا کھانا کھانے کے بعد واپس مرکز پہنچے میں ایک ڈبل سیٹر میں پیچھے بیٹھا تھا۔۔کافی ساتھی بیٹھے تھے۔۔انکو میر علی میں چھوڑنے کے بعد جب ہمارے ساتھی نے کہا۔۔۔آگے آکر

بیٹھ جاؤ۔۔۔میں علاقے سے لطف اندوز ہونے کے لیے پیچھے ہی بیٹھا رہا۔۔۔اور تب پوری راستے میرا سر چکرایا رہا۔۔۔اور مرکز میں امیر صاحب کے سامنے یہ بات ہوئی تو باقی ساتھی ہنس رہے تھے۔۔۔اور میں نے بھی آئندہ کے لیے پیچھے اکیلے بیٹھنے سے توبہ کر لی۔۔۔وہاں ڈرون نے جینا حرام کر رکھا تھا۔۔۔ایک رات تین یا چار ڈرون پرواز کر رہے تھے۔۔۔جسکی وجہ سے ہمیں مرکز کو تالہ لگا کر۔۔امیر صاحب کے حجرے میں جانے پر مجبور ہوگئے۔۔۔رات کو مرکز کا پیرا ہوتا تھا۔۔۔عام الفاظ میں گشت یا چوکیداری۔۔۔ہر بھائی پر ایک ایک گھنٹہ آتا تھا۔۔۔یہ ایک گھنٹا پورے چوبیس گھنٹوں کے برابر لگتا۔۔۔اندھیری رات۔۔۔کبھی کبھار بارش۔۔۔کبھی کبھار اندھیرے میں اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔۔ایک لائیٹ بیٹری ہمارے ساتھ ہوتی تھی۔۔۔جس میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ چارج کم ہوتا۔۔۔میں نے اپنے لیے ایک چھوٹی سے بیٹری خرید لی۔۔۔جو میرے کافی کام آتی۔۔۔ہمارے مرکز سے افغانستان کے پہاڑ صاف دکھائی دیتے۔۔۔شمالی وزیرستان ایک تعارض سے واپس آتے وقت ہمارے سامنے فوج کا ایک بہت بڑا قافلہ آیا۔ ہمارے ساتھ تحریک طالبان پاکستان کے بھی دو مجاہدین تھے، ہماری 2 غواگی گاڑیاں اور ایک ڈبل سیٹر تھے اور ہم 40 تعداد میں مجاہدین تھے۔۔۔میں ڈبل سیٹر میں تھا۔ ہمارے ساتھ ہمارے نائب امیر تھے جنہیں قاری صاحب کے نام سے بلایا جاتا تھا۔۔۔سڑک کے ساتھ چڑھائی تھیں۔۔۔فوجی قافلہ بہت بڑا تھا۔۔۔کچھ مرتدین زمین پر بھی چل رہے تھے۔۔۔ہم نے ڈبل سیٹر اور ایک غواگئ کو سڑک سے نیچے اتروا کر چرھائی کی طرف کر دی۔۔۔تب اگر فوجی کوئی حرکت کرتے تو وہ بلکل ہمارے نشانے پر تھے۔۔۔ہم چونکہ تعارض سے واپس آئے تھے۔۔۔تو ہمارے ساتھ اسلحہ کم تھا۔۔۔ہماری ایک غواگئ گاڑی جس میں ہمارے داوڑ مجاہدین کے امیر متقی بیٹھے تھے۔۔۔ہم سڑک سے سہی جگہ اترے۔۔۔متقی امیر ساحب کی گاڑی پیچھے تھیں۔۔۔تب تک اس سہی جگہ پر فوجی قافلہ پہنچ گیا۔۔۔امیر صاحب کو گاڑی سڑک سے اترنے کو کہا۔۔۔پر متقی نے انکار کر دیا۔۔۔انکار پر فوجیو نے اس پر دور سے اسلحہ تھما دیا۔۔۔ہم جس جگہ سے تماشہ کر رہے تھے وہ ایک بہترین کمین گاہ تھیں۔۔۔وہاں سے ہم فوجیوں کی بینڈ بجا سکتے تھے۔۔۔مگر اسلحے کی کمی تھی۔۔۔متقی امیر صاحب غلط راستے سے نیچے اترے۔۔۔ہم تک پہنچے تو بہت غصہ تھے۔۔۔فوجی قافلہ بہت بڑا تھا۔۔۔باقی امراء نے ہمیں اس جگہ سے ہٹنے کا کہا۔۔۔یوں ایک خطرناک جھڑپ سے بچ گئے۔۔۔بڑا خوبصورت منظر۔۔۔میں نے وہاں تقریباً 31 دن گزارے۔۔۔مجھے دشمن کے خلاف کسی بھی معرکے میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا ۔۔۔جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔۔۔ان 31 دنوں کے ساتھ میرے بہت یادگار لمحے جوڑے ہوئے ہیں۔۔۔جو میں نے یہاں بیان نہیں کیے۔۔۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قتال پر جانے کی توفیق عطاء فرمائیں۔آمین یارب العالمین

معرکہ ایمان و مادیت

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سورۃ کہف سے میرا تعارف

جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے، ان میں سورہ کہف بھی شامل ہے، حدیث نبوی ﷺ کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس میں سورہ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی وحقائق اور ایسی تنبیہیں ہیں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنہ سے بچاسکتی ہیں، جس سے رسول اللہ ﷺ نے خود بار بار پناہ مانگی ہے، اور اپنی امت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ" مابین خلق ا دم الیٰ قیام الساعة امر اکبر من الدجال" آدمؑ کی پیدائش سے قیام قیامت تک دجال سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہے۔

میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے (جو کتاب اللہ اور اس کے اسرار وعلوم سے سب سے زیادہ واقف تھے) قرآن کی ساری سورتوں میں آخر اسی سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟

عہد آخر کے فتنوں سے سورہ کہف کا تعلق

مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کیلئے بیتاب ہے، میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے،، اور اس حفاظت اور بچاؤ کا جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، سورہ سے کیا معنوی تعلق ہے؟

قرآن مجید میں چھوٹی بڑی (قصار مفصل اور طوال مفصل) ہر طرح کی سورتیں موجود تھیں کیا وجہ ہے کہ ان سب کو چھوڑ کر اس سورہ کا انتخاب کیا گیا اور یہ زبردست خاصیت صرف اسی سورہ میں رکھی گئی۔

مجملاً مجھے اس کا یقین ہوگیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضرور ایسی منفرد سورہ ہے جس میں عہد آخر کے ان تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہوگا، اس میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا توڑ کرسکتا ہے، اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفایاب کر سکتا ہے، اور اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کرلے اور اس کے معانی کو اپنے جان ودل میں اتارلے (جس کا راستہ اس سورہ کا حفظ اور کثرت تلاوت ہے) تو وہ اس عظیم اور قیامت خیز فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جال میں ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اس سورہ میں ایسی رہنمائی، واضح اشارے بلکہ ایسی مثالیں اور تصویریں موجود ہیں جو ہر عہد میں اور ہر جگہ دجال نامزد کرسکتی ہیں، اور اس بنیاد سے آگاہ کرسکتی ہے، جس پر اس کا فتنہ اور اس کی دعوت وتحریک قائم ہے، مزید برآں یہ کہ یہ سورہ ذہن ودماغ کو اس فتنہ کے مقابلہ کیلئے تیار کرتی ہے، اور اس کے خلاف بغاوت پر اکساتی ہے، اس میں ایک ایسی روح اور اسپرٹ ہے، جو دجالیت اور اس کے علمبرداروں کی طرز فکر اور طریقہ زندگی کی بڑی وضاحت اور قوت کیساتھ نفی کرتی ہے اور اس پر سخت ضرب لگاتی ہے۔

سورۃ کا صرف ایک موضوع ہے

اجمالی طور پر اس ذہن وخیال کو لے کر میں اس سورہ کی طرف اس طرح متوجہ ہوا، جیسے وہ میرے لئے بالکل نئی ہے۔ میں یہ چراغ (یعنی اس سورہ کے متعلق میرے ابتدائی ذہنی نقوش) لے کر اس کے مضامین ومشتملات کی جستجو میں نکل پڑا، اس وقت میں نے محسوس کیا کہ وہ معانی وحقائق کا ایک نیا عالم ہے جس سے میں اب تک ناآشنا تھا، میں نے دیکھا کہ پوری سورہ صرف ایک موضوع پر مشتمل ہے جس کو میں ''ایمان ومادیت کی کشمکش'' یا ''غیبی قوت اور عالم اسباب'' سے تعبیر کرسکتا ہوں، اس میں جتنے اشارے، حکایات وواقعات اور مواعظ اور تمثیلیں گزری ہیں، وہ سب انہیں معانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں کبھی کھل کر، کبھی درپردہ۔

مجھے اس نئی دریافت یا نئی فتح سے بڑی مسرت حاصل ہوئی، رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نیا پہلو میرے سامنے آیا، مجھے اس کا اندازہ نہ تھا کہ یہ کتاب جو چھٹی صدی عیسوی میں (یعنی آج سے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پہلے) نازل ہوئی اس دجالی تمدن وتہذیب کی (جو ستر ہوئیں صدی عیسوی میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی اور بیسویں صدی میں پک کر تیار ہوئی) نیز اس کے نقطۂ عروج اور اختتام اور اس کی رہبر اعظم کی (جس کو نبوت کی زبان میں ''دجال'' کہا گیا ہے) ایسی سچی اور بولتی ہوئی تصویر انسانوں کے سامنے پیش کردے گی۔

آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل جب میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں استاذ تفسیر تھا یہ مضامین ومعانی ایک مقالہ کی شکل میں میرے قلم سے نکلے اور رسالہ ''ترجمان القرآن''، میں شائع ہوئے جو اس زمانہ میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ادارت میں حیدرآباد سے نکلتا تھا، اسی زمانہ میں مجھے مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کے یہاں جو اس وقت جامعہ عثمانیہ میں شعبہ دینیات کے صدر تھے قیام کا موقع ملا، یہ ۱۳۶۶ء کی بات ہے، میرا ہر رات کو مولانا سے علمی مذاکرہ ہوتا، انہوں نے ذکر کیا کہ یہ مختصر مضمون ان کی نظر

سے گزرا ہے، ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ خود اس موضوع پر (حسب معمول) بہت تفصیل کے ساتھ لکھ رہے ہیں، اور اس کو اشاعت کیلئے ''الفرقان'' میں بھیجیں گے، مولانا کے انتقال کے موقع پر جب ''الفرقان'' کا ضخیم نمبر شائع ہوا تو یہ طویل مقالہ پورا اس میں شامل تھا۔

اس مقالہ نے جو اتنے زمانہ کے بعد شائع ہوا اس سورہ پر دوبارہ غور کرنے اور کچھ لکھنے کی تحریک پیدا کردی، اور یہ خیال ہوا کہ اس عظیم اور اہم سورہ کا اعہد آخر کے فتنوں، تحریکوں، دعوتوں، فلسفوں اور فکری رجحانات اور خاص طور پر دجالی فتنہ سے جو تعلق ہے اس پر روشنی ڈالی جائے اور اس کے اندر جو عبرتیں، اسباق، نشانیاں اور علامات پوشیدہ ہے ان کی طرف توجہ دلائی جائے چنانچہ اس سلسلہ میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا میں نے اس کو قلمبند کرنا شروع کیا، مولانا گیلانی (جن کی باقاعدہ شاگردی کی سعادت سے میں محروم رہا لیکن اس کو اپنے اساتذہ وشیوخ میں سمجھ رہا، اور وہ بھی ہمیشہ مجھے ایک عزیز بھائی سمجھتے رہے اور بہت شفقت وتعلق لا معاملہ فرماتے رہے) کے اس مقالہ میں نکات علمی، بلیغ اشارات اور لطائف قرآنیہ کا جو قیمتی ذخیرہ تھا، اس سے مجھے بڑی مدد ملی، اس سورہ کے بارے میں جو کچھ آگے آئے گا وہ مفسرین کے مخصوص طریقہ پر نہیں لکھا گیا ہے بلکہ تأثرات اور واردات کا مرقع اور سورۂ کہف کا ایک عمومی اور اصولی جائزہ ہے۔

دجال کی شخصیت کی کلید

دجال کی شخصیت کی وہ کلید جس سے اس کے سارے بند قفل کھل جاتے ہیں اور اس کی گہرائیاں بھی سطح آب پر آجاتی ہیں اور جو اس کو شر وفساد اور کفر والحاد کے دوسرے تمام علمبرداروں میں نمایاں کرتی ہے وہ یہی ''دجال'' کا مخصوص لقب اور وصف ہے جو اس کی پہچان اور علامت بن گیا ہے، دجل اور دجالیت ایسا محور ہے جس کے گرد اس کی پوری شخصیت اور اس کے تمام پروگرام، مظاہرے، سرگرمیاں اعمال گردش کررہے ہیں اور کے ہر فعل پر اس کا سایہ ہے۔

عہد حاضر کی مادی تہذیب کا بھی سب سے بڑا حربہ یہی ملمع سازی اور فریب کاری ہے، اور اس کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس نے کسی چیز کو اس کے اثر سے آزاد نہیں چھوڑا، حقائق کچھ اور ہوتے ہیں، نام ان برعکس رکھے جاتے ہیں، اصطلاحات اور شکوہ الفاظ کا بکثرت رواج ہے، ظاہر وباطن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں آغاز وانجام، تمہید واختتام، علمی نظریات اور علمی تجربوں میں یکسانیت کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی جاتی، یہی حال ان فلسفوں اور نعروں کا ہے، جنہوں نے مذاہب کی جگہ لے لی ہے، اور انسانوں کے دل ودماغ کو مسحور کررکھا ہے، اس کے زعماء کے اقوال وبیانات کے گرد تقدیس کا ایک ہالہ قائم کردیا گیا ہے، اور ان کی عقیدت ومحبت دل میں تہ نشین ہوچکی ہے، ان کے افکار وخیالات کی برتری وبالاتری اور عصمت وتقدس میں شبہ کرنا رجعت پسندی کی علامت، امر بدیہی اور محسوس ومشہور چیز کا انکار سمجھا جاتا ہے اور بڑے بڑے ذہین وذکی، اعلیٰ درجہ کے اہل علم اور غیر معمولی صلاحیت کے اہل فکر ونظر بھی اس معاملہ میں مغالطہ اور فریب نظر کا شکار ہیں، اور وہ بھی ان فلسفوں اور تحریکوں کے گن گانے لگے ہیں اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ہیں، وہ اس کے علمبرداروں اور لیڈروں کے جذبہ وخلاص اور صداقت کا امتحان لئے بغیر بڑے یقین وگرمجوشی کے ساتھ اس کے داعی بن چکے ہیں، اور اخلاقی جرأت کے ساتھ ان کی کامیابی اور ناکامی کا حساب لگائے بغیر اور ان نظریات کے نتیجہ میں انسانیت کے نفع ونقصان کا غیر جانبدارانہ اور صحیح جائزہ لئے بغیر اس کے ہمنوا اور ہم آواز ہیں، اور یہ دیکھنے کے روادار نہیں کہ ان تحریکوں کے نتیجہ حقیقی کامیابی اور فطری حقوق انسانیت کو حاصل ہوتے بھی ہیں، یا نہیں؟

یہ سب اسی دجل وفریب کا اثر اور سحر ہے جس میں ''دجال اکبر'' اپنے پیشرو چھوٹے دجالوں، فریب کاروں اور ملمع سازوں سے آگے ہوگا، خواہ وہ تاریخ کے کسی دور میں گزرے ہوں۔

یہ دجالی اور پرفریب روح اس تہذیب میں اس وجہ سے داخل ہوئی اور سرایت کرگئی کہ اس نے بھی نبوت، آخرت، غیب خالق کائنات اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان اور اس کی شریعت وتعلیمات کا بالکل مخالف رخ اختیار کیا جو اس ظاہری پر زیادہ سے زیادہ بھروسہ کیا اور صرف ان چیزوں سے دلچسپی رکھی جو انسان کو جسمانی لذت فوری منفعت اور ظاہری عروج وغلبہ سے ہمکنار کرسکیں، اور یہی وہ نقطہ ہے جس پر سورہ کہف میں سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، اور اس میں جتنے عبرت انگیز واقعات گزرے ہیں وہ اسی مرکزی نقطہ سے وابستہ ہیں، اور ایک لڑی میں پیوست ہیں۔

تہذیب وتمدن کی تشکیل اور انسانیت کی رہنمائی میں عیسائیت ویہودیت کا ملتا جلتا کردار

ہمیں افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا علان کرنا پڑے گا کہ عیسائیت (جس نے قرون مظلمہ کے بعد یورپ کی قیادت کی) اور جذبہ انتقام میں سرشار باغی یہودیت کا کردار (عقائد میں بنیادی اختلاف کے باوجود) بہت ملتا جلتا رہا ہے، اور یہ دونوں مذاہب تہذیب انسانی کا رخ ایسی مکمل اور انتہا پسندانہ مادیت کی طرف پھیرنے میں (جو انبیاء کی تعلیمات اور روحانیت سے بالکل آزاد ہو) اور انسانیت کے مستقبل پر اثر انداز ہونے میں برابر کے شریک کار اور ذمہ دار ہے، عیسائی اقوام نے جو کلیسا اور

یورپ کے بالا دستی سے آزاد ہوچکی تھیں ، اور جن کا رشتہ اصلی عیسائیت سے (جو صلح پسند اور توحید خالص کی داعی تھی) اگر منقطع نہیں ، تو کمزور ضرور ہوگیا تھا یہ تیز رو اور انتہا پسند انہ مادی رخ اختیار کیا ، اور بالآخر جدید علمی اکتشافات اور تباہ کن ایجادات کے نتیجہ میں پوری دنیا اور انسانیت ایک عظیم خطرہ سے دو چار ہے ، اور علم وجذبات ، عقل وضمیر اور صنعت واخلاق کے درمیان توازن اور ضروری تناسب یکسر مفقود ہو چکا ہے۔

عہد آخر میں یہودیوں نے (مختلف اسباب کی بنا پر جن میں بعض ان کے نسلی حصائص سے تعلق رکھتے ہیں ، بعض تعلیم وتربیت سے بعض سیاسی مقاصد اور قومی منصوبوں سے) علم وفن اور ایجادات واختراعات کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ، انہوں نے ایک طرح سے تہذیب جدید پر پورا کنٹرول کر لیا اور ادب وتعلیم ، سیاست وفلسفہ ، تجارت وصحافت اور قومی رہنمائی کے سارے وسائل انکے ہاتھ میں آ گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے مغربی تہذیب (جو مغربی ماحول میں پیدا ہوئی) کے ایک اہم ترین عنصر کی حیثیت حاصل کر لی ، جدید تغیرات کا جائزہ لینے سے ہمیں اندازہ ہوگا کہ بین الاقوامی یہودیت کا اثر ورسوخ مغربی معاشرہ میں کس قدر بڑھ چکا ہے ،، اب یہ تہذیب اپنے کام سرمایہ کا یئہ علوم وفن کے ساتھ اپنے منفی انجام کی طرف بڑھ رہی ہے ، اور تخریب وفساد اور تلبیس ودجل کے آخری نقطہ پر ہے ، اور یہ سب ان یہودیوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے ، جن کو اہل مغرب نے سر آنکھوں پر بٹھایا اور ان کے دوررس خفیہ مقاصد ، انتقامی طبیعت اور تخریبی مزاج سے غافل وبے پرواہ ہو کر ان کی جڑوں کو اپنے ملکوں میں خوب پھیلنے اور گہرا ہونے کا موقع دیا ، اور ان کیلئے ایسی سہولتیں اور مواقع فراہم کئے جو طویل صدیوں سے ان کے خواب وخیال میں بھی نہ آ سکے ہوں گے ، یہ انسانیت کا سب سے بڑا ابتلا ہے ، اور نہ صرف عربوں کیلئے (جو ان کو بھگت رہے ہیں ، اور نہ صرف اس محدود رقبہ کیلء جہاں موت وزیست کی یہ کشمکس بر پا ہے) بلکہ ساری دنیا کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

غالبًا ان ہی وجوہات کی بنا پر اس سورہ کا عیسائیت و یہودیت سے گہرا تعلق ہے ، بلکہ سورہ کا آغاز ہی عقیدہ عیسائیت کے ذکر سے ہو رہا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ أَنزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا۔ قَيِّماً لِّيُنذِرَ بَأْساً شَدِيداً مِن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً حَسَناً۔ مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَداً۔ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَداً۔ مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبا (سورة كهف ۱،۵)

ترجمہ: سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی (اور پیچیدگی) نہ رکھی ۔۱۔ بلکہ سیدھی (اور سلیس اتاری) تا کہ (لوگوں کو) سخت عذاب سے جو اس کی طرف سے آنے والا ہے ڈرائے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ اُن کیلئے (اُن کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی جنت ہے) ۔۲۔ جس میں وہ ابدالآباد رہیں گے ۔۳۔ اور اُن لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے (کسی کو) بیٹا بنا لیا ہے ۔۴۔ اُن کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اُن کے باپ دادا ہی کو تھا (یہ) بڑی سخت بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں کہ) جو کچھ یہ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے۔

اس تہذیب کی جو عیسائیت کی گود میں پلی اور بڑھی اور اس کی سرپرستی میں پروان چڑھی ، دوسری پہچان یا خصوصیت اس محدود وفانی زندگی سے حد سے بڑھا ہوا تعلق ، اس کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ اور طویل بنانے کا شوق ، اس کی عظمت میں غلو ومبالغہ اور اس کے سوا تمام اخلاق قدروں ، عظمتوں اور نعمتوں کی نفی ، اور مادی اسباب ووسائل اور ذخائر پر قبضہ واقتدار پر انحصار اور اس میں مکمل انہاک اور استغراق ہے ، یہ نقطہ ہے ، جہاں یہودیت اپنی ساری عیسائیت دشمنی اور رقابت کے باوجود اس کے ساتھ آ کر شریک ہوگئی ہے۔

جاری ہے

جہاد تمہاری زندگی ہے، جہاد تمہاری عزت ہے۔۔۔۔۔۔ اور جہاد نہ رہا تو تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔۔۔۔۔۔ اے دین کی طرف دعوت دینے والو!۔۔۔۔۔۔ سن لو کہ اس آسمان کے نیچے تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جب تک کہ تم اسلحہ سے آراستہ نہ ہو جاؤ اور طغوانیت ، کفار اور ظالمین کو کچل کر نہ رکھ دو۔۔۔۔۔۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا مبارک دین جہاد وقتال کے بغیر ہی قائم ہو جائے گا ، نہ کوئی خون بہے گا ، نہ لاشیں گریں گی ، یقینا انہیں وہم ہوا ہے اور وہ اس دین کی فطرت سے ناواقف ہیں ، اس کے مزاج کو نہیں سمجھتے ، اسلام کی شان و شوکت ، دشمنوں پر داعیان اسلام کی ہیبت اور امت مسلمہ کی عزت ہرگز قتال کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی۔

شیخ عبداللہ عزام شہید

حزب اللہ یا حزب الشیطان

ابوخذیفہ

جب امت مسلمہ میں گمراہی پھیلی اور وہ پستی کا شکار ہوئی تو اس گمراہی اور پستی کی جہاں مختلف وجوہات دیکھنے میں آئیں تو ان میں ایک بڑی وجہ گروپی تقسیم اور مختلف مکاتب فکر کی تقسیم بھی تھی امت مختلف گروپوں میں تقسیم ہوگئی اور ہر گروہ نے اس بات کا دعوہ کیا کہ وہی صرف حق پر قائم ہے اور باقی گروہ اور افراد امت سے خارج ہیں اور ہر گروہ نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کیا کہ جماعت حق ہماری ہی جماعت ہے اور ہماری جماعت اور ہم لوگ ہی صرف جنت میں جانے کا حق رکھتے ہیں۔

ان میں اکثر جماعتیں اور گروہ دو فرقوں کی روش پر چلیں پہلی خوارج کی روش اور دوسری مرجیہ کی روش پر، جو گروہ خوارج کی روش پر چلے انہوں نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کی بھی تکفیر کی اور جس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا انہوں نے ان لوگوں کو امت مسلمہ سے خارج کر دیا اور دوسرا جس نے بھی ان کی فکر اور ان کے گروہ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ان کو بھی انہوں نے امت مسلمہ اور نجات پانے والی جماعت سے خارج کر دیا۔ ان تکفیری فرقوں میں ایک فرقہ جماعت المسلمین کی نام سے بنی جس بنیاد پاکستان میں مسعود احمد نامی شخص جو کہ اپنے نام کے ساتھ مسعود احمد بی ایس سی لگا تا نے رکھی اور یہ طاغوت کا غلام یعنی کہ گورنمنٹ آف پاکستان کا غلام امیر المؤمنین بن بیٹھا اور یہ دعوہ کیا کہ جو شخص میری بیعت کرے گا میرے گروہ میں شمولیت اختیار نہیں کریگا وہ اسلام سے خارج ہے چاہیے وہ امام کعبہ ہی کیوں نہ ہو اور اس طاغوت کے غلام نے پوری امت کی تکفیر کرنے کے بعد اپنے گروہ کو گورنمنٹ آج پاکستان سے رجسٹرڈ کروایا اور رجسٹرڈ جماعت المسلمین بنائی آج کل اس جماعت کے امیر المؤمنین اشتیاق احمد صاحب ہیں کیونکہ مسعود احمد صاحب فوت ہوگئے ہیں۔

دوسرا گروہ مرجیہ کا گروہ تھا جنھوں نے شرک اکبر اور کفر اکبر کے مرتکب کی بھی تکفیر نہیں کی اور امت میں اس فکر کو پھیلایا کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا صرف زبان سے اقرار کر لیا وہ مسلمان ہے چاہیے وہ اسلام کئے تمام ارکان کا عملی تارک ہو لیکن وہ زبان سے تو تسلیم کرتا ہے نماز کو زبان سے تسلیم کرتا ہے ادا نہیں کرتا تو کوئی بات نہیں زکواۃ کو زبان سے تسلیم کرتا ہے ادا نہیں کرتا تو کوئی بات نہیں عرض کہ علمی طور پر لا الہ الا اللہ کا انکار بھی کر دے تو کوئی ات نہیں زبان سے تو تسلیم کرتا ہے، بے شک یہ مسلمان اللہ کے تمام حقوق میں اللہ کی مخلوق کو شریک کر لے غیر اللہ کو سجدہ کر لے غیر اللہ کی عبادت کر لے غیر اللہ کے لئے قربانی کر لے غیر اللہ کو یہ اختیار بھی دے دے کہ دین سازی کا اختیار بھی اس کے پاس ہے اللہ کے دین کے مقابلے میں غیر اللہ دین سازی کر لے اور غیر اللہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ اللہ کے حلال کو حرام ٹھہرائے اور اللہ کے حرام کو حلال پھر بھی یہ مسلمان اس کی اتباع کرے گا اور اس کے دین کو اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ اس مسلمان نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا جو زبان سے اقرار کیا ہوا ہے، اس فکر کو پھیلانے میں سب سے زیادہ علمائے سو جو کہ علماء کے بھیس میں شیطان کے ایجنٹ تھے ان سب نے بہت کردار ادا کیا اور اللہ کے دین کو اور اللہ کی مخلوق کو بہت زیادہ نقصان دیا اور ابلیس کے دین کو غالب کرنے کیلئے بہت کردار ادا کیا کیونکہ یہ خود بھی دین ابلیس پر تھے اس سے ان کو خواہش تھی کہ تمام مخلوق ہماری طرح ابلیس کے بندے بن جائے جس طرح ابلیس نے یہ دعوہ کیا تھا کہ میں آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کروں گا اور ان کو اللہ کے راستے سے ہٹاوں گا تو اللہ نے یہ جواب دیا تھا جو بھی تیری پیروی کرے گا اس کو میں تیرے ساتھ جہنم میں جلاوں گا یعنی سزا دوں گا۔

دوسرا شرک اکبر جس میں انہوں نے مسلمانوں کو مبتلا کیا وہ یہ تھا کہ ابلیس کی جماعت کے ذریعے ان لوگوں نے اللہ کی زمین کو مختلف حصوں میں ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور زمین کے ہر حصے ٹکڑے کے رہنے والوں الگ الگ شناخت دی گئی اور ان شناخت کے ساتھ ساتھ ان کا دین بھی الگ الگ بنا دیا گیا جو کہ علمائے سو یعنی ابلیس کے چیلوں کے ذریعے امت محمد ﷺ تک پہنچا دیا گیا اور اس ابلیس کے دین کو آئین کا نام دیا گیا اور ہر علاقے کے مسلمانوں کو اس دین ابلیس کی اطاعت کرنا لازمی قرار دیا گیا اگر کسی نے یہ کہا کہ میرا دین تو اسلام ہے وہ اسلام جو کہ نبی ﷺ لائے تھے جو دین محمد ﷺ پر نازل ہوا تو ان علمائے سو یعنی ابلیس کے چیلوں نے اس کو باغی اور دہشت گرد کا لقب دیا اور کہا کہ ہمارے دین کے مطابق یہ ہماری ملت یعنی ملت ابلیس سے خارج ہے کہ ہمارے طے ہوئی سرحدوں کا احترام نہیں کرتا یہ ہمارے مولا و آقا یعنی ابلیس کے بنائے ہوئے آئین اور اس کے معاونین کا احترام نہیں کرتا، یہ دہشت گرد اس لئے ہیں کہ یہ ہمارے الہ یعنی کہ ابلیس جس نے سود کو حلال قرار دیا ہے اس حلال نہیں مانتا، یہ دہشت گرد زنا کی ٹریننگ دینے والے اداروں کا احترام نہیں کرتا یعنی فلم انڈسٹری جن کو ابلیس اور اس کے چیلوں نے حلال قرار دیا ہے یہ دہشت گرد اس کو حلال نہیں مانتا۔ اس دہشت گرد کا اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ یہ اپنی بیٹی، بہن اور بیوی کو برہنہ کر کے بازار میں نہیں لاتا یہ جس طرح ہم اپنی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کو برہنہ کر کے بازاروں اور گلیوں کی رونق کی دوبالا کرتے ہیں اور لوگوں اور نوجوانوں کو ان ڈیمانڈ کے بغیر زنا کا موقعہ دیتے ہیں۔

کیا دہشت گردوں کو یہ حق حاصل ہے کہ یہ اس زمین پر رہ سکیں ان کو تو یہ حق ہی حاصل نہیں اس لئے کہ ان دہشت گردوں کو ہم اور ہمارے حواری بارود سے بموں سے اور ڈرون طیاروں کے ذریعے زمین کی پست سے ختم کر رہے ہیں، کیونکہ صرف ہمارے آقا مولا ابلیس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا دین اس زمین پر نافذ کرے۔

آج اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ محمد ﷺ کا لایا ہوا دین اس زمین پر نافذ ہو تو اس کو سب سے پہلے منافقین کے اس گروہ کا مقابلہ کرنا پڑے گا جس گروہ کا الہ ابلیس ہے کیونکہ کافر کا کفر تو سب پر واضح ہے کافر تو اپنے دین سے پہچانا جاتا ہے لیکن ان منافقوں نے اللہ کے دین کا انتہائی نقصان کیا ہے اور اب ان منافقوں کا نفاق کھل کر سامنے آگیا ہے اور ان کے اس نفاق نے ان کو مرتدین کی لسٹ میں شامل کر دیا گیا

بقیہ صفحہ ۴۰ پر

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے عہد کی سیاسی تاریخ

واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب کی ولادت باسعادت بنی اُمیہ کے اس عہد میں ہوئی تھی، جب سارا عالم اسلام ان کے خونچکاں مظالم سے تھرّا رہا تھا، دنیا کے ان متوالوں سے وہ سب کچھ سرزد ہو چکا تھا جس کی نظیر اسلام ہی کیا شاید تاریخ عالم میں موجود نہیں۔ فرات کے ساحل پر اپنے رسول (ﷺ) کے نواسے اور ان کے خاندان کے پیاسے شہیدوں کے بہتے ہوئے لہو سے یہ اپنی حرص و آزادی کی پیاس بجھا چکے تھے۔ رسولؐ کا منوّر پاک شہر حرّہ کے واقعہ میں لوٹا جا چکا تھا اور اس بُری طرح لوٹا جا چکا تھا کہ جان و مال ہی نہیں بلکہ عصمتانِ حرم کی آبرو و ناموس تک کی پروا نہیں کی گئی۔ رسولؐ کی مسجد میں سعید ابن المسیب کی سوا ایک زمانے تک نماز پڑھنے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ اللہ کا گھر کعبہ تک بھی دنیا طلبی کی اس بھٹی کی چنگاریوں سے نذرِ آتش ہو چکا تھا جو اس خاندان کے سینوں میں جل رہی تھی۔ خلافت اسلامی کے پہلے خلیفہ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیت اللہ کی چوکھٹ پر اُن ہی کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپ چکے تھے۔ ''ظالم الامتہ'' حجاج کی بے پناہ تلوار لاکھوں مسلمانوں کی گردنیں معمولی معمولی باتوں میں اُڑا چکی تھی، جن میں صحابہ کی اولاد اور جلیل القدر تابعین بھی شامل تھے۔

الغرض بنی امیہ اور ان کے سنگ دل سیاہ سینہ ولاۃ (گورنروں) کی بدتمیزیوں کیا اس بے پناہ طوفان نے ایک ایسا دہشت ناک مہیب منظر دنیائے اسلام میں قائم کر دی تھا کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر دم بخود تھا، منکرات دیکھے جا رہے تھے۔ لیکن ہاتھ سے روکنے کی جرأت کسی کو کیا ہوتی، بڑے بڑوں کی زبانیں خاموش تھیں۔ یزید، ابن زیاد، اور حجاج جیسے رسوا زمانہ ہی نہیں بلکہ جو اُن میں نیکی اور حلم و بردباری میں شہرت رکھتے تھے، اُن کے درباروں میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ممتاز صحابیوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا تھا، اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان (جو اپنی مذہبی زندگی میں خاص امتیاز رکھتا تھا) کے پاس بوڑھے اور نابینا صحابیؓ مدینہ طیبہ سے چل کر دمشق صرف اس لئے آتے ہیں کہ واقعہ حرّہ کے بعد انتقاماً مدینہ منورّہ والوں پر ظلم توڑے جا رہے تھے، ان کو بند کرنے کی درخواست کریں۔ اس وقت رسول اللہ کے پڑوسیوں پر زندگی کے تمام ذرائع بند کر دئے گئے تھے۔ ہر شخص گویا اپنی گھر میں قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہا تھا۔ رسول ﷺ کے صحابی اس پر رحم کی سفارش لے کر آتے ہیں اور خلیفہ عبدالملک سے کہتے ہے۔

''امیر المومنین! مدینہ منورّہ جس حال میں ہے۔ وہ 'طیبۃ'' (یعنی پاک شہر) ہے، یہ نام رسول ﷺ نے اس کا رکھا ہے، اس کے باشندے آج کل قیدیوں کی طرح محصور ہیں، امیر المومنین کو اگر صلہ رحمی کا خیال ہو اور ان کے حق کو وہ پہچانیں تو ایسا کرنا چاہئے۔''

پیغمبر کے ایک صحابی پیغمبر کے شہر کے بے قصور باشندوں، بچوں اور عورتوں پر رحم کی درخواست پیش کرتے ہیں لیکن بجائے سمجھنے کے عبدالملک کے سینہ میں غصّہ کی آگ بھڑکنے لگی۔ چہرہ سرخ ہو گیا، حضرت چونکہ نابینا تھے اس لئے ان کو اس کی ناراضی کا پتہ نہ چلا۔ آپ بار بار اسی بات کو دُہرا رہے تھے۔ قریب تھا کہ ان کے ساتھ بھی کوئی سخت واقعہ پیش آئے لیکن اتفاق سے دربار میں ان کے ایک شاگرد قبیصہ موجود تھے انہوں نے حضرت کو خاموش کیا ہاتھ پکڑ کر حضرت کا باہر نکا آئے اور حضرت کو سمجھانے لگے کہ (یا أبا عبدالله ان هولأ القوم صاروا موکأ) حضرت یہ وگ (بنی امیہ) اب بادشاہ بن گئے ہیں (ابن سعد)

مطلب یہ تھا کہ آپ کیا ابھی تک ان لوگوں کو واقعی مسلمانوں کا امیر اور خلیفہ سمجھ رہے ہیں یہ اپنے کو اب رسول ﷺ کا جانشین نہیں سمجھتے، بلکہ گذشتہ رومی اور ایرانی سلاطین کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے اپنے کو بادشاہ بنا لیا ہے۔ قبیصہ پر عبدالملک چونکہ بہت بھروسہ کرتا تھا اور یہ بات مشہور تھی، اس لئے حضرت جابر نے یہ سن کر قبیصہ سے فرمایا:

مگر تم کو کوئی عذر کا موقع حاصل نہیں ہے، کیوں کہ تمھارا صاحب تمھاری بات تو سنتا ہے۔''

اس پر قبیصہ نے جو بات کہی، اس سے ان خلفأ کے طرز عمل کی کیسی اچھی تشریح ہوتی ہے۔

انھوں نے کہا:

حضرت! وہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا ہے، جو بات منشأ اور مرضی کے مطابق ہوتی ہے بس اسی کو سنتا ہے۔'' (ابن سعد)

مروانی خاندان کے پہلے خیفہ کا یہ حال تھا۔ اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بعد کے خلفأ جنھوں نے سلطنت ہی کے گود میں آنکھیں کھولی تھیں، ملوکیت میں ان کا رنگ کتنا گہرا ہوتا چلا گیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابل رحم حالت کوفہ یعنی امام صاحب کئی مولد کی تھی کہ اس شہر میں مدّت تک ابن زیاد اور اس کے حجاج کی تلوار اپنے نیام سے باہر ہو کر بے کسوں اور مظلوموں کے سر پر مسلسل بیس سال تک انتہائی بے دردی کے ساتھ چمکتی رہی۔ کوفہ والے کس حال میں تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے استاذ کے استاذ حضرت ابرھیم نخعیؒ کو جب حجاج کی موت کی خبر پہونچی تو وہ سجدہ میں گر گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے انکھوں سے مسلسل خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ زمانہ تھا جب ''لوہے کی عصا'' سے ایسی حکومت قائم کی گئی تھی جس میں زبان سے کسی اصلاحی لفظ نکالنا اپنے خون سے کھیلنا تھا اور اسی لئے بڑے

بڑوں کے پاس استقلال اپنی جگہ سے ہل چکے تھے بجائے کھڑے ہونے کے وہ بیٹھنے کو ترجیح دے چکے تھے۔ خواجہ حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، ابرھیم نخعیؒ، شعبیؒ جیسے ائمہ عزام کیلئے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔ (جس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے) یہ واقعہ ہے کہ اس کا خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ حکومت کی قہرمانیت واستبداد کے اگر یہی لیل ونہار رہے تو آئندہ نسلوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ جس کی قرآنی تعلیم اور حضرت محمد ﷺ وخلفاء راشدین کے طرز عمل نے مسلمانوں میں پرورش کی تھی ہمیشہ کیلئے بجھ کر رہ جائے گا جس کا آخری مآل اس کے سواء اور کیا ہو سکتا تھا کہ نبوت نے جو اسلامی نظام قائم کیا تھا، حرص وہوا کے ان غلام بادشاہوں اور ان کے اعمال واحکام کے ہاتھوں بتدریج مسخ ہوتے ہوتے درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

غالباً حضرت امام رحمہ اللہ اپنی عمر کے اٹھارویں سال میں تھے کہ اسلام کے متعلق وہی تجربہ جس کی شہادت تیرہ سو سال سے اسلامی مسلسل ادا کر رہی ہے، ظاہر ہو، یعنی اسلام کی کشتی جب کبھی نزاکت کے آخری گرداب میں اس طرح پھنسی ہے کہ دیکھنے والوں نے ہمیشہ کیلئے اس کے ڈوب جانے کی پیش گوئی کی تو اچانک کسی غیبی لطیفہ نے ظاہر ہو کر انا لہ لحافظون کی توثیق کرتے ہوئے ناامیدی کی ان مایوسانہ پیش قیاسیوں کو ہمیشہ جھٹلا کر رکھ دیا ہے۔ میرا یہ مقصد ہے کہ ٹھیک انہی دنوں میں جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا بن امیہ کے انہی مردہ لاشوں میں سے جنھوں نے خواہ ''سیاسی'' طور پر جس قسم کی زندگی کا ثبوت دیا ہو، لیکن اسلامی نقطہ نظر سے ان میں اکثر مردہ ہو چکے تھے اور اس حد تک مردہ ہو چکے تھے کہ انہی اموی خلفاء میں سے ایک نے اپنی ایک ناپاک کنیز کو بحالت جنابت عبا اور عمامہ پہنا کر مسجد میں امامت کے لئے بھیجا۔ اور بے چارے ناواقف مسلمانوں کو اسی بدمست وناپاک عورت کے پیچھے نماز پڑھنی پڑی۔ لیکن ''مخرج الحی من المیت'' کی عجیب شان ہے کہ انہی مردہ ضمیروں میں سے اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے خلیفہ کو اموی تخت کا وارث بنایا جس کی ایمان زندگی نے نئے سرے سے اسلامی نظام کے تمام شعبوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑا دی جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ امام صاحب کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا جس وقت عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی پہلی تقریر منبر پر پہنچ کر انہوں نے جو کی تھی اس کا سب سے اہم فقرہ یہ تھا کہ: لا طاعة لنا في معصية الله (ابن سعد) اللہ کی نافرمانی میں ہماری فرماں برداری نہ کرے۔

آزادی کا یہ پہلا منشور تھا جس کا بنی امیہ کے عہد میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی جانب سے پہلی دفعہ اعلان کیا گیا تمام ظالم گورنر جن کے حالات سے وہ بخوبی واقف تھے ایک ایک کر کے ہٹا دئے گئے ہر شخص کو حکم دیا گیا کہ اسلامی نظام میں جہاں جہاں جس کی قسم کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور پوری قوت سے کی جائے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ساری زبانیں جن پر تلوار کے تالیں چھڑائی گئی تھے کھل پڑے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر واظہار حق کے جذبہ کا جو چراغ قریب تھی؟ کہ بجھ جائے پھر سینوں میں روشن ہو گیا مشہور مدنی امام حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر کا مشہور تاریخی فقرہ: الیوم ینطق من کان لا ینطق اب وہ بولیں گے جو نہیں بول سکتے تھے (ابن سعد)

خلافت عمری کے اسی اعلان آزادی کا ترجمہ ہے۔ ایک طرف عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں لوگوں کو یہ آزادی میسر آئی، دوسری طرف ایک اور انقلاب کی ابتداء ان ہی کے زمانے سے شروع ہوئی وہ یہ کہ بنی امیہ کے غیر اسلامی زندگی کا ایک اثر عام لوگوں پر یہ بھی پڑا تھا کہ شرعی علوم یعنی قرآن وحدیث اور ان سے مسائل استنباط کرنے کا عام رجحان جسے فقہہ کہتے ہیں بتدریج کم ہوتا جاتا تھا۔ کیونکہ ہمیشہ علوم کی ترویج اور اشاعت میں ضرورت کو بہت زیادہ دخل ہوتا ہے، لوگوں میں اسلامی زندگی گزارنے کا جب شوق ہی مردہ ہو چلا تھا تو ظاہر ہے کہ اس کی ضرورت بھی کم ہو رہی تھی جیسا کہ خود امام صاحب کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ عام لوگوں کی توجہ شرعی علوم سے ہٹ کر شعر وشاعری ادب وغیرہ کی طرف مائل تھی۔ دینی علوم میں سب سے زیادہ اہمیت ان مسائل کو حاصل ہوگئی تھی جن پر فلسفیانہ رنگ غالب تھا۔ جسے اس زمانہ میں علم کلام کہتے تھے۔ گویا دین بھی ایک قسم کی ذہنی عیاشی کا ذریعہ بن گیا تھا۔ خود امام اعظم کا ابتدائی حال بھی یہی تھا جیسا کہ خود بیان کرتے ہیں:

''ابتداء میں میرا حال یہ تھا کہ میں کلام کو تمام علوم میں سب سے بہتر علم خیال کرتا تھا سمجھتا تھا کہ اس میں تو دین کی بنیاد سے گفتگو کی جاتی ہے۔''

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جس قسم کی فطری زکاوت وذہانت لے کر امام صاحب آئے تھے اس نے ان فلسفیانہ موشگافیوں میں آپ کی دلچسپی کو اتنا تیز کر دیا تھا کہ:

''کہ امام صاحب اپنے زمانے میں اس علم کے رئیس ہوگئے، لوگوں کی نگاہوں کے مرکز بن گئے'' (مناقب)

تعلیمی سوانح کو بیان فرماتے ہوئے امام صاحب خود اپنے کلامی شوق اظہار ان الفاظ میں کرتے تھے:

''میں دراصل ابتداء میں ایسا آدمی تھا جسے ''علم کلام'' میں مقابلہ ومجادلہ کا ذوق تھا، اس سلسلہ میں ایک زمانہ گزر گیا کہ اس کے پیچھے میری تگ ودو تھی، اسی فن میں لوگوں سے مقابلہ کرتا اور چیلنج دیتا''۔

جوانی کے اس شوق بے پرواہ میں آپ جب کوفہ کے میدان کو تنگ پاتے تو بصرہ تشریف لے جاتے۔ جو اس زمانے میں علم کلام کا سب سے بڑا دنگل تھا اور وہاں بڑے بڑے جغادریوں سے پنجہ آزمائی فرماتے۔ خود ہی بیان فرماتے ہیں:

''لڑائی جھگڑے کرنے والوں کی بڑی جماعت بصرہ میں رہتی تھی میں تقریباً بیس دفعہ بصرہ اسی عرض سے گیا اور وہاں کم وبیش سال بھر قیام کیا۔''

اس قسم کے بے معنی مباحث میں مسلمانوں کے الجھے رہنے سے چونکہ حکومت کا کچھ نہیں بگڑتا تھا، بلکہ طرح طرح کی فرقہ بندیوں کی اس سے بنیاد پڑتی تھی، جس سے ''فرق واحکم'' (پھوٹ ڈالوں اور حکومت کرو) کہ سیاسی نظریہ کی تکمیل ہوتی تھی اس لئے حکومت بھی اس قسم کے جھگڑوں میں بھی دخل نہیں دیتی تھی بلکہ ممکن ہے کہ حوصلہ افزائی کرتی ہو۔امام صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بصرہ اس زمانہ میں مختلف کلامی فرقوں کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔فرماتے ہیں:

''میں نے بصرہ خارجیوں کے مختلف فرقوں مثلاً اباضیہ اور صفریہ سے مقابلے کئے اور بھی مختلف حشوی طبقات سے مباحثے رہے''۔

ان فلسفیانہ خیالات والوں کا کیا حال تھا کہ شہادت بھی امام ہی زبانی سننا چاہئے۔اپنے ان ذہنی مباحث کو دینی رنگ دینے کیلئے ان لوگوں نے اس کا نام کلام رکھا تھا،لیکن ان کا جو حال تھا امام صاحب بیان فرماتے ہیں۔

''نہ ان کی صورتیں پرانے بزرگوں کی سی تھیں اور نہ ان کا طریقہ صالحین کا تھا میں دیکھتا تھا کہ ان کے دل سخت ہیں اور ان کے قلب بے حس ہیں۔ان لوگوں کو کتاب وسنت کے خلاف بات کہنے میں ذرا باک نہ تھا، نہ ان میں تقویٰ تھا نہ خدا ترسی۔'' (موفق)

مسلمانوں کا یہ میلان آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا، اگر چہ ابھی ملک قرآن وحدیث وفقہ کے جاننے والوں سے خالی نہیں ہوا تھا لیکن خدانخواستہ اگر بیچ میں یکا یک عمر بن عبدالعزیز کی حکومت قائم نہ ہو جاتی تو کون اندازہ کرسکتا ہے کہ کیا ہوتا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جس طرح اپنے پہلے خطبہ میں خلفاء کی اطاعت کی وہ نوعیت بیان کی تھی جو اوپر مذکور ہوئی اسی طرح انہوں نے پوری عزم اور کامل ارادے کے ساتھ اس کا بھی اعلان کیا:فلو کان کل بدعة یمیتها الله علی یدی و کل سنة یبعثها الله علی یدی ببعضة لحمی حتی یأتی اخر ذلك علی نفسی کان فی الله یسیرا ۔ابن سعد) ترجمہ: اگر حق تعالیٰ ہر بدعت کو میرے ہاتھوں سے مردہ کرے اور ہر سنت کو میرے ہاتھوں پر زندہ کرے اور اس راہ میں میرے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کام آئے یہاں تک کہ آخر میں میری جان کی نوبت آجائے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ بہت ہی معمولی قربانی ہوگی۔''

اس باب میں ان کے شغف کا یہ تھا کہ عالموں اور گورنروں کے جو فرامین پائیگاہ خلافت سے ان کے زمانے میں جاری ہوتے تھے ان کے متعلق مورخین کا بیان ہے:

فیہ رد مظلمة أو احیاء سنة أو اطفاء بدعة ادقم او تقدیر عطاء أو خیر حتی خرج من الدنیا ۔(ابن سعد) ترجمہ: ان میں یا تو کسی ظلم کا ازالہ ہوتا یا کسی سنت کے زندہ کرنے کا حکم یا کسی بدعت کو مٹانے کا فرمان یا کسی کا وظیفہ مقرر ہونا، یا کوئی نیکی کی بات (یہ اس وقت تک ہوتا رہا) جب تک وہ دنیا سے روانہ ہوئے۔''

ان ہی باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ طبائع کا رخ پلٹ گیا۔قرآن وسنت کی طرف سے جو رجحان گھٹ رہا تھا پھر اس میں نیا جوش اور نئی زندگی پیدا ہوگئی۔جہاں تک میرا خیال ہے امام صاحب پر بھی اس عام تحریک کا اثر پڑا خود فرماتے ہیں کہ:

''علم کلام کی انہیں دلچسپی میں میں مستغرق تھا کہ اچانک میرا خیال بدل گیا اور ایک مدت علم کلام کی بحثوں میں گزارنے کے بعد میں نے اپنے دل کو ٹٹولا اور سوچنا شروع کیا تو دل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب وتابعین جو گزر گئے ان لوگوں سے کوئی ایسی بات چھوٹی نہیں تھی جیسے ہم اب پانا چاہتے ہیں حالانکہ وہ ان چیزوں کے جاننے کی زیادہ قدرت رکھتے تھے ان امور کے زیادہ عالم تھے ان کے حقائق سے زیادہ واقف تھے لیکن اس قسم کے مسائل کے متعلق نہ انہوں نے جھگڑے کیے نہ مباحثے۔وہ ان باتوں میں کبھی منہمک ہی نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ان کے متعلق خاموشی اختیار کی۔البتہ وہ شرائع وقوانین فقہیہ کے ابواب میں غور وفکر کرتے تھے ان کے متعلق باتیں کرتے تھے باہم ان مسائل پر بیٹھ کر فکر تامل فرماتے تھے اور ان کے متعلق لوگوں کو ابارتے تھے لوگوں کو انہیں مسائل کی تعلیم دیتے تھے اور ان کی طرف بلاتے تھے صدر اول اسی حال میں گزرا جس میں سب سے پہلے اسلام لانے والے صحابہ اور ان کے تابعین گزرے۔''

بہر حال جہاں تک میرا خیال ہے امام صاحب کی نوجوان حساس فطرت عمر بن عبدالعزیز کے اصلاحی پیغام سے متاثر ہوئی اور اتنی متاثر کہ اب تک جو کچھ آپ نے کلام مباحث کا ذخیرہ اپنے دماغ میں جمع کیا تھا سب میں ایک دفع آگ لگادی فرماتے ہیں کہ:

''جب میں اہل کلام کے اس حال کا اندازہ جس کا میں ذکر کیا ہے تو جھگڑے رگڑے میں نے ترک کردئے اور کلام کے مسائل میں غور وفکر کرنے سے الگ ہوگیا اور سلف جس طریقے پر تھے اسی طرف واپس ہوگیا اور اسی راہ کو اختیار کرلیا جس وہ تھے''۔

ظاہر ہے کہ اس ''انقلابی قدم'' نے علمی کلام کے اس عالم کو اچانک پھر ایک عامی کی حیثیت میں پہنچا دیا کیونکہ اس وقت تک امام نے شرعی مسائل کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی تھی بلکہ ان مسائل سے اس درجے بے تعلق تھے کہ خود فرماتے ہیں:

''لوگوں نے ''ایلاء'' کے لفظ کا ذکر کیا۔امام صاحب نے اپنے ایک ساتھی سے پوچھا یہ ایلاء کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔''

لیکن ہمت بلندی تھی عمر اگر چہ زیادہ ہو چکی تھی مگر آپ نے اس کی پروا نہ کی اور ''جہل'' کا اعتراف کرکے اس زمانہ میں شرعی علوم کے مشہور امام حماد بن ابی سلیمان کے حلقۂ درس میں حاضر ہونے لگے، اور اب اس علم کا مذاق آپ اتنا مستولی ہوا کہ فرماتے ہیں: ''میں دس سال تک ان کے ساتھ رہا۔''

لوگوں کا بیان ہے کہ تجربہ سے اس کے بعد بھی امام نے اپنے کو اس فن میں

پختہ نہ پایا تو پھر رجوع ہو گئے، جیسا کہ انہیں کا بیان ہے:

''پھر میں ان سے اس وقت تک جدا نہیں ہوا جب تک ان کی وفات نہ ہوئی۔''

الغرض حضرت عمر بن عبد العزیز کے انقلابی عہد نے ایک طرف تو امام صاحب کو شرعی علوم کی طرف راغب کیا اور دوسری طرف اس کا بھی میدان ان ہی کی حکومت نے تیار کر دیا تھا کہ ہر جانے والا اپنے علم کی اشاعت کرے اور ''اسلامی نظام'' میں گذشتہ خلفاء بنی امیہ کی بدولت جو رخنے پیدا ہو گئے تھے انہیں بند کرے۔ واقعات و حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب پر ان دونوں تحریکوں کا کافی اثر پڑا تھا، علمی تحریک کے نتائج حاصل کرنے میں تو خدا نے انہیں پوری کامیابی عطا فرمائی۔ لیکن یکا یک پھر زمانے نے پلٹا کھایا اور جس علم کو لے کر امام صاحب چاہتے تھے کہ اصلاحی یا امر بالعروف و نہی عن المنکر کے میدان میں اتریں اور اپنا حوصلہ پورا کریں، زمانہ نے پھر اس کی راہوں پر کانٹے بچھا دئے۔ عمر بن عبد العزیز اپنی خلافت کے مختصر مدت (دو ڈھائی سال تقریباً) پوری کر کے اپنے خدا سے جا ملے اور ان کی جگہ جو شخص بنی امیہ کی گدی پر بیٹھا وہ عبد الملک کا بیٹا یزید تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اس نے جو فرمان نکالا وہ تاریخوں میں درج ہیں اس کے چند فقرے یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

اما بعد، واضح ہو کہ عمر بن عبد العزیز ایک فریب خوردہ شخص تھا تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اسے خوب دھوکہ میں ڈالا، اب جونہی میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے ایک لخت ان تمام طریقوں کو ترک کر دو جواب تک تم عمر کے عہد کے چیزوں متعلق جانتے تھے لوگوں کو پہلی حالت کی طرف واپس لٹا دو خواہ سرسبزی کا زمانہ یا خشک سالی کا، لوگ اسی پسند کرے یا نا پسند کرے جئیں یا مریں۔

اس کے بعد لوگوں کے حوصلوں پر جو اوس پڑی ہوگی اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ یزید کے بعد امام صاحب کے زمانے میں چھ خلفاء بنی امیہ میں ہوئے لیکن ان میں زیادہ تر اسی قسم کے لوگ جو بجائے عمر بن عبد العزیز کو اسوہ بنانے کے اپنے آبا و اجداد کے نمونوں پر حکومت کرتے تھے جنہوں نے نبوت کی راہ کو چھوڑ کر عجمی سلاطین کا طریقہ اختیار کر لیا تھا خود بھی یزید جو عمر بن عبد العزیز کے تخت پر بیٹھا اپنی آوارگیوں اور عیاشیوں میں اس حد کو پہنچا ہوا تھا جس کا تذکرہ سلامہ اور خبابہ کے حسن و عشق کے قصوں میں عام طور پر مشہور ہیں یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ سلامہ کی مردہ لاش تک کے ساتھ اس نے مجامعت کی۔

ایسی صورت میں حکومت کی جانب سے اصلاحی تحریکوں کے پھلنے پھولنے کا کیا موقع مل سکتا تھا؟ بلا جو اپنی رعایہ کے ساتھ اس حد تک ظلم کرنے پر آمادہ کہ ''وہ مریں یا جئیں لیکن حکومت اپنے مطالبات میں سے ایک رتی کے برابر بھی تخفیف نہیں کر سکتی''۔ اسی کیا امید ہو سکتی تھی کہ وہ نظام شریعت کے احیاء لوگوں کی امداد کریگا۔

لیکن اخلاص کے ساتھ جس تحریک کی بنیاد ڈالی جاتی ہے قدرت اس کو بالآخر ناکام ہونے نہیں دیتی عمر بن عبد العزیز تو ایک نرسنگھا پھونک کر چلے گئے اور ان کے بعد فوراً اس آواز کو دبا دینے کی کوشش کی گئی تاہم اس دبی ہوئی حالت میں یہ چنگاری ان دلوں میں اندر ہی اندر سلگتی رہی جنہوں نے ان کے پیغام کو عظم کی طاقت کے ساتھ قبول کیا تھا میرے سامنے اس وقت دوسروں کا حال نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں یہاں صرف اس نوجوان کا حال بیان کرنا ہے جو بعد کو امت میں ''الامام الاعظم ابو حنیفہ النعمان'' کے نام سے مشہور ہوا۔ (قدس اللہ سرہ وروح روحہ)

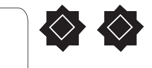
امام صاحب میں جو علمی انقلاب پیدا ہوا تھا اس قصہ تو مشہور ہے، لیکن علم کے بعد جس چیز کا درجہ ہے یعنی عملی انقلاب اس میں امام ابو حنیفہ نے کیا کام کیا اور اتنے شدید موانع کے ہوتے ہوئے اس میں انہوں نے کس طرح کامیابی حاصل کی، اگر چہ مورخین نے ان کا تفصیلی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن جستہ جستہ مقامات میں جو باتیں پائی جاتی ہیں ان سے کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہوتا ہے۔

(ماخوذ از کتاب: امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے عہد کی سیاسی تاریخ)

بقیہ از: ہم آپ پر فدا محمد رسول اللہ

ٹھکانے لگا کر اُمت کا قرض ادا کیا اور الحمدللہ تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار نے انہی صلیبیوں کو لاہور میں کامیاب حملے میں نشانہ بنایا۔ کچھ لوگ اس کی مذمت کر رہے تھے مگر جب دو مسلمانوں کو زندہ جلایا گیا تو سب پر ان صلیبیوں کی حقیقت کھل گئی کہ یہ جہاں بھی ہو ہمارے دین ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے قرآن کے دشمن ہیں، ان کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے نجس خون کو زمین میں دبا دیا جائے۔ یہی وہ صلیبی ہیں جنھوں نے ہماری بہن عافیہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو زبان بھی بیان کرنے سے قاصر ہے اس بعد بھی کوئی ان سے امن کی بات کرتا ہے تو یاد رکھو وہ اُمت کا خیر خواہ نہیں پیٹ کا پجاری ہے۔ ان شاء اللہ ہم ان صلیبیوں اور ان کے گندمی (ناپاک فوج) مرتد بھائیوں سے بیک وقت جنگ جاری رکھیں گے۔

اے اہل ایمان! میرے پاکستانی بھائیو اگر اب بھی آپ نے نبی کریم ﷺ پر بھونکنے والے ان کتوں کو بارود کی لگام نہ ڈالی تو پھر کس منہ محمد بن سلمہؓ کو جواب دو گے جس نے کعب بن اشرف کو آپ ﷺ کے ایک حکم پر واصل جھنم کیا تھا، یاد رکھنا فتنہ ہے ہر وہ ملا اور عالم یا کنیڈی پادری جو تمھیں گستاخ نبی ﷺ کے معاملے میں احتجاج و صبر کا درس دیتا ہے۔ گستاخ نبی ﷺ کا ایک علاج۔ سر تن سے جدا ہمارے رب نے چاہا تو خالص خلافت اسلامیہ کی تکمیل تک یہ جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ یا تو وہ نظام آجائے جس کو قائم کرنے کا حکم ہمارے رب نے دیا ہے یا پھر ہم اپنے خون سے وضو کر کے اپنے رب کی توحید کی گواہی اُس کے دربار میں دینے جا پہنچیں۔ (آمین یا رب)



اشاعتِ اسلام دعوت یا جہاد

سمیعہ عباسی

اسلام ایک مکمل ضابطہِ حیات ہے،عصر حاضر میں امت مسلمہ کعبہ وکلیسا کی کشمکش میں، مشرق ومغرب کے مابین معلق ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کے فکر وعمل میں معرکہ ایمان و مادیت برپا ہے۔ اسلامی معاشرے کی غالب اکثریت تو ابھی تک پرانی روایات اور قدیم نظام اقدار سے وابستہ ہے۔

عام دینی جرائد میں جب ہم جہاد کے بارے میں فرضِ کفایہ اور فرضِ عین کی لاحاصل بحثوں کا الجھاؤ دیکھتے ہیں تو بڑی کوفت ہوتی ہے کہ اس وقت مسئلہ، جہاد کے نعرے مارنے یا ان کی مخالفت کا نہیں بلکہ عوامی سطح پر جہاد کی تنظیم اور اس کے آداب کا ہے

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مسائل کیسے اور کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصل میں پوری کائنات ایک قانون کی پابند ہے۔ اس میں کوئی خلل نظر نہیں آتا۔ انسان کو بھی خدائی ضابطے کے تحت زندگی بسر کرنی ہے جب وہ اس فطری راستے سے بھٹک جاتا ہے تو مسائل اس کو گھیر لیتے ہیں، انسان کی زندگی کا مقصد متعین کیا گیا ہے۔ اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اسے اسی کی بندگی اور اطاعت کرنی ہے۔ جھگڑوں، فتنوں اور فسادوں کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم فطرت کا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ حق دل سے قبول ہو اور قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔ کلی طور دین قبول کرنے اور اللہ کے رنگ میں رنگ جانے سے ہی ہم تمام مسائل سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو خیر کی طرف بلانے میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں اور دعوت کے کام میں لگ کر بسا اوقات فرائض سے ہی لاپرواہ نا صرف خود ہو جاتے ہیں بلکہ دوسرے افراد جو فرائض کی ادائیگی مین مشغول ہوتے ہیں ان کو بھی ایسی کی ہی دعوت دیتے ہیں، دوسرے قسم کے لوگ وہ ہیں جو برائی کی روک ٹوک کے معاملے میں گونگے شیطان بنے رہتے ہیں۔

الغرض یہ دونوں حدیں انتہائی غلط ہیں اور دین کو کمزور کرنے کا ذریعہ ہیں۔

ایک سچا مسلمان معلم، داعی، مجاہد، زاھد اور اصلاح کار ہوتا ہے، یہ بلکل ایسے ہی ہے جیسے ایک انسان کے کردار میں مختلف تبدیلیاں آتی ہیں، حالات کے ساتھ ساتھ کہیں انسان بیٹا ہے تو کہیں باپ ہے، دین اسلام میں یہ سارے کردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں نظر آتے ہیں، کہیں انفرادی دعوت ہے کہیں اجتماعی دعوت، کہیں انفرادی واجتماعی عبادات ہیں، کہیں کفار کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار تو کہیں ہاتھوں میں لیے تلوار اللہ کے دشمنوں پر لپکتے ہوئے۔

حالتِ امن میں تلوار کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ تبلیغ کے بیج کے لئے زمین کو نرم کر دیتی ہے۔ اسلام کی تلوار نے حق کی دشمن اور باطل قوتوں کا قلع قمع کر کے اسلام کے بیج کے لئے زمین کو ہموار اور نرم بنا دیا۔ اسلام کے بیج میں اتنی اہلیت اور قوت ہے کہ اگر اسے فضا سازگار میسر آجائے تو پھل پھول کر تناور اور سدا بہار درخت بن سکتا ہے۔ تلوار کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ بگڑی ہوئی طبیعتوں کو راہِ راست پر لے آتی ہے۔ وہ ہدایت کے رستے کی رکاوٹوں کو دور کر دیتی ہے، پھر جو طبائع نیکی کی طرف مائل ہوتی ہے، ان کے لئے رستہ صاف ہو جاتا ہے اور جب تک مصیبت اور ظلمت کے یہ پردے چاک نہ ہوں، تبلیغ خواہ کتنی ہی دل نشین انداز میں ہو، غیر موثر ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر تلوار کا اشاعت میں کچھ حصہ نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔

کفر اور اسلام کے مابین جنگ کی صورت میں افرادی قوت کی کمی وسائل کا رونا تربیت کے فقدان جیسی ہزار ہا لایعنی بحثوں میں الجھایا جاتا ہے۔۔ یہ صرف ہمارے ساتھ نہیں بلکہ چودہ سو سال پہلے منافقین کے ساتھ بھی بلکل ایسا ہی تھا، منافقین وقتی طور پر اسلام کی شان وشوکت دیکھ کر ایمان تو لے آئے تھے مگر دینِ اسلام کی حقانیت ان کے قلوب میں اتر ای ہی نہیں تھی۔۔ (انفروا خفافا و ثقالا و جاھدوا انکلو اللہ کے راستے میں خواہ ہلکے ہو یا بھوجل) کی صدا لگنے پر بھی منافقین نہ نکلنے کی اجازت اللہ سبحان وتعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلب کرتے تھے، انہی کے بارے میں خود اللہ سبحان وتعالی کا ارشاد ہے۔۔

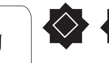
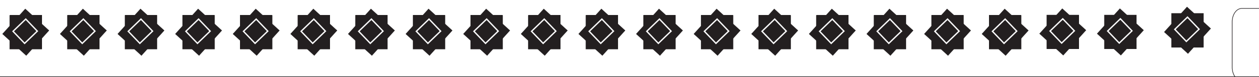
فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ٨١ جن لوگوں کو پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی گئی تھی وہ اللہ کے رسول کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کریں انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اس سخت گرمی میں نہ نکلو ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے، کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ٨٢ اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں اس کی جزا ایسی ہی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)

اس طرح نبی ملحمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ (مسلم)

ترجمہ: ''جو شخص جہاد کیے بغیر مر گیا اور اس کے دِل میں کبھی جہاد کا شوق بھی نہ ہوا، تو وہ

ایک قسم کے نفاق کی حالت میں مرا''(مسلم)

اللہ کریم کا ارشادِ پاک ہے، لا یُکلّف نفسهُ ہم اپنے نفس کے سواء کسی کے مکلف نہیں ہیں۔خواہ کوئی دین کے دفاع کے لیے ہاتھ اٹھائے اپنے گردینیں پیش کرے یا نہ کرے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔۔جس جگہ شریعت الٰہی کے مطابق ہماری ضرورت بنتی ہو ہمیں صرف اس ہی عمل کے لیے خود کو تیار رکھنا ہے اور پیش کر دینا ہے اللہ کریم کے دربار کے سامنے پھر وہ چاہئے ہم سے جو کام لے لیے یہ ہی صرف حقِ بندگی ہے۔

بقول شاعر:: احسن عزیز رحمہ اللہ

عشرت سے کیسے گزریں
جب دیں پہ آنچ آئے
یہ سر ہوں دوش پر کیوں
یہ جان کیوں نہ جائے
حق جانچتا ہے کس نے
کیسے وفا نباہی
ہر آخرت کے راہی
ہم رحمتِ جہاں کے
پیرو ہوں نرم خو ہوں
نفرت کے دشت و بن میں
الفت کی جستجو ہوں
ہم امت نبیؐ پر
ہوں رحمت الٰہی

بقیہ از حزب اللہ یا حزب الشیطان

ہے کا امت محمدی ﷺ اللہ کی کتاب قرآن اور محمد ﷺ کی زندگی کو اپنے سامنے رکھے تو ان مرتد حکمرانوں اور علمائے سو کے چہروں کو کتاب وسنت میں واضح دیکھے کہ کس طرح یہ امت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں، کس طرح یہ اپنے جھوٹے الہ ابلیس کی پیروی میں مخلص ہیں ہم بھی اس طرح اپنے سچے الہ اور رب کے ساتھ مخلص ہو جائے اور اس کی مخلوق کو ان ابلیس کے غلاموں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لے آئیں اللہ کی زمین اور اللہ کی مخلوق پر اللہ کا دین نافذ کریں چاہئے اس کیلئے اپنے اہل وعیال اور اپنی جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے پھر بھی یہ سودا مہنگا نہیں ہے، کیونکہ یہ تجارت نفع والی ہے نقصان تو ابلیس کی غلامی میں ہے جس ابلیس اور اس کے حواریوں کا آخری ٹھکانہ اللہ کی جلائی ہوئی جہنم کی آگ ہے۔

بقیہ از پاکستانی فوج کے خونی پنجرے سے فرار

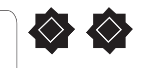
جو لوگ مجھ سے ملنے نہیں آسکتے تھے، میں خود چل کر ان سے ملنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔

سوال: جب پاکستانی فوجی آپ سے تفتیش کرتے تھے اور آپ سے معلومات یا تحقیقات کرتے تھے تو ان کا رویہ آپ کے ساتھ کیسے ہوتا تھا؟

جواب: میں نے پہلے یہ بات اس لیے عرض نہیں کی کیونکہ تفتیش کے حالات بیان کرنا ہمارے لیے بہت باعث شرم ہے۔جب وہ ہمیں کمرے سے باہر نکالتے اور تفتیش کی جگہ پر لے جاتے تو وہاں ہمارے سفید ریش بزرگ بھی ہوتے تھے۔ہمیں وہاں برہنہ حالت میں لے جایا جاتا اور جس طرح ہم برہنہ ہوتے تھے اسی طرح وہ قابل احترام بزرگ بھی بے حجاب (برہنہ) ہوتے تھے۔ اسی طرح عزت مآب مسلمان ماؤں، بہنوں کو بھی برہنہ حالت میں تفتیش کے لیے لایا جاتا تھا۔پھر وہاں ایک کمرے میں ہمیں داخل کر دیتے تھے اور سب فوجی مل کر وہاں قیدیوں کو اجتماعی سزا دیا کرتے تھے۔ان سزا پانے والوں میں ہمارے علاقے کے علاوہ دیگر لوگ بھی ہوتے تھے۔

پاکستانی فوجی مل کر اپنے ہاتھوں سے ہمیں برہنہ حالت میں مارا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ دیکھو تمہاری ماؤں اور بہنوں کا ہم کیا حال کر رہے ہیں۔چلو اپنے خدا کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ ان کو ہم سے چھڑا کر تو دکھائے (نعوذ باللہ)۔ان پندرہ دنوں میں روزانہ ان کا ہمارے ساتھ یہی رویہ ہوتا تھا اور صبح شام وہ اسی طرح ہماری بے حرمتی کیا کرتے تھے۔ہماری ماؤں، بہنوں، ہمارے بزرگوں اور بچوں کو ایک ساتھ ایک ہی کمرے میں برہنہ چھوڑ دیا جاتا تھا اور فوجی ہمیں ڈنڈوں اور چھتروں سے مار مار کر ایک دوسرے کے اوپر گرا دیتے تھے۔چمڑے اور موٹر سائیکل کے کلچ کی تاروں سے ہمیں جانوروں کی طرح مارتے تھے اور آج بھی میری کمر پر آپ زخم دیکھ سکتے ہیں جن سے ابھی تک خون بہہ رہا ہے۔انہوں نے ہماری اتنی تذلیل کی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔یہ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں یہ تو بہت ہی مختصر ہے۔ہماری مہمند ایجنسی کے پولیٹکل ایجنٹ، فوج کے کرنل اور اس کے ماتحت فوجی اور پاکستان کی آئی ایس آئی والے، سب اس ظلم میں برابر کے شریک ہیں۔یہ ہم سب کو یعنی ہماری ماؤں، بہنوں، بزرگوں اور بچوں کو برہنہ کر کے ہماری بے عزتی کیا کرتے تھے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ اور اللہ آپ کو جزائے خیر دے!



چیدہ چیدہ

پاکستانی کا سیاسی مداری:

ویسے تو یہ سیاسی جمہوری کھیل ہے ہی مداریوں کا کام مگران مداریوں میں بھی کچھ اول نمبر پر ہیں جیسے کہ الطاف حسین۔اس کی ساری سیاست ہی قوم کو لسانیت کی بنیاد پر تقسیم کرنے پر قائم ہے مگر ایک دو سال سے یہ موصوف اب نئے رنگ میں آنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں بری طرح ناکام رہے۔ پاکستان کو مہاجر و غیر مہاجر کے نام پر بوری بند لاشیں دینا، بھتے نہ دینے والوں کو نشانِ عبرت بنا دینا۔اب کچھ عرصہ پہلے اس کے شر سے اللہ کے گھر بھی محفوظ نہ رہے اور شراب کے نشے میں دھت انسان کی طرح غرغر کرتے ہوئے بیان دیا کہ ''لال مسجد کو گرا دینا چاہیے جادنا چاہیے'' شاید اس کے بعد اللہ نے اس کی رسی کسنی شروع کر دی ہے اور کراچی سے بھتے نہ دینے والے اور عام مسلمانوں کو قتل کرنے والے ایم کیو ایم کے قاتل گرفتار ہونے شروع ہوئے اور وہی میڈیا جو پچھلے کئی سال سے ایم کیو ایم کا نام سن کر منہ موڑ لیتا تھا یا انجان خبر بنا کر پیش کرتا تھا اُس نے کچھ غیرت کے سانس لینے شروع کئے۔ ایم کیو ایم کے غنڈوں نے صرف بھتہ نہ دینے پر ایک فیکٹری کو آگ لگائی اور اُس میں کام کرنے والے غریب مزدوروں کو بھی نہ بخشہ پھر کہانی اُس وقت کھلی جب ایم کیو ایم کے ہیڈ کواٹر پر رینجرز نے چھاپہ مارا تو وہاں سے امریکن ساخت کا سلحہ نکلا۔اور اُس پر لکھا تھا کہ یہ امریکن سرکار کی ملکیت ہے۔قربان جاؤں اللہ کی شان پر جس نے باطل کو باطل کر دیکھایا۔ جی یہ اُسی الطاف حسین کا مرکزی دفتر تھا جو ہر بیان میں مجاہدین اسلام کو امریکہ اور غیروں کا ایجنٹ کہتا تھا۔ پیارے نبی ﷺ کی حدیث جس کا مفہوم ہے کہ جب ظالم کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ پاک کسی دوسرے ظالم کو اس پر مسلط فرماتے ہیں۔تو قبائل کسی سرزمین کو اُمت پر تنگ کرنے والے اور مسجد منبر و محراب کو قرآن سمیت جلا کر گندے نالے میں بلڈوز کرنے والے امریکہ ہی کے فرنٹ لائن اتحادی (ناپاک فوج) نے امریکہ کے رضاکار (ایم کیو ایم) نوکر پر ایسا دھاوا بولا ہے کہ لندن میں بیٹھے بھتہ خور ہزاروں عام مسلمانوں کے قاتل کی سیٹی گم ہوگئی۔مگر اس سے بڑھ کر غدار کا کردار ادا کرنے والے اس میڈیا کو دیکھیں جو اسی الطاف حسین کی لندن سے ٹیلی فون کال کو براہ راست ابھی بھی دیکھتا ہے۔سب کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ میڈیا صرف پیسے کا پجاری ہے اور ہر اُس کو سلام کرتا ہے جو الطاف حسین کی طرح ان کو سوجاتے بھی مارتا ہے اور سو پیاز بھی کھلاتا ہے۔

اپنی ہی آگ میں وہ فرعون جل گیا: (سابق آئی ایس آئی چیف میجر جنرل احتشام ضمیر کی موت)

ہم لوگوں کا ایک مزاج بنا دیا گیا ہے اس قوم کو مسائل میں اتنا الجھا دو کہ یہ اپنے دوست اور دشمن کو ہی بھول جائیں۔اس واضح مثال دیکھیں کہ نواز شریف گیا تھا مشرف آیا تھا تو اُس نے اُمت کو ایسا بیچا کہ سب نے کہا نواز شریف کی بدمعاشی کسی حد تک بہتر تھی۔پھر مشرف نے جب اُمت کا خون چوسا بھی اور بیچا بھی بلکہ اُس کے جرم کی لسٹ تو بہت ہی لمبی ہے۔کچھ لوگ یہ کہتے ہیں مشرف برا تھا مگر باقی سب ٹھیک ہیں باقی فوج ٹھیک ہے۔سبحان اللہ۔مطلب یہ کہ حکم جو دیا گیا وہ غلط، دینے والا بھی غلط، جو کام کیا گیا وہ بھی غلط، مگر کرنے والے ٹھیک ہے نا مضحکہ خیز؟ اور صرف مشرف غلط تھا تو مشرف کے جانے کے بعد کیا بدلہ؟ سوال تو یہ ہے؟ اور اُس کے حکم پر چلنے والے کیا اب حاجی صدیق بن گئے؟ انہی غلاموں میں اعلیٰ غلام جس نے امارت اسلامیہ کے تمام راز اپنے آقا امریکہ کو دیئے اور ہزاروں ہی مجاہد اپنے سردار غلام مشرف کے حکم پر گرفتار کئے اور آقا (امریکہ) کی خوشنودی کے لئے اُس کو پیش کئے۔اسی فرعون صفت غلام نے اس اُمت کی بیٹی کا سودا پورا کیا اور عافیہ بہن کو کراچی سے بچوں سمیت پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیا۔یہ فرعون بھی اپنے آباء کی طرح سمجھ بیٹھا تھا کہ موت تو آنی نہیں۔رب کے سامنے حاضری کا کیا خوف قیامت چیز ہی کیا۔فوج سے ریٹائر ہو کر بھی فوج کی خوشنودی میں کالم لکھا کرتے تھے جن لوگوں کا دل گناہ کر کے زنگ آلود ہو جائے انھیں اپنے گناہوں پر ندامت بھی نہیں ہوتی اور پھر گناہ کبیرہ سے بھی بڑھ کر کفر اختیار کرنا تو اختتام ایمان کر دیتا ہے۔اس فرعونی کو بھی کبھی ندامت نہ ہوئی کہ اس نے کتنی ہی اُمت کے ہیرے امریکہ کو پیش کئے اور پھر آخری اُمت کی بیٹی کو بیچتے بھی غیرت نام کی چیز حرکت میں نہ آئی۔اسی طاقت کے نشے میں مست یہ احتشام ضمیر اپنی موت سے بے خبر ہو کر گھر ایسے داخل ہوا جیسے کوئی بادشاہ اپنی ریاست میں داخل ہوتا ہے مگر اس شام میرے رب نے اس کی لگام کھینچے کا حکم دیا تھا جوں اُس نے کمرے داخل ہوتے سگریٹ جلایا تو گھر میں سوئی گیس کا اخراج ہو رہا تھا جس کی وجہ سے آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا اور انجام بد کا آغاز دنیا میں شروع ہو گیا۔چار مئی 2015 کو یہ رافضی جس کا پچیس فیصد جسم جل چکا تھا مردار ہو گیا۔اللہ کے حکم سے یہ مجرم فرعون کے گروہ میں اٹھایا جائے گا جس نے امریکہ کی غلامی کا حق اُس سے بڑھ کر ادا کیا۔اس بھائی اپنے انجام بد کا منتظر ہے الا یہ کہ وہ توبہ کر لے اور اللہ کی راہ کو اختیار کر لے،

تبدیلی کے نام پر ایک اور دھوکہ: عمران خان کے یوٹرن

عرب ممالک میں تبدیلی کی ہوا چلی تو ہر کسی اپنی پڑگئی کہ کہیں اُس کی کرسی تو نہیں جا رہی اور شام کی تبدیلی اور مصر کی تبدیلی نے تو پاکستان کے جرنیلوں کی نیند ہی اُڑ دی۔بے شک ہم جمہوریت کو کفر سمجھتے ہیں اس طریقہ سے کسی طور بھی ممکن نہیں کہ

حدود اللہ کا نفاذ ہو جائے۔ایسا ہی کچھ مصر میں ہوا کہ اسلام کے نام پر آنے والوں نے جب اسلام اسلام کیا تو مصری فوج نے اپنے آقا کی تربیت پر عمل کرتے ہوئے اسلام پسند کو گھر کا ہی راستہ نہیں دیکھا جیلوں میں بھر دیا۔یاد رہے کہ مصری فوج کے جرنیل بھی اُسی امریکی سے تربیت حاصل کرتے ہیں جہاں سے پاکستان کے جرنیل حاصل کرتے ہیں۔یہ بات پاکستان میں کام اسلام جمہوریوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔اور شام کے حالات نے تو دنیا کفر کو ہی چکرا کر رکھ دیا ہے۔پاکستان کے جرنیل بھی ایسی تبدیلی سے ڈر گئے کہیں کوئی ایسی ہوا نہ جائے جس سے اسلام و شریعت کے متوالے غالب نہ آجائیں۔اسی لئے لندن سے چھٹیاں گزارنے کے لئے آنے والا ملا پادری (طاہر لقادری) اور یوٹون خان (عمران خان) کو تبدیلی کا نشان بنا کر پاکستان میں پھیلا گیا۔ان دونوں نعرہ پاکستانی قوم کے بظاہر بہت خوش نما تھا، جس میں کہا گیا ہم پاکستان کو نیا پاکستان بنانا چاہتے ہیں اور پاردی کو جو امریکہ کو اپنا رول ماڈل سمجھتا ہے اُسے فوج نے ایمپوٹ کیا۔یا یوں سمجھیں کہ کینیڈا سے ادھار لیا گیا۔ان کے جلوس کو دیکھ کر آپ با آسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کیسا پاکستان چاہتے ہیں۔جلسے میں میوزک ڈانس، کیا ایسی تبدیلی چاہتے ہیں؟ خوابوں والی سرکاری (طاہر القادری) قوم ڈانس کے مقابلے منقد کر رہا تھا، عمران خان کیا اس قوم کو تبدیلی دے گا جس کے ساتھ تمام کے تمام وہ لوگ ہیں جو پہلے سے اس قوم کا خون چوس چکے ہیں، اسی جمہوری سسٹم سے اب یہ قوم مایوس ہو چکی ہے کیونکہ انتخاب میں قوم کو کہا جاتا ہے کہ اپنے لئے چور منتخب کرو کیسا چور چاہیے دیندار چور، لادین چور یا فوجی ڈاکو تو خود ہی مسلط ہو جاتے ہیں۔اس لئے اگر تبدیلی چاہیے تو اس باطل نظام کے بجائے وہ قرآن وسنت کا نظام لانا ہوگا جس میں امیر مومنین دریا فرات کے کنارے مرنے والے کتے کی ذمے داری بھی اپنے سر رکھتا تھا۔قرآن سنت کے بغیر تمام تبدیلی کے نعرے کھوکھلے اور بے معنی ہیں۔

سراج الحق کا رافضیت کے خلاف جنگ کو تفرقے کی جنگ کہنا:

سراج الحق صاحب امیر جماعت اسلامی منتخب ہونے کے بعد سے ہی ایسے بیانات دے رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے یا تو وہ زیادہ معالات پر نظر نہیں رکھتے یا پھر منور حسن صاحب کسی طور بھی شٹبلشمنٹ (ناپاک فوج) کو قبول نہیں تھے اس لئے قابل قبول شخص کا انتخاب کیا گیا۔ان حضرت نے پہلا بیان تو آتے ہی دیا کہ وہ جہاد پاکستان کے خلاف ہیں، یہ ایک عالمی عمومی رویہ ہے کہ شیشان میں رہنے والے کو کہا جاتا ہے کہ جہاد کرنا ہے تو افغانستان جاؤ یہاں جہاد جائز نہیں، اور افغانستان والے مسلمان کو کہا جاتا ہے شام جاؤ یہاں جہاد جائز ہی نہیں، حالانکہ یہ سب دارالحرب ہیں۔اُس کے بعد محترم نے شام میں ہونے والے مسلمانوں کے قتل کو بھی تفرقہ کہا، اب جب یمن میں شیعہ نے بیت اللہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دی ہے۔کیا کوئی مسلمان کتنا گمراہ ہوا اپنے رب کے گھر پر حملہ کرنے کا سوچ سکتا ہے؟ اور شام میں تو اسی رافضی نے اہل سنت کے خون کی ندیاں بہا دیں، ان کے عقیدے کے بارے میں سراالحق صاحب مکمل لاعلم ہیں یا پھر اس بارے اگر اظہار فرمائیں گے تو ووٹ بنک جانے کا خدشہ ہے کوئی ایک وجہ ضرور ہے۔کچھ ہی پہلے یمن کے علاقے عدن سے کی طرف سے سعودیہ کے علاقے نجران جانے والے کشتی جس میں ستر سے زائد افراد شامل تھے اُن پر اسی رافضی نے گولیوں کی بارش کر دی ان اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی چھالیس عورتیں اور بچے شہید ہو گئے تھے۔سرالحق صاحب ویسے تو ہر معاملہ میں عورتیں اور بچوں کے تحفظ کی بات کرتے ہیں مگر اس خبر پر خاموشی معنی خیز تھی۔اس لئے ایک منظم سیاسی جماعت کا لیڈر ہونے حثیت سے اُنھیں چاہیے کہ یکطرف موقف رکھنے کے بجائے اُمت کا در کریں۔ووٹ کی ایک پرچی آپ کو یوم حساب کوئی فائدہ نہ دے گی۔

ایک اور مثبت قدم۔۔۔۔کی طرف

حکومت پاکستان نے سعودی عرب (امریکہ نمبر۲) کی سرپرستی میں دہشتگردی (یعنی اسلام) کے خلاف بننے والی اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ساری دنیا دہشت گردی کے لپیٹ میں ہے ایسے میں اس کے خلاف اتحاد بننا خوش آئند ہے اور اس اتحاد میں شمولیت کیلئے مزید تفصیلات کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

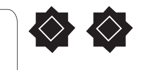
''میں اپنے بیٹے کو کیا جواب دوں''

شیر شاہ نامی ایک شخص جس کا بیٹا آرمی پبلک سکول میں ہلاک ہوا ہے کہتا ہے کہ مجھ سے میرا بیٹا روزانہ کئی مرتبہ پوچھتا ہے کہ مجھے کس گناہ پر قتل کیا گیا شیر شاہ کہتا ہے کہ مجھے اس سوال کا جواب کسی نے بھی نہیں دیا۔

تو لیجئے جناب آپ کے خدمت میں ایک مفت مشورہ حاضر ہے

وہ یہ کہ آپ اپنے بیٹے کو یہ جواب دے کہ بیٹا میں تو اس دنیا میں ہوں اور اس دنیا میں جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنا مشکل ہے کیونکہ اس دنیا میں سچ اور جھوٹ دونو بولا جا سکتا ہے اور عالم برزخ میں جھوٹ بولنے کا کوئی گنجائش نہیں جس طرح تم مجھ سے پوچھ رہے ہو اس طرح میں بھی تم سے یہ پوچھ رہا ہوں ذرا بتاؤ خدا کے ہاں تمہارے اعمال کیسے نکلے کیونکہ اگر تمہارا بیٹا تم سے پوچھنے کا حق رکھتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے بیٹے سے پوچھنے کا حق رکھتے ہو۔

یہ جواب شیر شاہ کیلئے تسلی بخش ہوگا



ہم آپ پر فدا! محمد رسول اللہ

احمد خان

دور حاضر میں جہاں ہر قدم قدم پر اہل ایمان کے لئے فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور اپنا ایمان ان سے بچانا انتہائی مشکل ہے۔اسی طرح شیطان کی چالوں میں ایک نئی چال جو اُس نے اپنے کارندوں کے ذریعے اس اُمت میں پھیلائی ہے کہ بس تم کسی کو نہ چھیڑو تو تمھیں بھی کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ یہ ایسا فتنہ اور سیاہ سبق ہے جو اس دور کے فرنگ کے غلام ذہنیت بھی دے گی اور ماڈرن ملا ازم بھی دے گا کہ بس حلوے منڈے کھالو عشق نبی ﷺ کے نام پر اُمت کی جیبوں سے اپنا خرچہ پانی پورا کرلو سبز لائیٹیں جا کر سو جاؤ بے شک فجر کی نماز قضاء ہو جائے مگر تمھیں کوئی فرق نہیں کیونکہ تم نے عشق نبی ﷺ کا حق ادا کر دیا ہے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کا قہر نازل ہو ایسے ملاؤں پر جنھوں نے اللہ کی آیاتوں کے بعد اس اُمت کے دل میں موجود عشق نبی ﷺ کا سودا بھی شیطان سے کر دیا۔ یہ شیطان کے چیلے نہیں خود شیطان ہیں جو اب عشق نبی ﷺ کا نام لے کر میر صادق کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اے اُمت مسلمہ! اگر عشق نبی ﷺ کا درس سیکھنا ہے تو صحابہ سے سیکھو، پڑھو حنظہ رضی اللہ کا واقع نئی نویلی دلہن گھر میں موجود ہے اور آواز بلال آئی کہ نبی ﷺ کی جان خطرے میں ہے تو گھر سے اِسی حالت میں ہی نکل آئے۔ جب ہمارے نبی ﷺ پر کچھ کفار نے غلیض زبان استعمال کی تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کیا پوچھا تھا؟؟ یہ نہیں پوچھا تھا کہ مدینہ میں ہم احتجاج کریں گے یا شام اور مکہ کی طرف جانے والی شاہراہ کو دو گھنٹے کے لئے بند کر دیں گے یا اُس پر کچھ جلا کر احتجاج ریکاڈ کروائیں گے مکہ و مدینہ صاحب اقدار کے سامنے جا کر قرارداد پیش کریں گے۔ کیا ہمارے نبی ﷺ کے صحابہ یہ سب نہیں کر سکتے تھے؟ یاد رکھیں یہ کسی عام شخص کی بات نہیں یہ اُن کی بات ہو رہی ہے جنھوں نے چودہ سو سال پہلے اس اُمت کو فتوں سے خبردار کر دیا تھا جس نے اس حالت میں روم فارس کی فتح کی خبر دی تھی جب پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے، جس کا رب اُس سے مخاطب ہوتا تھا وہ رب جس نے زمین و آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا، یاد رکھو اے میرے اہل ایمان بھائیو! اللہ رب العزت کا قرآن میں حکم ہے کہ

انالذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (احزاب 33/ 57)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالٰی کی طرف سے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ آیات ہمیں کیا بتا رہی ہے؟ جب کوئی ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا تو کیا مسلمان یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ چلو جی ہم نے تو احتجاج کیا ہے جو ہم کر سکتے تھے۔ گستاخی کرنے والا بھی صلیبی اور احتجاج کا درس دینے والا بھی صلیبی، سبحان اللہ۔ کیا عجیب گمراہی دے دی گئی اس اُمت کو، آپ ﷺ کے زمانے میں جب بھی ہمارے نبی ﷺ کی توہین کی گئی تو اُس کا ایک علاج کیا گیا، اس کی چند مثالیں مدنی دور سے پیش کرنا چاہوں گا۔

یہودیہ عورت کا قتل:

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((ان یھودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ، فخنقھا رجل حتی ماتت، فاطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمھا)) (رواہ ابوداود، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ام ولد کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

ایک اندھے شخص کی ایک ام ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی وہ اسے منع کرتا تھا وہ گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی وہ اسے جھڑکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی ایک رات اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیں اس نے ایک بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے زور سے دبا دیا جس سے وہ مر گئی۔ صبح اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا۔ جو کچھ کیا۔ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک نابینا آدمی کھڑا ہو گیا۔ اضطراب کی کیفیت میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے آ کر کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے منع کرتا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی۔ میں اسے جھڑکتا تھا مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتی تھی اس کے بطن سے میرے دو ہیروں جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ رات جب وہ آپکو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا

میں نے زور سے اسے دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا تم گواہ رہو اس کا خون ہدر ہے۔ (ابوداود، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، نسائی، تحریم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم))

گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب نبیا قتل، ومن سب اصحابہ جلد)) (رواہ الطبرانی الصغیر صفحہ 236 جلد 1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے مارے جائیں۔

'عصماء بنت مروان کا قتل:

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((ھجت امراۃ من خطمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: (من لی بھا؟) فقال رجل من قومھا: انا یا رسول اللہ، فنھض فقتلھا فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: (لا ینتطح فیھا عنزان)) (الصارم المسلول 129)

"خطمہ" قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت سے کون نمٹے گا۔" اس کی قوم کے ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کام میں سرانجام دوں گا، چنانچہ اس نے جا کر اسے قتل کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس کے معاملے میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔

بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید کے خاندان سے تھی وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء و تکلیف دیا کرتی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ عمیر بن عدی الخطمی کو جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا۔ تو کہنے لگا۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر نے بچے کو اس سے الگ کر دیا۔ پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ پھر نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے۔ جی ہاں۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

عمیر کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی مرتبہ سنا گیا عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد دیکھا پھر فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ (الصارم المسلول 130)

ان احادیث کو دیکھیں کہیں بھی کسی گستاخ کے خلاف زبانی کلامی جمع خرچ ادا کر کے جان نہیں چھڑائی گئی بلکہ اُس خبیث گستاخ کا سر قلم ہی کیا گیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ کافر کی غلام عورتیں جو میڈیا پر آ کر کیا اسلام و شریعت کا مزاق، عورت کی آزادی کی ڈھال کے پیچھے سے نہیں کر رہیں؟

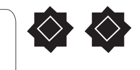
جب اسی نسل کی ملالہ ڈرامہ زائی کو نشانہ بنا گیا تو سب کو عورتوں کے حقوق اور شریعت اسلامیہ میں عورت پر عدم تشدد یاد آ گیا مگر یہ حدیث ان ولایتی غلام ملاؤں کو شاید نظر ہی نہیں آتی، یا پیٹ اندھا کر دیتا ہے جب یہ اوراق آتے ہیں۔ اس بعد وہ مشہور الفاظ جو ہر عاشق نبی ﷺ پر حجت تمام کر دیتے ہیں" من لکعب بن الاشرف، فانہ قد اذی اللہ ورسولہ؟" ترجمہ: "کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کو تکلیف دی ہے"

یہی الفاظ تھے جو غازی علم دین شہیدؒ کو گستاخ کے قتل پر اکساتے تھے اور یہی وہ الفاظ تھے جس نے عامر چیمہ شہیدؒ کو اپنا سب کچھ عشق نبی ﷺ پر قربان کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہی الفاظ پیرس میں چارلی ہیبڈو میں گستاخ رسول ﷺ کو اپنے انجام تک پہنچانے والے کوچی برادز نے پڑھے تھے۔

گستاخ رسول مغربی تمام ہی متشدد صلیبی ہیں یا نصرانی۔ یہاں ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ جو لوگ امن امن کا درس دیتے ہیں اُن کو یہ نظر کیوں نہیں آتا۔ یہ لوگ ایک فریب اور بھی دیتے ہیں کہ ہاں غلط تو ہوا ہے مگر اس کا یہ طریقہ نہیں کہ قتل کیا جائے، ایک بات یاد رکھیں جس نے بھی گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والوں کی مذمت کی وہ ایمان سے فارغ ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے بلاشک وشبہ،

اور یاد رکھیں یہ صلیبی جہاں بھی ہوا اسلام کہ ویسے ہی دشمن ہیں جیسے امریکہ میں یا کابل میں شام و یمن میں یا پاکستان میں اس لئے جیسے مجاہدین اسلام نے چالی ہبڈو میں ان کو

بقیہ صفحہ ۳۸ پر



علماء امت کا فیصلہ گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں

مولانا یحیٰ حقانی

نبی کریم ﷺ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے اور کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو تمام دنیاوی رشتوں بڑھ کر محبت نہ کریں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں یعنی رسول اللہ ﷺ اسے اس کی جان و مال عزت وآبرو اولاد اور ہر اس چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤ جو اسے پیاری ہو'' یہی وہ محبت ہے جس کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں نے گستاخان رسول ﷺ کے ساتھ کبھی بھی رعایت نہیں برتی اس معاملے میں ہمیشہ سے مسلمانوں نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حرمت رسول ﷺ پر اٹھنے والی زبانیں کاٹ دی ہیں وہ ابی بن خلف کی ہو یا بشر منافق کی ابوجہل کی ہو یا امیہ بن خلف کی نصر بن حارث کی ہو یا عصمہ کی (یہودی عورت) ابو عافک کی کعب بن اشرف کی ابورافع کی ہو یا ابوعزاجمع کی حارث بن تلال کی ہو یو عقبا بن ابی معیط کی ابن خطل کی ہو یا حوریث نقید کی قریبہ کی ہو یا ریجی فالڈکی، یولو جینس کی ہو یا راج فال کی نتورام کی یا ڈاکٹر رام گوپال کی، وہ چرن داس کی یا شردھانند، چنچل سنگھ کی ہو یا میجر حردیال سنگھ وہ عبدالحق قادیانی کی یا بہوشن کی، وہ چودھری کھیم چند کی ہو یا نیلو محراج کی، وہ سلمان تاثیر کی ہو یا چارلی ہیڈو کی، الغرض ہر دور میں مسلمانوں نے گستاخان رسول ﷺ کو معاف نہیں کیا ہے موجودہ دور میں کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے متعلق اسلام کے احکامات کو متنازعہ بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں لیکن اس بارے میں قرآن وحدیث میں موجود احکامات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام نے امت مسلمہ کی رہنمائی کی خاطر اس مسئلے کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہیں ذیل میں علماء امت میں سے چند کی رائے تحریر کرتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہ السلام کی عصمت وعزت کے متعلق تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء کرام تمام چھوٹے بڑے گناہوں اور لغزشوں محفوظ ومعصوم ہے امام قرطبیؒ اپنی مشہور تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں کہ آئمہ اربعہ اور جمہور امت کا اس بات پر اتفاق کہ تمام انبیاء چھوٹے بڑے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں علماء امت کا فیصلہ یہ ہے کہ گستاخ رسول ﷺ مرتد اور واجب القتل ہے محمد بن محنون فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس بات کیلئے عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر میں اور اعزاب میں شک کریں وہ بھی کافر ہے امام ابوبکر منذر فرماتے ہیں کہ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا جائے گا اس مسلک میں امام مالک بن انس، لیث بن سعد، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہوئے شامل ہیں امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے دیگر تلامذہ امام سفیان سوریؒ، امام اوزاعی کا مجموعی قول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس نے رسول ﷺ کو گالی دی یا حضور ﷺ کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا حضور ﷺ کی ذات اقدس آپ کے نسب و دین یا آپ کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر طعنہ زنی کی حضور ﷺ کو کسی شے تشبیح دی وہ حضور ﷺ کو براہ راست گالی دینے والا ہے اس کو قتل کر دیا جائے ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثنا نہیں کرتے نہ ہم اس میں شک کرتے ہیں خواہ وہ سراہتا توہین یا اشارہ کنایا میں۔ امام ابوحفص کبیر سے منقول ہے اگر کسی نے ایک بال مبارک کی طرف عیب منسوب تو کافر ہو جائے گا علامہ ابوسلیمان الختاوی فرماتے ہیں کہ جب مسلمان کہلانے والا نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی تنقیص اور اہانت کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی مسلمان ایسا نہیں جس نے اس کے قتل میں اختلاف کیا ہو فتح القدیر میں ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے آپ کو گالی دینے والا یقیناً مستحق گردن زدنی ہے پھر یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا امام ابن تیمیہؒ نے شاتم رسول ﷺ پر پوری کتاب لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا ایک عام مومن کو گالی دینے کی طرح نہیں مثلاً یہ کہ آپ ﷺ کی اطاعت و محبت واجب ہے اور آپ کی محبت عالم لوگوں سے مقدم ہے نیز یہ کہ اکرام واحترام کوئی آپ کا شریک نہیں آپ پر درود الصلاۃ بھیجنا واجب ہے اور آپ کو گالی دینے کی متعلق عرض ہے کہ آپ ﷺ کو گالی دینا کفر وقتال کا موجب ہے مزید لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت اعانت اکرام واحترام واجب ہے اگر ایسے آدمی کو قتل نہ کیا جائے تو یہ آپ ﷺ کی تاعید ونصرت نہیں شاتم رسول ﷺ کے بارے میں درجہ ذیل کتب میں واضح احکام موجود ہے (ا) احکام القرآن، فتاویٰ شامیہ، الرد المختار، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، اشفاء، فتویٰ قاضی خان وغیرہ۔

علماء امت اور فقہاء کرام کی ان تصریحات کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بی ادبی کا معمولی شائبہ بھی روا نہیں رکھا جا سکتا ایسے بد بخت کا روئے زمین پر زندہ چلنا پھرنا ہرگز قابل قبول نہیں علماء امت نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس کی معافی بھی قبول نہیں ہے۔

تم! کس کے منتظر ہو؟

ضرار خان

تمام تعریفوں کے لائق وہ ذات ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر بھیجا اور میں شکر ادا کرتا ہوں اُس رب کا جس نے مجھے مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور ایمان کی دولت عطا کی۔ ہدایت کی طرف رہنمائی کی اور دُعا گو ہوں کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں میرا شمار فرمائیں (آمین)۔

اس دجالی میڈیا اور دجال کی راہ ہموار کرنے والوں نے سہولت دجال کے لئے بہت ذرائع ایجاد کئے جن میں ابلاغ کا شعبہ نہایت اہم بلکہ یوں سمجھ لیں کہ ریڈھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ میڈیا کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہر واقعے کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا اس میڈیا کا شیعوہ بن گیا ہے اور کسی بھی ٹی وی چینل اور میڈیا کے مالک کے حالات زندگی دیکھ لیں اسلام اور اہل اسلام سے کوسوں دور نظر آئیں گے۔ اسی طرح دجال کے پیروکاروں کی طرف سے ایک نیا میڈیا میدان متعارف کروایا گیا جسے سوشل میڈیا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کی اقسام و پہچان کرانے کی ضرورت بھی شاید مجھے نہیں ہے کیونکہ یہ اس قدر مقبول ہو چکا ہے اور ہر عام و خاص اس کے بارے میں مکمل آگاہی رکھتا ہے۔ اس میڈیا ، چاہے سوشل ، پرنٹ ، یا الیکٹرانکس ہو تمام کا ہدف اسلام اور اہل اسلام کو نشانہ بنانا ہے۔ سوشل میڈیا میں فیس بک پاکستان میں خاص کر نہایت مقبولیت حاص کر چکی ہے۔ اہل اسلام و مجاہدین اسلام نے بھی کافروں کی اس چال کو واپس الٹنے کے لئے بھی کم کس لی ہے (الحمد اللہ) اور مجاہدین تنظیمیں میدان میں خم ٹھوک کر آ چکی ہیں۔ باقاعدہ آفشل پیجز ، ویب سائیڈز۔ ٹویٹرز کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میدان سے ایک ایک خبر کو اہل اسلام تک پہنچاتے ہیں اور دجالی میڈیا (الیکٹرانکس) کا مقابلے سوشل میڈیا سے کر رہے ہیں۔ یہ لوگ میدان جہاد میں ہونے والے ایک ایک معرکے سے خوب واقف ہیں۔ یہاں ایک بات کا ذکر کرتا چلوں کہ دجال ''دجل'' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں دھوکہ، فریب اور یہ دھوکہ ہر صف میں موجود ہے۔ بہت لوگ اس دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ خود ساختہ جہاد خبر روں کی تشہیر کر رہے ہوتے ہیں۔ انسانی نفس انسان کو بہت سے دھوکے دیتا ہے جیسے کہ ایک دھوکہ یہ بھی ہے کہ بس انٹرنیٹ پر بیٹھ کر چند اِدھر کی باتیں اُدھر کیں اور اُدھر کی باتیں اِدھر کیں۔ جہادی کالم پڑھ لئے یا ویڈیوز دیکھ لیں سسکیاں اور آہیں بھر لیں۔ چند تو ایسے بھی نظر آئیں گے کہ وہ بڑے بڑے آرٹیکل، کالم لکھ کر انٹرنیٹ پر لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں اور پھر چاہے وہ جو بھی کہتے پھریں سادہ لوح مسلمان جو جہاد و شریعت سے محبت رکھتے ہیں وہ اُن کے فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آرٹیکل لکھنے والے خود میدان جہاد سے آگاہی نہیں رکھتے اور نہ ہی کبھی میدان کا رُخ کرتے ہیں تو کیسے وہ اس دجالی فتنوں سے بچ سکتے ہیں؟۔ کچھ لوگ شہید ابو دجانہ الخرسانیؒ کی طرح انٹرنیٹ پر کام کرنا چاہتے ہیں مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ابو دجانہ الخرسانی شہیدؒ (اُردنی) مجاہدین کے ایک منظم گروہ کے منسلک تھے نا کہ خود ساختہ تشکیل پر کام کر رہے تھے۔ تو میرے انٹرنیٹ کا کام کرنے والے اہل ایمان بھائیو! آپ کو چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں جو ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں آپ کی اور میری کامیابی کا ذریعہ بنیں (ان شاء اللہ)۔

سکرین پر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر سسکیاں اور آہیں بھرنا یہ درد اُمت، ایمان کی کیفت کا نام ہیں مگر اس کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے راستے میں نکلنا ہوگا اپنا گرم گرم خون اللہ کی راہ میں بہانا ہوگا۔ یاد رکھیں کہ جہاد کو سمجھ لیا کے وہ کس لئے ہے اور یہ بھی جان چکے کہ ایسے فرض ہے جیسے نماز تو پھر کوئی بھی خود ساختہ عذر اللہ کے دربار میں آپ کو خلاصی نہ دلا سکے گا۔ (خود ساختہ سے مراد ایسا عذر جو شریعت میں عذر نہ ہو مگر نفس کا دھوکہ ہو)۔ میرے پیارے بھائیو یاد رکھنا حدیث کعب بن مالک رضی اللہ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کسی کا عذر بھی ہلال بن اُمیہ سے بڑھ کہ نہیں ہوگا۔ وہ اس قدر عمر رسید تھے کہ اپنی زوجہ سے کسی قسم کی حاجت نہیں رکھتے تھے اور اپنے گھر کے کام بھی خود سے انجام نہیں دے پاتے تھے مگر جہاد فی سبیل اللہ پر نہ نکلنے کی وجہ سے اس قدر سخت گرفت ہوئی کہ اللہ کی طرف پہلے کبھی کسی پر ایسی نہیں ہوئی تھی۔ کیا کسی کا عذر ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کے ہے؟ اگر نہیں تو پھر وہ اللہ کے ہاں جواب دے ہوگا۔

اور یاد رکھیں کہ جہاد کے بارے میں احکام و فتوی کسی بھی گھر بیٹھے عالم نہیں لیا جائے گا بلکہ جہاد کے میدان میں موجود مفتی و عالم سے لیا جائے گا۔ کیونکہ جہاد کہ میدان میں موجود عالم ہی اس فن کا ماہر ہوتا ہے اور جہاد کے معاملات و حالات کی اصل جانتا ہے۔ جو عالم جہاد کے میدان سے دور اپنے گھر یا مدرسے میں چاہے وہ جہاد کا کتنا ہی حامی ہو مگر جہادی معاملات سے آگاہی نہیں رکھتا ہوگا کیونکہ معلومات دینے والے اکثر اپنے منشاء اور مرضی کی معلومات دیتے ہیں۔ جبکہ جہاد کے میدان میں موجود عالم و مفتی یہ سب معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

تو میرے بھائیو! آپ سے گزارش ہے کہ گھروں میں بیٹھ کر یا نیٹ پر ہی اکتفاء کر لینا کسی طور جائز نہیں۔ میدان والوں سے جڑنا ہوگا ایک عظیم مجاہد و جہاد کے داعی ڈاکٹر ارشد وحید شہیدؒ کا قول نقل کرتا چلوں کہ ''آج کا نوجوان اُمت کے حالات دیکھ کر

بقیہ صفحہ ۱۰ پر

حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا فرشتوں کو دیکھ کر بدکنے لگا

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، نے ایک مرتبہ رات کو سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع کی. ان کا گھوڑا جو ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا ،اس نے اچھلنا کودنا اور بدکنا شروع کر دیا. آپ نے تلاوت چھوڑ دی گھوڑا بھی سیدھا ہو گیا .آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا. گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کیا. آپ نے پھر پڑھنا موقوف کیا. گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا. تیسری مرتبہ بھی یہ ہوا. چونکہ ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوء تھے اس لئے ڈر معلوم ہوا کہ کھیں بچے کو چوٹ نہ آجائے. قرآن کا پڑھنا بند کر کے اسے اٹھا لیا. آسمان کی طرف دیکھا کہ جانور کے بدکنے کی کیا وجہ ہے؟ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کرنے لگے. آپ صلی ا اللہ علیہ وسلم سنتے جاتے اور فرماتے جاتے.... اسید پڑھتے چلے جاؤ. حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا : حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ کے بعد تو یحییٰ کی وجہ سے میں نے پڑھنا بالکل بند کر دیا. اب جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چیز سایہ دار ابر (بادل) کی طرح کی ہے اور اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی ہے. بس میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر کو اٹھ گئی. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جانتے ہو، یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز کو سن کر قریب آگئے تھے. اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انھیں دیکھ لیتا. کسی سے نہ چھپتے

(صحیح بخاری)

("صحیح اسلامی واقعات"، صفحہ نمبر 101-102)



کفر اور اسلام کے مابین جاری صلیبی جنگ کے نوے (۹۰) فیصد حصہ "میڈیاوار" میں صلیب سے برسرپیکار

ادارہ احیائے خلافت (اردو، عربی انگریزی اور پشتوں میں)

- دنیا بھر کی جہادی تحریکوں تنظیموں کی بلا تفریق خدمت کرتا ہے
- پوری دنیا کے جہادی قائدین کے انٹرویوز اور بیانات آپ تک پہنچاتا ہے
- کفر کے جھوٹے میڈیا کو سچی خبروں کے ذریعے جھٹلاتا ہے
- کفر کے نشریاتی طوفان میں چھپے دنیا بھر کے مجاہدین کے عملیات کی سچی خبروں کی آپ تک رسائی کرتا ہے
- جہاد اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے شرعی مسائل، فضائل، اصول اور ہدایات آپ تک پہنچاتا ہے
- مسلکی اختلافات سے بالاتر تمام شرعی مسائل سے آپ کو باخبر رکھتا ہے
- علماء کرام اور مذہبی سکالروں کے تحریری اور تقریری بیانات و مضامین آپ تک پہنچاتا ہے
- حالات حاضرہ پر دقیق نظر اور تجزیوں سے عالم کفر کے مقاصد اور مظالم آپ پر آشکارا کرتا ہے
- شہداء اور غازیوں کی تصاویر، ویڈیوز اور سوانح عمری آپ تک پہنچاتا ہے
- مجاہدین عالم اسلام کو بدنام کرنے کے عالم کفر کی سازش اور ایجنڈے کو ناکام بناتا ہے

آیئے! ★ احیائے خلافت مجلہ ★ احیائے خلافت ویب سائٹ ★ احیائے خلافت ایف ایم سنٹر

★ احیائے خلافت سٹوڈیو ★ احیائے خلافت لائبریری کیلئے خبریں اور مضامین ارسال کیجئے

⬆ نادر تصاویر اور ویڈیوز بھیجئے ⬆ مفید مشورے دیجئے ⬆ سامان مہیا کیجئے ⬆ مالی تعاون کیجئے

⬆ ماہرین خود آکر خدمت کیجئے ⬆ مقامی بیورو رپورٹر بنیئے ⬆ رپورٹنگ کیجئے ⬆ ادارہ کی نشریات پھیلائیے

اور ہمارے بیورو رپوٹروں سے رابطہ کرنے کے عالم کفر کے میڈیا کی خطرناک جنگ کے مقابلہ میں حصہ لیکر اسلام کا ساتھ دیجئے۔

من جانب ادارہ احیائے خلافت

برائے رابطہ

www.ihyaekhilafat.com facebook.com ihyaekhilafat